

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_I_226164

UNIVERSAL
LIBRARY

سلسلة كتب علمية

تنبيه وإشراف

تصنيف

أبو الحسن علي بن الحسين بن علي السعدي

مترجمه

مولانا عبد الله العبادي صاحب

ركن شعبه تاليف ترجمه جامع ثمانية سرکار عالی

۱۳۲۵ هـ ۱۳۲۶ م ۱۹۲۶

دار الفکر بیروت

فہرستِ کتابیں

(خانہ نمبر ۶ میں ہند سے صفحات کتاب کے نشان ہیں)

اس کے خلفاء کے ساتھ خانہ اول میں سنہ بیعت ہے اور خانہ دوم میں خلع خلافت
ناظرین کی سہولت کے لئے ہجری سنین کی عیسوی سنیں کے مطابق بقت کر دی گئی ہے

ترجمہ المصنف بعثت و نبوت		یعنی مصنف کے حالات زندگی، تاریخ کے ابوالآباد ثانی۔ ۱۔ علامہ سعودی دوسرے مہر و دانش تھے۔ ۲۔ شرف انتساب کو مؤثرین کی سیاحت۔ ۳۔ اطوار حقیقت، ہندوستان کا سفر۔ ۴۔ دکن کا سفر، پنجاب کا سفر۔ ۵۔ سندھ ایران کا سفر۔ ۶۔ ابو زید جغرافی سے ملاقات، سفر مشرق تا چین و تائبہ مدعا مکر، عجیب و غریب وارض شام، ایک گرجا کے حالات۔ ۷۔ انٹیکلو پیڈیا برطانیہ کی رائے ۸۔ تصنیفات۔ ۹، سعودی کی اولیت، اس کتاب کی خصوصیت - " عمر رسالت "امیدی علامات۔ ۱۳۔ سلسلہ نسب جناب نبویؐ۔ ۱۴۔ آنحضرتؐ کی ولادت۔ ۱۵۔ رضاعت ۱۶۔ آنحضرتؐ، یتیم میں (بحالت طفولیت)۔ ناصبہ نبوت۔ ۱۷۔ بعثت۔ ۱۸۔ اول المنین

۱۹۔ اختلافات شیعہ وغیرہم روایات شیعہ قطعہ				
۲۰۔ مہدی آخر الزمان، اصحاب الشق، ۲۱۔ تبتہ اقوال، اولیت ایمانی، ۲۲۔ ایام قیام بیت الحرام				
۱۳۔				
ہجرت کا پہلا سال، ۲۳۔ اسلام کی پہلی ہجرت، ۲۴۔ سیرت عیدہ، ۲۵۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ، سیرت سعد، اولیں مولود ودار الحجۃ، ۲۶۔	۶۶۲۱	سیرت اول	ہجرت	
ہجرت کا دوسرا سال، ۲۷۔ غزوہ بواط، غزوہ بطلب، کرز بن جابر، ۲۸۔ غزوہ ذی القشو، ۲۹۔ سیرت عبداللہ بن حبش، مشروعیت خمس، ۳۰۔ شہور ورام میں استخارہ اقبال، نصوح رمضان و تحویل قبلہ، ۳۱۔ بانگ اذان، غزوہ پدر العظمیٰ، ۳۲۔ تقسیم خیمت ۳۳۔ مقدار قیمت، بدر میں کتنے دن لگے، سیرت عمیر بن عدی، سیرت سالم بن عمیر، ۳۴۔ غزوہ بنی قینقاع، غزوہ موسیٰ ۳۵۔ قرانی واقعہ ذی قار،	۶۶۲۲	سیرت دوم		
۳۸۔				
ہجرت کا تیسرا سال، غزوہ قرقرہ، ۳۹۔	۶۶۲۳	سیرت تیس		

					سریہ محمد بن مسلمہ غزوہ بجوان - ۴۳ - غزوہ بنی غلفان سریہ زید بن حارثہ ۴۴ - ام المومنین حصہ کے ساتھ نکاح غزوہ اہل
سنة ترقیہ	۴۴	۶۹۲۵			ہجرت کا چوتھا سال سریہ ابولہبہ سریہ عبد اللہ بن ابی اسحاق ایک تعلیمی مہم - ۴۵ - دوسری تعلیمی مہم - ۴۶ سریہ عمرو و سلمہ غزوہ بنی نضیر - ۴۷ - تحریم خراشتان ۵۰ - غزوہ بدر الشہادہ -
سنة احزاب	۴۵	۶۹۲۶			ہجرت کا پانچواں سال غزوہ ذات الرقاع نماز نوف - ۵۱ - غزوہ دوسرا بھندل - ۵۲ - غزوہ بنی المصطلق - ۵۳ - المصونین جویرہ سے نکاح و انکاح اہل المؤمنین عائشہ صدیقہ پر ایمان - ۵۵ - غزوہ خندق - ۵۰ - غزوہ بنی بنی قریظہ - ۵۹ - حضرت زینب سے نکاح سریہ الوصیدہ - ۵۹ -
سنة استیناس	۴۶	۶۹۲۷			ہجرت کا چھٹا سال سریہ محمد بن مسلمہ غزوہ بنی الجبالیہ مختصر مہمیں - ۶۰ -

غزوہ ذی قرد - ۶۱۔ معمولی
اسلامی سرگرمیاں - ۶۲۔ زندہ
کی تادیب - ۶۳۔ غزوہ خندبہ
بیعت رضوان - ۶۶۔
اہل مکہ سے مصالحوہ واقعہ
نہیر خم، پیشگوئی علیہ روم

- ۶۶

ہجرت کا اتوار سال غزوہ خیبر - ۶۷۔ عرب میں

کفار و مشرکین نہیں رہتے

۶۹۔ حضرت صفیہ سے نکاح

قدوم جعفر طیار - ۷۰۔ انکسار

کوز ہر دیا گیا - ۷۱۔ نعمت

شہادت - ۷۲۔ فک - ۷۳۔

تسلیہ تیار - ۷۴۔ نقش خاتم

بسم اللہ کی ابتداء - ۷۵۔

نشاہ ایران کو دعوت اسلام

۷۶۔ جو گرفتار کرنے آئے

تھے خود مسلمان ہو گئے،

انباء ایرانی مہم ہیں - ۷۸۔

یمن کے حبشی فرمانروا - ۷۹۔

ایک تاریخی شبہ کا ارتقاع

دعوتِ مانہ اسلام پادشاہوں

کے نام - ۸۰۔ سیرایہ - ۸۱۔

ایک کلہو کو قتل - ۸۲۔

عمرۃ الغضاء ام المؤمنین رضی اللہ عنہا

۶۶۲۸

سنہ استغلاب ۷۷

۶۶۲۹

۸۸

۸۳۔ نکاح۔ خواہراں حضرت
مہیوڑ اور انکی اولاد۔ ۸۴۔
ساتھام کی ہمیں۔ ۸۶۔
ہجرت کا آٹھواں سال، ۸۷۔ نصرانیوں سے جنگ
سریشہ موت۔ ۸۸۔ شہر
ذات اسلک ۸۹ فتح مکہ عزت
مکہ کے متعلق بحث۔ ۹۰۔
امان کا اعلان۔ ۹۱۔ غزوہ
کمال بھی محفوظ رہا، مقتومین
پر احسان، معاندین کی
تلاش۔ ۹۲۔ ہمت نواح
مکہ، بت شکنی۔ ۹۵۔ غزوہ
خنین۔ ۹۶۔ سال عاریہ۔
۹۷۔ ہوازن سے مقابلہ
۹۸۔ غزوہ تبوک۔ ۹۹۔
حدیث منزلت، سبب
تشیف ۱۰۰۔ نکاح شہداء
قیصر روم سے مرسلت۔
فتح دومۃ الجندل۔ ۱۰۱۔
نصرانیت اسلام کی بنائیں
جناب نبوی کے شہید کرنے
کی سازش جو اکام رہی ۱۰۲۔
مسیحی بھڑا، ہلاک نفاق۔
۱۰۳۔ آمد فی کاوہ حصہ جو
اسلام کے لئے معصوم ہوا

نیابت نبوی موعوم حج میں ۱۰۴۔ نتیجہ اعلان احکام ۱۰۵۔					
ہجرت کی دس سو سال ۱۰۶۔ یمن میں اسلام کی اشاعت ۱۰۷۔ آسمی ہزار درم کی قیمت، وفود عرب ۱۰۸۔ حجۃ الوداع ۱۰۹۔ آخری تعلیمات نبوی، حجۃ البلاغ ۱۱۰۔	۶۶۳۱	۱۰	سنة حجۃ الوداع		
ہجرت کی دس سو سال ۱۱۱۔ فرمانروایان عمان و عمان برگئے ۱۱۱۔ اسود بن ابی سہل کے کرتب و عمل نبوت میں ۱۱۲۔ انجام کار ۱۱۳۔ عہد نبوت کی آخری اہم جمعیتیں اسلام کے مضامینوں کے مقابلہ میں ۱۱۴۔ قنداد غزوات نبوی ۱۱۵۔ سرایا مہاراج و اجوت، وجہ اختلاف ۱۱۶۔ اس کتاب کی فضیلت ۱۱۷۔ فوجی مردان ۱۱۸۔ وفات جنا نبوی ۱۱۹۔ نتیجہ و تکفین کفن اہل بیت ۱۲۰۔ جنازہ ۱۲۱۔ کاتبان حضرت نبوی ۱۲۲۔	۶۶۳۲	۱۱	سنة وفاة		

ولید بن عبد الملک شمال	۶۴۵	۶۴۱	شمال و خصال، شعار حکومت ۱۰۰ - مجاہد بن یوسف ۱۸۹ -
سلیمان بن ابیہک ہادی	۶۴۱	۶۴۱	۱۹۰ -
عمر بن عبد العزیز	۶۴۱	۶۴۱	۱۹۱ -
یزید بن عبد الملک جب	۶۴۱	۶۴۳	۱۹۲ - یزید بن ہلب ۱۹۳ - مغالہ و مقتل - مغارات قبائل ۱۹۳ - انجم آل ہلب ۱۹۵ -
ہشام بن عبد الملک شیبانی	۶۴۳	۶۴۲	۱۹۴ - شہادت حضرت زید ۱۹۴ -
ولید بن یزید بن جب الاول	۶۴۳	۶۴۳	۱۹۴ - ناراضی عوام اور بادشاہ کا انجم، ترانہ کامیابی ۱۹۹ -
عبد الملک	۶۴۳	۶۴۳	۲۰۰ - شورشیں اور ہنگامے ۲۰۱ - فتہ خوارج کہ مبارکہ پر چڑھائی ۲۰۲ - جنگ قدیدہ بنہ شریف خوارج کے قبضہ میں ۲۰۳ - خوارج کی شکست ۲۰۳ - آغاز امر بنی عباس، خراسان میں ابوسعلم کی کامیابی ۲۰۴ - عراق پر قبضہ اور سجاح کی بسیست، مروان سے مقابلہ ۲۰۵ - مقتل مروان مروان کی سیاست، عبد الحمید کا تب ۲۰۶ - مرگ سلطنت بنی امیہ ۲۰۷ -
مروان بن محمد	۶۴۳	۶۴۳	ماجرائے حوال بنی امیہ بعد مقتل مروان محمد
مروان بن محمد	۶۴۳	۶۴۳	مقتل ملوک میں بنی امیہ کا تفرق و انتشار اندلس پر عبد الرحمن بن معاویہ بن ہشام کا قبضہ اولاد عبد الرحمن اور منقطع ۲۰۸ - عبید اللہ بن مروان، عبید اللہ بن مروان ۲۰۹ - عامل افریقہ کے کرتوت ۲۱۰ - عامل افریقہ کے باغی دوستانہ اور ان کا قتل ۲۱۱ - عبد الرحمن اللہ غل

مملکت اندلس ۲۱۲۔ سلاطین بنی امیہ اندلس					
۲۱۳۔ اندلس میں خلافتیہ خلافت بنی امیہ کی حکومت					
افریقہ، حکومت شیعہ ۲۱۵۔ خروج					
ابو یزید خارجی اسماعیل بن ابی القاسم					
المغزلدین اللہ بانی خلافت مصر ۲۱۶۔ انقلاب					
ملوک بنی امیہ ۲۱۷۔ تاریخ مناقب بنی امیہ ۲۲۰۔					
واقعات بنی العباس					
خلافت عباسیہ کی ابتدا ۲۲۲۔	۶۷۵	۶۷۴	۶۷۳	۶۷۲	۶۷۱
ابراہیم الامام ۲۲۳۔					
اسلام میں پہلا وزیر و وزیر آں محمد تاریخ وزارت					
۲۲۳۔ خلافت وزراء اسلام ۲۲۶۔					
۲۲۶۔	۶۷۷	۶۷۶	۶۷۵	۶۷۴	۶۷۳
محمد (انفس الزکیم) ۲۲۷۔					
ابراہیم بن عبد اللہ ۲۲۷۔					
۲۲۹۔	۶۷۸	۶۷۷	۶۷۶	۶۷۵	۶۷۴
۲۳۰۔ انجبار الوزراء ۲۳۰۔					
۲۳۳۔	۶۷۹	۶۷۸	۶۷۷	۶۷۶	۶۷۵
۲۳۳۔ الناطق بالحق ذوالسینین ۲۳۵۔ ہرثمہ					
بن امین، حصار بغداد ۲۳۶۔ امین کی نظربندی					
اور پھر آزادی سقوط بغداد ۲۳۷۔ مقتل امین					
۲۳۸۔					
۲۳۹۔ ولایت امام رضا ۲۳۹۔ منصور بن المہدی	۶۸۰	۶۷۹	۶۷۸	۶۷۷	۶۷۶
۲۳۹۔	۶۸۱	۶۸۰	۶۷۹	۶۷۸	۶۷۷
۲۳۹۔	۶۸۲	۶۸۱	۶۸۰	۶۷۹	۶۷۸
۲۳۹۔	۶۸۳	۶۸۲	۶۸۱	۶۸۰	۶۷۹
۲۳۹۔	۶۸۴	۶۸۳	۶۸۲	۶۸۱	۶۸۰
۲۳۹۔	۶۸۵	۶۸۴	۶۸۳	۶۸۲	۶۸۱
۲۳۹۔	۶۸۶	۶۸۵	۶۸۴	۶۸۳	۶۸۲
۲۳۹۔	۶۸۷	۶۸۶	۶۸۵	۶۸۴	۶۸۳
۲۳۹۔	۶۸۸	۶۸۷	۶۸۶	۶۸۵	۶۸۴
۲۳۹۔	۶۸۹	۶۸۸	۶۸۷	۶۸۶	۶۸۵
۲۳۹۔	۶۹۰	۶۸۹	۶۸۸	۶۸۷	۶۸۶
۲۳۹۔	۶۹۱	۶۹۰	۶۸۹	۶۸۸	۶۸۷
۲۳۹۔	۶۹۲	۶۹۱	۶۹۰	۶۸۹	۶۸۸
۲۳۹۔	۶۹۳	۶۹۲	۶۹۱	۶۹۰	۶۸۹
۲۳۹۔	۶۹۴	۶۹۳	۶۹۲	۶۹۱	۶۹۰
۲۳۹۔	۶۹۵	۶۹۴	۶۹۳	۶۹۲	۶۹۱
۲۳۹۔	۶۹۶	۶۹۵	۶۹۴	۶۹۳	۶۹۲
۲۳۹۔	۶۹۷	۶۹۶	۶۹۵	۶۹۴	۶۹۳
۲۳۹۔	۶۹۸	۶۹۷	۶۹۶	۶۹۵	۶۹۴
۲۳۹۔	۶۹۹	۶۹۸	۶۹۷	۶۹۶	۶۹۵
۲۳۹۔	۷۰۰	۶۹۹	۶۹۸	۶۹۷	۶۹۶
۲۳۹۔	۷۰۱	۷۰۰	۶۹۹	۶۹۸	۶۹۷
۲۳۹۔	۷۰۲	۷۰۱	۷۰۰	۶۹۹	۶۹۸
۲۳۹۔	۷۰۳	۷۰۲	۷۰۱	۷۰۰	۶۹۹
۲۳۹۔	۷۰۴	۷۰۳	۷۰۲	۷۰۱	۷۰۰
۲۳۹۔	۷۰۵	۷۰۴	۷۰۳	۷۰۲	۷۰۱
۲۳۹۔	۷۰۶	۷۰۵	۷۰۴	۷۰۳	۷۰۲
۲۳۹۔	۷۰۷	۷۰۶	۷۰۵	۷۰۴	۷۰۳
۲۳۹۔	۷۰۸	۷۰۷	۷۰۶	۷۰۵	۷۰۴
۲۳۹۔	۷۰۹	۷۰۸	۷۰۷	۷۰۶	۷۰۵
۲۳۹۔	۷۱۰	۷۰۹	۷۰۸	۷۰۷	۷۰۶
۲۳۹۔	۷۱۱	۷۱۰	۷۰۹	۷۰۸	۷۰۷
۲۳۹۔	۷۱۲	۷۱۱	۷۱۰	۷۰۹	۷۰۸
۲۳۹۔	۷۱۳	۷۱۲	۷۱۱	۷۱۰	۷۰۹
۲۳۹۔	۷۱۴	۷۱۳	۷۱۲	۷۱۱	۷۱۰
۲۳۹۔	۷۱۵	۷۱۴	۷۱۳	۷۱۲	۷۱۱
۲۳۹۔	۷۱۶	۷۱۵	۷۱۴	۷۱۳	۷۱۲
۲۳۹۔	۷۱۷	۷۱۶	۷۱۵	۷۱۴	۷۱۳
۲۳۹۔	۷۱۸	۷۱۷	۷۱۶	۷۱۵	۷۱۴
۲۳۹۔	۷۱۹	۷۱۸	۷۱۷	۷۱۶	۷۱۵
۲۳۹۔	۷۲۰	۷۱۹	۷۱۸	۷۱۷	۷۱۶
۲۳۹۔	۷۲۱	۷۲۰	۷۱۹	۷۱۸	۷۱۷
۲۳۹۔	۷۲۲	۷۲۱	۷۲۰	۷۱۹	۷۱۸
۲۳۹۔	۷۲۳	۷۲۲	۷۲۱	۷۲۰	۷۱۹
۲۳۹۔	۷۲۴	۷۲۳	۷۲۲	۷۲۱	۷۲۰
۲۳۹۔	۷۲۵	۷۲۴	۷۲۳	۷۲۲	۷۲۱
۲۳۹۔	۷۲۶	۷۲۵	۷۲۴	۷۲۳	۷۲۲
۲۳۹۔	۷۲۷	۷۲۶	۷۲۵	۷۲۴	۷۲۳
۲۳۹۔	۷۲۸	۷۲۷	۷۲۶	۷۲۵	۷۲۴
۲۳۹۔	۷۲۹	۷۲۸	۷۲۷	۷۲۶	۷۲۵
۲۳۹۔	۷۳۰	۷۲۹	۷۲۸	۷۲۷	۷۲۶
۲۳۹۔	۷۳۱	۷۳۰	۷۲۹	۷۲۸	۷۲۷
۲۳۹۔	۷۳۲	۷۳۱	۷۳۰	۷۲۹	۷۲۸
۲۳۹۔	۷۳۳	۷۳۲	۷۳۱	۷۳۰	۷۲۹
۲۳۹۔	۷۳۴	۷۳۳	۷۳۲	۷۳۱	۷۳۰
۲۳۹۔	۷۳۵	۷۳۴	۷۳۳	۷۳۲	۷۳۱
۲۳۹۔	۷۳۶	۷۳۵	۷۳۴	۷۳۳	۷۳۲
۲۳۹۔	۷۳۷	۷۳۶	۷۳۵	۷۳۴	۷۳۳
۲۳۹۔	۷۳۸	۷۳۷	۷۳۶	۷۳۵	۷۳۴
۲۳۹۔	۷۳۹	۷۳۸	۷۳۷	۷۳۶	۷۳۵
۲۳۹۔	۷۴۰	۷۳۹	۷۳۸	۷۳۷	۷۳۶
۲۳۹۔	۷۴۱	۷۴۰	۷۳۹	۷۳۸	۷۳۷
۲۳۹۔	۷۴۲	۷۴۱	۷۴۰	۷۳۹	۷۳۸
۲۳۹۔	۷۴۳	۷۴۲	۷۴۱	۷۴۰	۷۳۹
۲۳۹۔	۷۴۴	۷۴۳	۷۴۲	۷۴۱	۷۴۰
۲۳۹۔	۷۴۵	۷۴۴	۷۴۳	۷۴۲	۷۴۱
۲۳۹۔	۷۴۶	۷۴۵	۷۴۴	۷۴۳	۷۴۲
۲۳۹۔	۷۴۷	۷۴۶	۷۴۵	۷۴۴	۷۴۳
۲۳۹۔	۷۴۸	۷۴۷	۷۴۶	۷۴۵	۷۴۴
۲۳۹۔	۷۴۹	۷۴۸	۷۴۷	۷۴۶	۷۴۵
۲۳۹۔	۷۵۰	۷۴۹	۷۴۸	۷۴۷	۷۴۶
۲۳۹۔	۷۵۱	۷۵۰	۷۴۹	۷۴۸	۷۴۷
۲۳۹۔	۷۵۲	۷۵۱	۷۵۰	۷۴۹	۷۴۸
۲۳۹۔	۷۵۳	۷۵۲	۷۵۱	۷۵۰	۷۴۹
۲۳۹۔	۷۵۴	۷۵۳	۷۵۲	۷۵۱	۷۵۰
۲۳۹۔	۷۵۵	۷۵۴	۷۵۳	۷۵۲	۷۵۱
۲۳۹۔	۷۵۶	۷۵۵	۷۵۴	۷۵۳	۷۵۲
۲۳۹۔	۷۵۷	۷۵۶	۷۵۵	۷۵۴	۷۵۳
۲۳۹۔	۷۵۸	۷۵۷	۷۵۶	۷۵۵	۷۵۴
۲۳۹۔	۷۵۹	۷۵۸	۷۵۷	۷۵۶	۷۵۵
۲۳۹۔	۷۶۰	۷۵۹	۷۵۸	۷۵۷	۷۵۶
۲۳۹۔	۷۶۱	۷۶۰	۷۵۹	۷۵۸	۷۵۷
۲۳۹۔	۷۶۲	۷۶۱	۷۶۰	۷۵۹	۷۵۸
۲۳۹۔	۷۶۳	۷۶۲	۷۶۱	۷۶۰	۷۵۹
۲۳۹۔	۷۶۴	۷۶۳	۷۶۲	۷۶۱	۷۶۰
۲۳۹۔	۷۶۵	۷۶۴	۷۶۳	۷۶۲	۷۶۱
۲۳۹۔	۷۶۶	۷۶۵	۷۶۴	۷۶۳	۷۶۲
۲۳۹۔	۷۶۷	۷۶۶	۷۶۵	۷۶۴	۷۶۳
۲۳۹۔	۷۶۸	۷۶۷	۷۶۶	۷۶۵	۷۶۴
۲۳۹۔	۷۶۹	۷۶۸	۷۶۷	۷۶۶	۷۶۵
۲۳۹۔	۷۷۰	۷۶۹	۷۶۸	۷۶۷	۷۶۶
۲۳۹۔	۷۷۱	۷۷۰	۷۶۹	۷۶۸	۷۶۷
۲۳۹۔	۷۷۲	۷۷۱	۷۷۰	۷۶۹	۷۶۸
۲۳۹۔	۷۷۳	۷۷۲	۷۷۱	۷۷۰	۷۶۹
۲۳۹۔	۷۷۴	۷۷۳	۷۷۲	۷۷۱	۷۷۰
۲۳۹۔	۷۷۵	۷۷۴	۷۷۳	۷۷۲	۷۷۱
۲۳۹۔	۷۷۶	۷۷۵	۷۷۴	۷۷۳	۷۷۲
۲۳۹۔	۷۷۷	۷۷۶	۷۷۵	۷۷۴	۷۷۳
۲۳۹۔	۷۷۸	۷۷۷	۷۷۶	۷۷۵	۷۷۴
۲۳۹۔	۷۷۹	۷۷۸	۷۷۷	۷۷۶	۷۷۵
۲۳۹۔	۷۸۰	۷۷۹	۷۷۸	۷۷۷	۷۷۶
۲۳۹۔	۷۸۱	۷۸۰	۷۷۹	۷۷۸	۷۷۷
۲۳۹۔	۷۸۲	۷۸۱	۷۸۰	۷۷۹	۷۷۸
۲۳۹۔	۷۸۳	۷۸۲	۷۸۱	۷۸۰	۷۷۹
۲۳۹۔	۷۸۴	۷۸۳	۷۸۲	۷۸۱	۷۸۰
۲۳۹۔	۷۸۵	۷۸۴	۷۸۳	۷۸۲	۷۸۱
۲۳۹۔	۷۸۶	۷۸۵	۷۸۴	۷۸۳	۷۸۲
۲۳۹۔	۷۸۷	۷۸۶	۷۸۵	۷۸۴	۷۸۳
۲۳۹۔	۷۸۸	۷۸۷	۷۸۶	۷۸۵	۷۸۴
۲۳۹۔	۷۸۹	۷۸۸	۷۸۷	۷۸۶	۷۸۵
۲۳۹۔	۷۹۰	۷۸۹	۷۸۸	۷۸۷	۷۸۶
۲۳۹۔	۷۹۱	۷۹۰	۷۸۹	۷۸۸	۷۸۷
۲۳۹۔	۷۹۲	۷۹۱	۷۹۰	۷۸۹	۷۸۸
۲۳۹۔	۷۹۳	۷۹۲	۷۹۱	۷۹۰	۷۸۹
۲۳۹۔	۷۹۴	۷۹۳	۷۹۲	۷۹۱	۷۹۰
۲۳۹۔	۷۹۵	۷۹۴	۷۹۳	۷۹۲	۷۹۱
۲۳۹۔	۷۹۶	۷۹۵	۷۹۴	۷۹۳	۷۹۲
۲۳۹۔	۷۹۷	۷۹۶	۷۹۵	۷۹۴	۷۹۳
۲۳۹۔	۷۹۸	۷۹۷	۷۹۶	۷۹۵	۷۹۴
۲۳۹۔	۷۹۹	۷۹۸	۷۹۷	۷۹۶	۷۹۵
۲۳۹۔	۸۰۰	۷۹۹	۷۹۸	۷۹۷	۷۹۶
۲۳۹۔	۸۰۱	۸۰۰	۷۹۹	۷۹۸	۷۹۷
۲۳۹۔	۸۰۲	۸۰۱	۸۰۰	۷۹۹	۷۹۸
۲۳۹۔	۸۰۳	۸۰۲	۸۰۱	۸۰۰	۷۹۹
۲۳۹۔	۸۰۴	۸۰۳	۸۰۲	۸۰۱	۸۰۰
۲۳۹۔	۸۰۵	۸۰۴	۸۰۳	۸۰۲	۸۰۱
۲۳۹۔	۸۰۶	۸۰۵	۸۰۴	۸۰۳	۸۰۲
۲۳۹۔	۸۰۷	۸۰۶	۸۰۵	۸۰۴	۸۰۳
۲۳۹۔	۸۰۸	۸۰۷	۸۰۶	۸۰۵	۸۰۴
۲۳۹۔	۸۰۹	۸۰۸	۸۰۷	۸۰۶	۸۰۵
۲۳۹۔	۸۱۰	۸۰۹	۸۰۸	۸۰۷	۸۰۶
۲۳۹۔	۸۱۱	۸۱۰	۸۰۹	۸۰۸	۸۰۷
۲۳۹۔	۸۱۲	۸۱۱	۸۱۰	۸۰۹	۸۰۸
۲۳۹۔	۸۱۳	۸۱۲	۸۱۱	۸۱۰	۸۰۹
۲۳۹۔	۸۱۴	۸۱۳	۸۱۲	۸۱۱	۸۱۰
۲۳۹۔	۸۱۵	۸۱۴	۸۱۳	۸۱۲	۸۱۱
۲۳۹۔	۸۱۶	۸۱۵	۸۱۴	۸۱۳	۸۱۲
۲۳۹۔	۸۱۷	۸۱۶	۸۱۵	۸۱۴	۸۱۳
۲۳۹۔	۸۱۸	۸۱۷	۸۱۶	۸۱۵	۸۱۴
۲۳۹۔	۸۱۹	۸۱۸	۸۱۷	۸۱۶	۸۱۵
۲۳۹۔	۸۲۰	۸۱۹	۸۱۸	۸۱۷	۸۱۶
۲۳۹۔	۸۲۱	۸۲۰	۸۱۹	۸۱۸	۸۱۷
۲۳۹۔	۸۲۲	۸۲۱	۸۲۰	۸۱۹	۸۱۸
۲۳۹۔	۸۲۳	۸۲۲	۸۲۱	۸۲۰	۸۱۹
۲۳۹۔	۸۲۴	۸۲۳	۸۲۲	۸۲۱	۸۲۰
۲۳۹۔	۸۲۵	۸۲۴	۸۲۳	۸۲۲	۸۲۱
۲۳۹۔	۸۲۶	۸۲۵	۸۲۴	۸۲۳	۸۲۲
۲۳۹۔	۸۲۷	۸۲۶	۸۲۵	۸۲۴	۸۲۳
۲۳۹۔	۸۲۸	۸۲۷	۸۲۶	۸۲۵	۸۲۴
۲۳۹۔	۸۲۹	۸۲۸	۸۲۷	۸۲۶	۸۲۵
۲۳۹۔	۸۳۰	۸۲۹	۸۲۸	۸۲۷	۸۲۶
۲۳۹۔					

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿ ۛ ﴾

ہزج الموصف

تاریخ کے | کہتے ہیں ہیرودوٹس تاریخ کا ابو الآباء ہے، یونانِ قدیم
ابو الآباء ثانی کے متعلق، جس کے سرِ ظلمت اندوز روایات کا
ابرِ مظلم چھایا ہوا ہے۔ یہ قول صحیح ہو گا۔ اس لیے کہ اُس
عہدِ عتیق میں بُبت پرستانہ افسانوں کے دھندلکے سے نکل کر شخص اور
درایت کی روشنی میں آنا ایک بڑا کام تھا، اور اس کام میں ہیرودوٹس کا
بھی نام لیا جاتا ہے ۛ

لیکن یونانِ قدیم اور دسویں صدی عیسوی کی دنیا میں زمین و آسمان
کا فرق ہے کہ اس قرنِ عاشق میں اسلام کا آفتاب عالم تاب کائنات کے
چہرہ چمپ کو عقل و حکمت کی روشنی سے منور کر چکا تھا۔ بچہ بچہ حقائق کے دیا
بہانے کے قابل ہو گیا تھا۔ قریہ قریہ کوایتھنس ہونے کا دعوے تھا۔
ایک ایک چو پال ارسطو کا دار الحکمت اور افلاطون کی اکاڈمی کے جانے کا
حقدار تھا ۛ

اگر اس زمانے کے کسی مؤرخ کی جلالتِ قدر کے سامنے آج کل
کے یورپ کا سرِ ادب بھی خم ہو۔ اور اُس کی مبصرانہ تحقیق و وسعتِ نظری
دھاک ہر مغربی مُستشرق پر بیٹھی رہے تو اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اُس کی
شان کس قدر رفیع اور اُس کا مرتبہ کتنا بلند ہو گا ۛ

علامہ مسعودی | علامہ ابوالحسن علی بن الحسین بن علی المسعودی جن کی
 دو سیرے | مکرر کتاب ”التنبیہ والاشراف“ کا اردو ترجمہ ہم اہل نظر
 ہیرودوتس تھے | کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ انسائیکلو پیڈیا برطانیکا
 کے فاضل مقالہ نگار کی رائے میں ہیرودوتس کا جو

ہیں۔ اور پروفیسر نکلسن بھی اس خیال میں مقالہ نگار موصوف کے ہم صفیر ہیں؛
 لیکن حق یہ ہے کہ ہیرودوتس اور مسعودی کے درمیان وہی فرق ہے
 جو چوتھی صدی ہجری کے نورافشان آفتاب تمدن اور قدیم ترین عہد جاہلیت
 کے ظلمات بعضہ اذوق بعض میں تفاوت ہے؛

اساطیر اولین کی تحقیق میں اگرچہ مسعودی کا بیان بھی مقل نظر ہے، اور
 علامہ ابن خلدون نے تو مقدمہ تاریخ میں اس پر وسیع بحث کی ہے، لیکن
 حقیقت یہ ہے کہ ”اساطیر“ ”اسطورہ“ کی جمع ہے جسے اہل فرنگ
 ”اسٹوری“ (کہانی) کہتے ہیں اور ان کہانیوں کی تحقیق کو بسا اوقات
 جان بوجھ کے بھی مؤرخین چھوڑ دیا کرتے ہیں۔ مسعودی نے مشرق و مغرب
 سب ہی کے قومی اساطیر بیان کیے ہیں، نہ اس لیے کہ یہ کہانیاں تاریخی
 ہیں بلکہ محض اس لیے کہ ایسی کہانیوں سے بھی قوموں کی خود لوکا اندازہ
 ہو سکتا ہے۔ ابھی چند ہی سال ہوئے حکومت ہند نے راجپوتانہ کے
 بے پناہ قیاس قومی گیتوں کو مرتب و تدوین کرنے کی تجویز کی تھی، اور لکھنؤ
 میں بتایا تھا کہ ”ان گیتوں میں اگرچہ انتہائی مبالغہ کا عنصر موجود ہے مغللوں
 کی واقعی کامیابی کو بھی ناکامی کے رنگ میں دکھایا ہے اور ہر ایک نے
 میں اپنے فرضی فتوحات کا ترانہ گایا ہے، تاہم اس سے راجپوتوں کی تاریخ
 پر روشنی پڑتی ہے اور ان کی قومیت کے متعلق اصلی خیالات و جذبات
 ہمارے سامنے آجاتے ہیں“

تحقیق تاریخ کے ذیل میں یہ عنوان جو آج تجویز ہوا ہے مسعودی کے
 اساطیر اولین کو آج سے ایک ہزار برس پیشتر اسی عنوان کا دیباچہ
 سمجھنا چاہیے؛

شرفِ انتساب | علامہ مدوح تیسری صدی ہجری (نویں صدی میلادی) کے اواخر میں پیدا ہوئے اور آپ کا مولد دارالسلام

بغداد ہے ۛ

یہ زمانہ جیسا کہ ہم اشارۃً بتا چکے ہیں۔ دولتِ عباسیہ کا عہدِ فضیلت مہم تھا۔ جسے پروفیسر براؤن کا استشراق اسلام کا عہدِ زریں قرار دیتا ہے ۛ خداوندِ قدوس کی مشیت میں جس کے لیے بزرگی مقدر ہوئی ہے، اُسے وہ بسا اوقات اپنے خزانِ غیبی سے اکتسابی شرافت کے ساتھ انتسابی فضیلت بھی مرحمت فرماتا ہے مسعودی ایسے ہی خوش نصیب لوگوں میں تھے۔ جیسا کہ اُن کا نام ظاہر کر رہا ہے ۛ

اُن کا سلسلہ نسب حضرت عبداللہ بن مسعود صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جالمتا ہے۔ اور اس لیے اگر مسعودی جامع کمالات ہو ہی کسی ہیں تو یہ اُن کی آبائی میراث ہے ۛ

روئے زمین | آج تو مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ گھر سے نکل کر اگر محلہ کی مسجد میں جا کر دو رکعت نماز ادا کر لیتے ہیں تو کی سیاحت سمجھنے لگتے ہیں کہ بس اب ہم ”قل سیروا فی الارض“

کے مفتر ہو گئے۔ لیکن ایک زمانہ وہ بھی تھا۔ جب ایک مسلمان مغربِ اقصیٰ کی گھاٹیوں سے نکلتا تھا تو سمندروں کو پار کرتا ہوا اور کوہ و صحرا کو گرد کی طرح پیچھے چھوڑتا ہوا دیوارِ چین کے سایہ میں جا کر دم لیتا تھا۔ اور اپنے ایک بھائی سے اگر دہلی میں ملاقات کرتا تھا تو دوسرے سے پکین میں ۛ

علامہ مسعودی نے بھی انھیں جہاں کُشا روایات کی گود میں پرورش پائی تھی ۛ

تعلیم سے فارغ ہو کر اور فتنہیانہ معارف کی دستار کو اپنے اچھند وُلو العزم سرکے زینت دے کر انھوں نے دُنیا کے سفر کے لیے گھر سے باہر قدم نکالا، کہ اپنی آنکھوں سے ہر ملک۔ ہر قوم اور ہر ملت کے

حالات کی چھان بین کر کے اندازہ لگائیں کہ اقوامِ عالم کے عروج و زوال اور صعود و مہبوط کئے کیا اسباب ہیں۔ مصدقین کس درجہ پر پہنچے ہیں۔ اور مکذبین کی عاقبت کیا ہوتی ہے؟
اظہارِ حقیقت | اس حقیقتِ کبرنی کا اظہار خود علامہ ممدوح کے خاتمہ بداعت طراز نے اس طرح کیا ہے۔

دو جو شخص اپنے گھر سے کبھی باہر نہ نکلا ہو بلکہ اسی قدر تبلیغِ علم پر قانع رہے کہ خود اپنے ملک کی تاریخ کے بارہ میرا سے حاصل ہو سکتا ہو۔ وہ ہرگز اس شخص کی برابری نہیں کر سکتا جس نے اپنی عمر بچائے حضر کے سفر میں بسر کی ہو۔ جس نے اپنے دن بے قرارانہ بادیہ نوردیوں اور کشورگردیوں میں گزارے ہوں۔ اور جس نے ہر طرح کی حیرت اندوز اور گراں مایہ اطلاعات اسی کنزِ مخفی سے بہم پہنچائی ہوں۔

علامہ مسعودی کا شمار اسی دوسرے طبقہ کے نفوسِ قدسیہ میں تھا کہ اُن میں بھی انھیں درجہٴ صدارت حاصل ہے۔ اس ہمہ گیر سفر میں اُس بے مثل کتاب کی حقائق نوازیوں کا انھوں نے سرمایہ بہم پہنچایا۔ جس کا ترجمہ آپ حضرات کے دماغ میں نور اور دل میں سرور پیدا کر چکا ہے۔
ہندوستان | علامہ مسعودی کی سیاحت کی پہلی منزل یہی خاکِ پاک ہند کا سفر ہے۔ اور ہندوستان ناز کر سکتا ہے۔ کہ آسمانِ حقیقت کے ایک ایسے بڑے شمسِ بانگ کی تجلیوں سے اس کا ذرہ ذرہ

غیرت خاوراں ہوا۔ انھوں نے لکھا ہے کہ اس زمانے میں بھی جبکہ اندرونی ہند پر مسلمانوں نے کوئی لشکر کشی نہ کی تھی محض تبلیغ کے زیرِ اثر وہاں جا بجا مسلمانوں کی طاقتور نوآبادیاں قائم تھیں۔ ہند وراجاؤں کی جانب سے اُن کی عزت و بزرگداشت ہوتی تھی اور وہ آزادانہ اپنے اسلامی فرائض انجام دیتے تھے، بلکہ بعض ہندو درباروں کا تو یہ بھی گمان تھا

کہ وہ اُن کی شانِ عظمت و بقائے حکومت مسلمانوں ہی کے تقدس
و یمن و برکت سے وابستہ ہے،، ۛ

دکن کا سفر | سلاطین عین سعودی پہلے منصورہ آئے پھر ملتان
پونچے اور وہاں سے عازم دکن ہوئے۔ وہی دکن جسکی
خاک پاک مدتوں سعودی کی جلوہ گاہ رہی اور جو اب بھی سعودی کی
کتاب کا اُردو ترجمہ دنیا میں پیش کر کے بصیرت افزوی کا سامان
فراہم کر رہی ہے ۛ

فلتحي الذکن، ذات المتن والنعمۃ والسحن، ولیٰ سلطانتها
الهمام الصارم الصیدان، الذی علم الناس واذکن، بعلم و
وعرفان اغناهم به واسیغ علیہم نعمة واجلاد ۛ

پنجاب کا سفر | ملتان کی عظمت کا زمانہ اگر خواب و خیال ہو گیا ہو۔ تو
کم از کم یہی پیش افتادہ شعرا آج بھی اس کی معرّفی کی حد
انجام دے سکتا ہے کہ ۛ

چار چیزست تحفہ ملتان ۛ گرد و گرد ماگد او گورستان

اگرچہ عوام اس پرچیں یہیں ہوئے بغیر نہ رہیں گے۔ کہ ایسی
ارض تابناک کے اتار باقیہ میں سے ہم کو اگر کچھ نظر آیا۔ تو چند ٹوٹی پھوٹی
قبریں۔ خاک کے چند گولے۔ چند تمارت ریز امواجِ مسموم۔ چند
گدایانِ مہرم کے کشکول۔ لیکن حقیقتِ حاضرہ کو کیا کیا جائے کہ اُس کو
اسی پر اصرار ہے ۛ

م سعودی جس وقت ملتان پہنچے ہیں اُس زمانہ میں وہاں عربوں
کی ایک محکم و قوی حکومت قائم تھی جس کے فرماں روا ابو اللہ اب المنبہ
ابن اسد القرشی الاسامی، تھے، جو جو علمی ترقیاں اس ملک سے کی ہیں اُنکا
نمونہ دیکھنا ہو تو علامہ سمعانی کی کتاب الانساب کو دیکھنا چاہئے کہ اس خاک
نے کیسے کیسے مشاہیر عالم پیدا کیے جنہوں نے علم و تہذیب کی کیا کیا
خدمتیں کیں، علمی دنیا کے ہر مرحلہ پر اُن کے قدموں کا نشان ملتا ہے مگر

عوام اُن کے نام تک سے واقف نہیں ۛ

سندھ کا سفر | خاص سندھ سے سعودی کی مُراد اقلیم منصورہ ہے ، شوقِ سیاحت جب اُن کو یہاں لایا ہے تو اُن دنوں اس اقلیم کی عربی حکومت اچھی حالت میں تھی اور ابو المنذر عمر بن عبد اللہؒ اس کے بادشاہ تھے ، وزیر الممالک ”ریاح“ کھے جن کے دونوں نامور فرزند محمد و علی کا تذکرہ بھی مسعودی نے کیا ہے ، سادات علویین (اولاد امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) کی یہاں بڑی آبادی تھی جنہوں نے یہاں کی سکونت کو عرب و عراق پر ترجیح دی تھی اور اپنے انوارِ معارف سے ایک روشن تمدن کی جلوہ ریزی فرمائی تھی ۛ

اس اقلیم کا دار الملک ”منصورہ“ جسے خاص عربوں نے آباد کیا تھا ، اس کی آبادی کا زمانہ عہد سلطنت امویہ ہے جس کے فرماں فرمائے سندھ (گورنر جنرل) منصور بن جہور نے اُسے آباد کیا تھا اور اُسی کے نام پر آج تک مشہور ہے ، اس اقلیم کے حیرت انگیز عربی تمدن - اُس کی بدیع النظر رونق - اُس کے بے مثال علمی کارناموں سے اسلامی تاریخ کے دفتر کے دفتر بھرے پڑے ہیں - مگر آج انقلابِ روزگار نے اس پر کچھ ایسا پردہ ڈال رکھا ہے کہ علمائے آثار ہی اگر کاوش کریں تو البتہ یہ خزانہ عرب و دُفائنِ علم و ادب ایک مرتبہ پھر بروئے عام آسکتے ہیں ۛ

ایران کا سفر | مسعودی ایران ہوتے ہوئے ہندوستان آئے تھے - اور ان دونوں ملکوں کے دل فریب مشاہدات میں اُن کے تین سال بسر ہوئے ۛ

فارس اور سوس (سوسیانیہ) کے حالات انھوں نے بہ تفصیل فراہم کیے - اور عجیبوں کے کتب و مصانف کی نسبت دقیق معلومات کا ذخیرہ جمع کر لیا - جس کا ثبوت اُن کی تصانیف سے ملتا ہے - اور جو تدوینِ تاریخِ محوس کے لیے اس وقت بھی بہترین ماخذِ اصلی کا کام دیتے ہیں ۛ

ابوزید جغرافی سے ملاقات | اس سہ سالہ سیاحت کے بعد انھوں نے بصرہ کو مراجعت کی جہاں اُن کی ملاقات ابوزید سے ہوئی۔ کہ اُن کا شمار اُس عہد کے مشہور جغرافیہ نویسوں میں ہے۔

ابوزید نے ممالک مشرقیہ کی جو تفصیل پُر دِ قلم کی ہے اُسے مسعودی کی تحریرات کے ساتھ ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے سے فائدہ اٹھاتے ہیں :

سفر مشرق، تا بصرہ سے ۹۱۵ء میں مسعودی پھر عازم مشرق ہو گئے۔ یہ چین، و تا یہ | اور پہلے کھنایت آئے جو قدیم دکن و تجارت کا مدغاسکر | مشہور ترین مقام ہے اور جسے اہل عرب ”کنبہ“ یا ”کنبایت“ کہتے ہیں۔ پھر سیمور گئے۔ اور ایک زمانہ وہاں

بسر کر کے روانہ سیلان (سیلون) ہوئے جس کا دوسرا نام سراندیپ ہے۔ اور جہاں حسب معمول اُن کی کنج کا دیاں سرگرم عمل رہیں :

یہاں سے جہاز پر سوار ہو کر انھوں نے چین کا سفر کیا۔ اور چین سے جو مراجعت کی تو موجوں کی سینہ شکنی کرتے ہوئے سیدھے مدغاسکر پہنچے۔ اور وہاں کچھ دن قیام کر کے اپنے وطن کو لوٹے :

بکیرہ خزر | تمام وہ علاقہ جو بحیرہ خزر کے نواح میں واقع ہے، وارضِ شام | تمام ارضِ شام، تمام فلسطین کا مسعودی نے چپہ چپہ

چھان مارا اور کوئی علمی یا تاریخی یا معاشری واقعہ عبرت ایسا نہ تھا۔ جو اُن کے مشاہدہ سے گزرا ہو۔ اور اُن کی یادداشت میں

نہ ٹانک لیا گیا ہو :

۹۲۶ء میں جب وہ فلسطین پہنچے تو کلیسائے مسیحی میں ایک گرجا کے | ۹۲۶ء میں جب وہ فلسطین پہنچے تو کلیسائے مسیحی میں حالات | بھی گئے جس کے آثار و تبرکات کو نہایت تفصیل کے ساتھ قلمبند کر کے اُس عہد کی نمایاں اسلامی

بے تعصبی کی خصوصیت ظاہر کی ہے۔ ۹۲۳ء میں انھوں نے انطاکیہ کے کھنڈروں کی چھان بین کی جس کی پوری تفصیل انھیں کی زبانی ہم تک

پہنچی ہے :

اپنی شاندار زندگی کے آخری دس سال علامہ مسعودی نے شام
و مصر میں گزارے۔ اور اُن کی وفات ۳۸۹ھ میں ہوئی :
انسائیکلو پیڈیا | مقالہ نگار مذکور اس محقق یگانہ کے گونا گوں عقلی و اخلاقی
برطانیہ کی رائے کمالات کا اعتراف ان الفاظ میں کرتا ہے :-

”اُس زمانہ میں مسلمانوں کی تجارتی سرگرمیاں دُنیا سے معلوم
کے ایک بہت بڑے حصہ پر پھیلی ہوئی تھیں اور عراق و عرب
کی تجارت۔ اور مُبَلَّغاً مدِ مِسا عی۔ ایشیا اور افریقیہ کے بہت بڑے
گوشوں تک پہنچی تھیں۔ مسعودی کی ہمہ گیر سیاحتوں کی
تنگ و دو بھی انھیں حدود سے متحیز نہ تھی۔ لیکن یہ نہ سمجھنا
چاہئے کہ مسعودی کے سفر کی نرض و غایت جلبِ منفعت
تھی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ ہر ملک کی خصوصیات۔ کا
بہ نگاہ و احوال مطالعہ کرے اور و اُن کے آثارِ قدیمہ۔
حالاتِ تاریخی۔ اور اخبار و آداب کے بارہ میں جو کچھ
معلومات فراہم ہو سکتی ہو کرے۔ وہ تعصب سے بالکل
پاک تھا۔ اور کیوں نہ ہوتا جب کہ اُس کے عقائد معتزلی
تھے۔ اور وہ مسئلہ اختیار کا بائبل تھا۔ یہ اُسی رجحانِ طبع
کا باعث تھا کہ اُس نے ایرانی مجوسیوں اور سحی اسقفوں
کی انصاف سے بھی برضا و رغبت تمام اقتباسات لے لینے
مناسب سمجھے ہیں۔“

اس رائے کے بعض حصّوں سے ہمیں اختلاف ہے علامہ مسعودی
تفضیلی ضرور رہے۔ مگر اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اُن کا شمار اکابرِ معتزلہ میں
تھا۔ انسائیکلو پیڈیا برطانیہ کی ایک انوکھی جدت طرازی ہے :
رہی یہ بات کہ مسعودی کا دامن تعصب سے پاک تھا تو یہ کوئی
ایسا وصف نہیں ہے جس میں ہمارے سلفِ صالحین میں کسی بلند پایہ عالم

یا محقق کو اپنے ہم چشموں کے مقابلہ میں کوئی امتیاز ہو۔ اس لیے کہ اگر
موجودہ ماحول کا حکیمانہ اصول پیش نظر رہے، بے تعصبی کی علامت
ہو تو یہ تو اسلام کی سب سے پہلی تعلیم ہے کہ الحکمة ضالۃ المؤمن
من وجدھا فہو احق بہا۔ حکمت جہاں کہیں بھی ہو جس شکل
میں بھی ہو۔ جس شخص کے پاس بھی ہو۔ وہ تو مسلمانوں کی آبائی میراث
ہے اور مسلمان ہی اُس کے مستحق ہیں۔ مسعودی نے اگر ترسیاؤں
اور کلیسیائیوں سے مل کر اُن کے خیالات کا ترکہ ہمارے لیے
چھوڑا ہے اور اُن کے واقعات کا دفیئہ حوالہ تاریخ کیا ہے۔ تو
یہ اسلام کا ایک معمولی کرشمہ ہے ۛ

تصنیفات | مسعودی نے مختلف علوم و فنون میں بکثرت کتابیں
تالیف و تصنیف کیں اور مورخین کا اتفاق ہے کہ
ان میں سے ہر ایک کتاب میں اُن کی نامور شان تحقیق کا روشن ترین جلوہ
نظر آتا ہے، افسوس ہے کہ بیشتر مصنفات، دستبردِ روزگار کی نذر
ہو چکی ہیں۔ حتیٰ کہ سب کے نام بھی معلوم نہیں، البتہ مروج الذہب
و معادن الجوہر اور تنبیہ اشراق میں اپنی دوسری کتابوں کے حوالے
انھوں نے دیے ہیں اُن سے حسب ذیل فہرست مولفات و مصنفات
مرتب ہو سکتی ہے:-

تاریخ

(۱)

(۱) اخبار الزمان، ومن اباده الحداث، من الائم الماضيہ،
والاجيال الخالیتہ، والممالک الدائرة ۛ
(۲) الکتاب الاوسط ۛ

(۳) مروج الذہب و معادن الجوہر، فی تحف الاشراق
من الملوک و اہل الدریات ۛ
(۴) الاستذکار، لما جرى فی سالف الاعصار ۛ

(۵) التنبیہ والاشراف :

(۶) الاخبار المسعودیات :

(۷) البیان فی اسماء الائمة :

(۸) مقاتل فرسان العجم :

(۲) علم وحکمت

(۹) فنون المعارف ، واما جرى فی الدهور السوالف :

(۱۰) ذخائر العلوم واما كان فی سالف الدهور :

(۱۱) سر الحیاة :

(۱۲) وصل المجالس :

(۳) سیاست

(۱۳) تغلب الدول ، وتغیر الآراء والملل :

(۱۴) المسائل والعلل :

(۱۵) نظم الجواهر ، فی تدبیر الممالک والعساكر :

(۴) اصول قانون

(۱۶) نظم الاعلام ، فی اصول الأحكام :

(۱۷) القفوه :

(۱۸) الاستبصار :

(۵) اصول مذہب

(۱۹) نظم الاولیہ ، فی اصول الملة :

(۲۰) خزائن الدین ، ووسر العالمین :

(۲۱) المقالات فی اصول الدیانات :

(۲۲) الابانہ ، فی اصول الدیانة : (۲۳) کتاب الزلفی

ان میں سے ہمارے پاس فقط ایک تو مروج الذہب موجود تھی

اور دوسری یہ (تنبیہ و اشراف) ہے ، رہی یہ بات کہ یہ کتاب کس

پایہ کی ہے ؟ اس کا فیصلہ خود ناظرین کر لیں گے :

مسعودی کی اولیت

مسعودی سے پیشتر جن مؤرخین نے کتابیں تالیف کی تھیں اُن میں حسن ترتیب و لطف تزیین کی ایسی کچھ زیادہ شان نہ تھی، اس اولیت کا طرہ امتیاز مسعودی ہی کے سر ہے، وہ خود اسی کتاب میں ایک مقام پر (بعض تعداد غزوات حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰات والتعالیات) لکھتے ہیں:-

”فنی تاریخ کے کسی مصنف کو ہم نے ایسا نہیں پایا جس نے ہماری طرح اس فن کو حاصل کیا ہو اور ہماری جیسی ترتیب اُس میں دی ہو، جسے دیکھنا ہو مصنفین سلف و خلف کی کتابیں دیکھ لے جو اس شعبہ میں مُسلم بنے جا چکے ہیں، ان کتابوں کا جو مطالعہ کر لے گا اور اُن کی حقیقت سے آگاہ ہو جائے گا پھر اُس پر ہمارے کام کی اہمیت روشن ہوگی، مطالعہ کتاب و احاطہ ابواب کے بعد تو اس کا سمجھنا آسان ہے مگر بغیر اس کے دشوار ہے۔“

کوئی شک نہیں کہ مسعودی بجائے خود اس دعویٰ تفاخر میں برحق تھے، لیکن پھر بھی یہ تاریخ نویسی کا ابتدائی زمانہ تھا، تحقیق جس چیز کا نام ہے اُس کی بنیاد تو پڑھ چکی تھی مگر اُس کی عمارت اُس وقت مکمل ہوئی جب آٹھویں صدی کے اواخر اور نویں صدی ہجری کے اوائل میں دُنیا کو ”العبراء و دیوان المبتدأ و الخیر“ فی احوال العرب و العجم و البربر و دُنیا عاصم سرہم من ذوی السلطان الاکبر“ جیسی کتاب دستیاب ہوئی جس پر صدیوں کے بعد فرنگستان میں سب سے پہلے ”ہیگل“ نے اپنے اصول تحقیق کی بنا رکھی اور جو بغیر کسی استثناء کے تمام علمی دنیا میں فلسفہ تاریخ کا نقشِ اول تسلیم کی گئی۔

اس کتاب کی | مسعودی نے جو تاریخیں پیشتر لکھی تھیں یہ کتاب خصوصیت (تنبیہ و اشراف) اُن کا خلاصہ ہے، اس کی بنیاد پیشتر اپنی دو کتابوں پر انھوں نے رکھی ہے جن میں

اس کے محلات کی تفصیل درج ہے (یعنی ۱) فنون المعارف و ما جری فی القہور السوالف (۲) کتاب الاستدکار لما جری فی سوالف الاعصار) اصل میں یہ ایک طرح کے تاریخی نوٹ ہیں، متقدمین کی خاص شاہان تنوع مضامین تھی جو سعودی کی سب سے ممتاز خصوصیت ہے اور یہ خصوصیت، اس کتاب میں بھی بہت ہی نمایاں نظر آتی ہے، اس میں بعض ایسے تاریخی مہمات بھی مل جاتے ہیں جو باوجود اختصار، مطولات میں بھی نہیں ملتے، اور ضروری یادداشتیں تو سب کی سب اس میں موجود ہیں جو انتہائی اجمال رکھتے ہوئے بھی محاسن تنوعات کی جامع ہیں :

اس کتاب کا ایک بڑا حصہ تاریخ اقوام و اُمم، و جغرافیہ عالم، و لطائف حکمت طبیعی کے متعلق ہے جس کا ترجمہ بکرم ضرورت بالفعل مؤثر کر دیا گیا ہے، **لعل اللہ یتوبہ بعد ذلای**، و هو المستعان، و یدلک التوفیق : ہم نے کوشش کی ہے کہ اہل نظر اس کے لفظی ترجمہ سے بہرہ اندوز ہوں اور بیانِ مفہوم کے ہر موقع پر رابطہ عبارت باقی رہے، سخن آرائی سے عموماً اجتناب کیا گیا ہے، محض اصل مضمون کے ترجمہ پر کفایت کی ہے، البتہ جا بجا وضوح کے لیے عنوانات قائم کر دیے ہیں،

و علی اللہ التوکل و بما لا اعتصام :

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَاِنَّا لَعَبِيدٌ لِلَّهِ

— — — — —

يَسْتَعِانُ الَّذِي عَلَّمَنَا الْقُرْآنَ عَلَى الْإِنْسَانِ مَا يَكْفُرُ صَلَّى اللَّهُ
عَلَى نَبِيِّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

رَبِّ أَنْعَمْتَ فِرْدُ

تَارِيخِ عَهْدِ نَبَوِّ وَابَعْدِ

ہم اپنی گزشتہ کتابوں میں بیان کر چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی ولادت و نبوت سے دنیا کو آگاہ کرنے کے لیے متواتر کیسے کیسے سہنیاک
حوادث پیش آیا کیے، عالم میں کیا کیا نشانیاں ظاہر ہوئیں، بعثت کے وقت
اللہ تعالیٰ نے کن کن معجزات و دلائل و علامات سے آپ کی تائید فرمائی مثلاً
واقعات کے پیش آنے کی خبر وقوع سے پیشتر
تھوڑے کھانے سے بہتوں کو کھلا دینا۔
بادل کا برسا۔
دستِ (گوسفند) کا باتیں کرنا۔

کھاری پانی کو میٹھا بنانا۔
 تمھوڑے پانی سے بُہتوں کو سیراب کرنا، وغیرہ، (یہ تمام باتیں
 تصنیفات سابقہ میں بہ تفصیل مذکور ہیں)
 (پھر سب سے بڑی بات یہ تھی کہ) آپ ایک ایسا قہر آن
 لیے ہوئے تشریف لائے جو (خود) معجزہ ہے اور جس کی مثال پیش
 کرنے سے تمام مخلوق عاجز رہی ہے
 سب کو آپ تحدی (چیلنج) کرتے رہے مگر مقابلے میں سب
 عاجز نکلے۔

(غرض کہ پہلے یہ سب واقعات آچکے ہیں) اب اس کتاب میں
 دوبارہ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ اس کتاب کی لازمی شرط اختصار
 ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر اس تاریخ کا
 انحصار رکھا ہے اور اب ہم ہمیں سے شروع کرتے ہیں:-

سلسلہ نسب جناب نبوی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک (محمد) ہے، بن عبد اللہ
 ابن عبد المطلب، بن ہاشم، بن عبد مناف، بن قصی، بن کلاب، بن امرؤہ
 ابن کعب، ابن لؤی، بن غالب، بن فہر، بن مالک، بن النضر، بن کنانہ،
 ابن خزیمہ، بن مدرکہ، بن الیاس، بن مضر، بن نزار، بن معد، بن
 آدم (حضرت علیہ السلام کے سلسلہ نسب میں "معد" سے ہم محض
 اس لیے آگے نہیں بڑھے کہ آپ نے اس کی ممانعت کی ہے اور فرمایا
 ہے کہ نسب کی روایت کرنے والے اس سے آگے سلسلہ لانے میں
 جھوٹ بولتے ہیں)۔

معد اور (حضرت) اسماعیل بن ابراہیم (علیہما السلام) کے
 درمیان (کتنی پشتیں گزریں) اس میں بہت سے اختلاف ہیں، (تو ادنیٰ)

اختلاف ہے اور ناموں میں بھی، موزوں اور قطعی امر جو محل نزاع نہیں، یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب معد بن عدنان تک مسلسل پہنچتا ہے، ہم اس کی انتہائی تشریح اور اس باب میں جتنے وجوہ بیان کیے گئے ہیں سب کا مفصل تذکرہ در کتاب الاستذکار لما جری فی سالف الاعصار، میں کر چکے ہیں ۛ

جیسا کہ مشہور و معروف ہے معد کا سلسلہ نسب (حضرت) اسماعیل بن ابراہیم (علیہما السلام) تک جس طریق پر پہنچتا ہے اور (حضرت) ابراہیم و (حضرت) آدم (علیہما السلام) کے درمیان جتنی پشتیں ہیں، بحسب تذکرہ اہل کتاب و علمائے انساب، اسی کتاب میں پہلے ہم یہ بھی لکھ چکے ہیں ۛ

آنحضرت کی ولادت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابو القاسم تھی، آپ کی والدہ آمنہ تھیں، بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب، عام الفیل میں ماہ ربیع الاول کی آٹھ راتیں گزر چکی تھیں کہ آپ پیدا ہوئے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ دس راتیں گزر چکی تھیں ۛ

[عام الفیل: وہ سال جس میں ابراہیم نے مکہ تھی لے کر کعبہ شریفہ پر چڑھائی کی تھی اور قدرت کاملہ نے ”طیر ابابیل“ کے ذریعہ اُس کو ہلاک کیا تھا، سنہ ہجرت سے پیشتر تقریباً نصف صدی تک عرب میں یہی واقعہ تاریخی سنہ شمار ہوتا تھا، عام: سنہ و سال]

یہ دے ماہ سنہ ۱۳۱۰ - ابتداء مملکت بخت نصر کی آٹھویں تاریخ، نسیان سنہ ۸۸۲ - اسکندر بن فیلیپس پادشاہ کی بیسویں تاریخ تھی اور نوشیروان خسرو بن قباد بن فیروز پادشاہ (ایران) کا اثنالیسواں سال (جلوس) تھا ۛ

یہ واقعہ مکہ میں اصحابِ نبیل کی آمد کے پینسٹھ (۶۵) دن بعد کا ہے،
 اور اس سے کم مدت بھی بیان کی گئی ہے۔
 محرم کی پانچ شبیں گزر چکی تھیں کہ یکشنبہ کو مکہ میں اصحابِ نبیل
 کی آمد کا واقعہ پیش آیا تھا۔
 آنحضرت علیہ السلام ہنوز بطنِ مادر ہی میں تھے کہ آپ کے والد
 عبداللہ بن عبد المطلب انتقال کر گئے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ:-
 (۱) ان کا انتقال آپ کی ولادت کے بعد ہوا۔
 (۲) آپ کی ولادت کے ایک ماہ بعد وفات پائی۔
 (۳) ولادت کے دوسرے سال وفات پائی۔
 (۴) ولادت کے اٹھائیس مہینے بعد وفات پائی۔
 وہ تجارت کی غرض سے مکہ شام کو چلے تھے کہ مدینہ میں انتقال
 کر گئے، اُس وقت وہ پچیس سال کے تھے۔

رضاعت

دودھ پلانے کے لیے آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام حلیمہ
 بنت ابی ذؤیب کے سپرد ہوئے، ابو ذؤیب کا نام عبداللہ تھا، ابنِ الحارث
 ابنِ شجنہ بن جابر بن رزام بن ناصرہ بن قصیہ بن نصر بن سعد بن کعب بن ہوازن
 حلیمہ نے آنحضرت کو اپنی اولاد، عبداللہ، شیماء، اور اُمّ ایمنہ کا
 دودھ پلایا، جن کے والد (یعنی حلیمہ کے شوہر) حارث تھے ابنِ عبدالعزیٰ
 ابنِ رفاعہ بن ملان بن ناصرہ بن قصیہ بن نصر بن سعد بن کعب
 یہ شیماء وہی ہیں جو بحین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
 اُٹھائے ہوئے دکھلا رہی تھیں کہ آنحضرت نے اُن کے مونڈھے پر
 دانت سے کاٹا تھا۔
 غزوہ حنین میں قبیلہ ہوازن کو جب شکست ہوئی اور اُن کے

مال و اسباب و اولاد و ذریات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاوی ہو گئے تو شیماؓ آنحضرت کے پاس آئیں، عاطفت و مہربانی کی خواستگار ہوئیں، وہ باتیں یاد دلائیں، اور دانت سے کاٹنے کا نشان دکھایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچان لیا، اور یہ بھی ایک سبب تھا کہ آنحضرت نے اور تمام بنی ہاشم و بنی المطلب بن عبد مناف نے اُس مال غنیمت و اسیران جنگ میں سے جو کچھ اُن کے حصے میں آیا واپس کر دیا، صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سلوک دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے اپنے حصے واپس کر دیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحالت شیر خوارگی چار برس تک انہیں لوگوں میں رہے، پانچویں سال حلیمہؓ آپ کو لے کے آمنہ کو دے آئیں۔

آنحضرت مدینہ میں (بحالت طفولیت)

ساتویں سال ملاقات کے لیے آنحضرت کی والدہ آپ کو آپ کے دادا عبد المطلب بن ہاشم کی نھیال والوں کے ہاں، جو خاندان عدی بن نجار کے لوگ تھے، لے کر گئیں۔

عبد المطلب کی ماں سلمیٰ تھیں، بنت زید بن عمرو بن لبید بن جہام ابن خدّاش بن جندب بن عدی بن النجار۔

مقام ابواء میں آنحضرت علیہ السلام کی والدہ نے انتقال کیا اور اُمّ ایمنؓ کہ اسامہ بن زید بن حارث کی ماں تھیں آنحضرت کو مکہ لے آئیں۔

خاصیہ نبوت

ولادت نبوی کے اٹھویں سال آنحضرت کے دادا عبد المطلب

انتقال کر گئے، ابوطالب نے اپنے ساتھ آپ کو شامل کر لیا، انھیں کے
 آغوش میں آپ (تربیت پاتے) رہے تا آن کہ تیرہ برس کے ہوئے،
 ابوطالب آپ کو لیے ہوئے تجارت کرنے کے لیے ملک شام کو چلے
 (راستے میں) بحیرہ راہب نے آپ کو دیکھا، نبوت کی بشارت دی
 اور آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام کی علامتیں بتائیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگِ فجار و حلف الفضول میں
 بھی شریک ہوئے، جیسا کہ ہم اسی کتاب کے حصہ اولیٰ میں بیان
 کر چکے ہیں، اس وقت آپ کی عمر بیس برس کی تھی:

آنحضرت علیہ السلام جب پچیس برس کے ہوئے تو خدیجہ کیلئے
 بغرض تجارت ملک شام کو روانہ ہوئے (خدیجہ بنت خویلد بن اسد
 ابن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب، ساتھ میں خدیجہ کے غلام میسرہ بھی تھے
 (اثنائے راہ میں) مسطور راہب نے دیکھا کہ ابر (رحمت) آپ پر سایہ
 کیے ہوئے ہے اور (نبوت) کی نشانیاں آپ سے ظاہر ہو رہی ہیں،
 مسطور نے یہ دیکھ کر آپ کے پیغمبر ہونے کی بشارت دی:

غلام واپس آیا تو اُس نے خدیجہ کو ان باتوں کی خبر دی، انھوں
 نے آنحضرت کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا اور آنحضرت علیہ السلام نے
 نکاح کر لیا،:

جب پورے مئیتیں برس کے ہوئے تو بنائے خانہ کعبہ میں شریک
 فرمائی، قبائل قریش میں حجرا سود کو اٹھا کر اُس کے مقام پر نصب کرنے میں
 بڑا تنازع پیدا ہو گیا تھا، آخر کار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سب نے
 اپنی اپنی رضا مندی ظاہر کی اور آنحضرت علیہ السلام نے اُسے اٹھا کے
 جہاں کا تھاں رکھ دیا:

بعثت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس برس کے ہوئے تو

خدا نے بزرگ و برتر نے آپ کو تمام انسانوں کی جانب اپنا پیغامبر بنا کے بھیجا، یہ واقعہ دوشنبہ کا ہے جب کہ ربیع الاول کی دس شبیں گزر چکی تھیں، مطابق ۲۳۔۲۴ آبان ماہ سنہ ۱۳۵، سلطنت بخت نصر، ۸۔ ماہ شباط سنہ ۹۲۱۔ اسکندری، اُس وقت آنحضرت علیہ السلام کی عمر چالیس برس کی تھی، ۛ

اس بات پر تو سب متفق ہیں کہ عورتوں میں پہلے پہل آنحضرت سلام اللہ علیہ پر (حضرت) خدیجہ (رضی اللہ عنہا) ایمان لائیں مگر اس امر میں اختلاف ہے کہ مردوں میں پہلے پہل کون جتنا آپ پر ایمان لائے تھے، ۛ

اول المومنین

ایک فرقہ کہتا ہے کہ مردوں میں پہلا شخص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا وہ (حضرت) علی بن ابی طالب تھے (رضی اللہ عنہ) یہ اہل بیت و شیعہ اہل بیت کا قول ہے اور عبد اللہ ابن عباس بن عبد المطلب و جابر بن عبد اللہ انصاری و زید بن ارقم وغیرہم نے بھی اس کی روایت کی ہے ۛ

اس باب میں اختلاف ہے کہ جب آپ اسلام لائے ہیں تو اُس وقت آپ کی عمر کیا تھی ۛ

ایک فرقہ کہتا ہے کہ اُس وقت آپ کی عمر نہ رہ برس کی تھی، دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ تیرہ برس کی تھی یہ بھی کہا گیا ہے کہ (اُس وقت آپ)

(۱) گیارہ برس کے تھے۔

(۲) نو برس کے تھے۔

(۳) آٹھ برس کے تھے۔

(۴) سات برس کے تھے۔

(۵) چھ برس کے تھے۔

(۶) پانچ برس کے تھے۔

یہ آخری قول اُن لوگوں کا ہے جو آپ کے فضائل کو مٹانا اور مناقب کو میٹنا چاہتے ہیں، غرض یہ ہے کہ آپ کے اسلام کو ایک چھوٹے لڑکے اور نادان بچے کا اسلام بنادیں جو نہ تو زیادتی و کمی کے درمیان فرق کر سکے، نہ شک و یقین کے مابین امتیاز رکھتا ہو، نہ حق کو پہچانتا ہو کہ اُسے طلب کر سکے اور نہ باطل کو جانتا ہو کہ اُس سے بچ سکے، پڑ اس باب میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں ہم ان میں سے چند جملے وہاں درج کریں گے جہاں آپ کی خلافت اور وفات کا ہم نے تذکرہ کیا ہے، اگرچہ ہم اپنی پچھلی کتابوں میں یہ سب کچھ وضع و شرح و بسط سے بیان کر چکے ہیں ان میں سے ہر ایک فرقے کے اقوال بھی نقل کر دیے ہیں، اپنے مذہب کی جس نے جو دلیل دی ہے اور اپنے قول کی تصحیح میں جو ثبوت پیش کیے ہیں، سب کا بیان آچکا ہے، پڑ

اختلافاتِ شیعہ و غیرہم

مستزادہ بغداد جو مفضول کی امامت کے قائل ہیں ان میں غمانی و زیدی فرقوں کے متکلمین اور اُن کے علاوہ دوسرے شیعہ فرقوں میں مثلاً فرقہ بُشریہ، فرقہ زیدیہ اور فرقہ قطعیتہ میں جو اختلافات ہیں، مصنفاتِ سابقہ میں اُن کی تفصیل آچکی ہے پڑ

روایتِ شیعہ قطعیتہ

فرقہ قطعیتہ ائمہ اثناعشرہ ہی کی امامت کا قطعی طور پر قائل ہے،

انہوں نے امامت کو دو ازدہ امام کی (مشہور) تعداد تک منحصر کر رکھا ہے، اس انحصار کی بنیاد اُس روایت پر ہے جو سلیم بن قیس العلالی نے اپنی کتاب میں درج کی ہے اور ابان بن عیاش نے یہ کتاب اُن سے روایت کی ہے :

روایت مذکورہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ ”تم اور تمھاری اولاد کے بارہ شخص امام برحق ہیں“ :

لیکن یہ جزبہ سلیم بن قیس کے اور کسی نے روایت نہیں کی ہے :

مہدی آخر الزمان

اس وقت کہ ہماری کتاب اس تالیف میں لکھی جا رہی ہے فرقہ قطبیہ کے امام جن کے ظہور کے وہ منتظر ہیں، محمد بن الحسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسن بن علی بن ابی طالب ہیں، رضوان اللہ علیہم اجمعین، :

اصحاب النسق

فرقہ شیعہ میں جو لوگ اصحاب نسق ہیں وہ اس امر کے قائل ہیں کہ خدا بے بزرگ و بتر کسی زمانے کو امام سے خالی نہیں رکھتا جو اللہ تعالیٰ کے لیے کسی نہ کسی حق ظاہر یا حق باطن پر قائم رہتا ہے ایمہ کی ان لوگوں نے نہ کوئی قطعی تعداد محدود کی ہے اور نہ امامت کے لیے کسی معین و مفہوم وقت پر انحصار رکھا ہے، وہ اس کو خدا و رسول کا نص کہتے ہیں کہ ہر امام و مرعین امام کی امامت (ہر زمانے میں) خدا و رسول نے منصوص کر دی ہے، تا آن کہ اللہ تعالیٰ زمین اور اس کے باشندوں کو

فنا کر دے ۛ

(عینِ امام: حجتِ یاد اعی جو خود امام نہ ہوں مگر بمنزلہ امام سمجھے جائیں)
یہ لوگ قطعہ کے نام سے اس لیے نامزد ہوئے کہ موسیٰ بن جعفر
ارضی اللہ عنہما وعن آباہما الظاہرین، کی وفات کا یہ قطعی عقیدہ رکھتے
ہیں اور امامت کو انھیں تک متوقف رہنے کا اعتقاد انھوں نے
چھوڑ رکھا ہے ۛ

ان کے علاوہ جو دوسرے شیعہ فرقے ہیں اور وہ تمام لوگ
جو انتخابِ امام کے قائل ہیں کہ تمام امت کو یا امت کے کچھ لوگوں کو
خلیفہ منتخب کرنے کا حق حاصل ہے، فرقہ معتزلہ، فرقہ مرجیہ، خوارج
کے فرقے، ازاردہ، اباضیہ، صفریہ، اہل نجدات، اور خوارج کے باقی
فرقے کہ ان کا مرجع بھی یہی فرقے ہیں اور وہ بھی انھیں سے نکلے ہیں
فرقہ نابتہ و فرقہ حشوہ وغیرہ فقہائے ممالک کے فرقے حضرت علی
کی امامت و اولیت میں جو اختلاف رکھتے ہیں ہماری گزشتہ کتاب میں
ان سب پر حاوی ہیں ۛ

تمتہ اقوالِ اولیتِ ایمانی

دوسری روایت یہ ہے کہ مردوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
سب سے پیشتر جو ایمان لائے وہ ابو بکر صدیق علیہ السلام تھے،
یہ روایت (۱) عمر بن عبسہ (۲) جبیر بن نفیر (۳) ابراہیم غنوی،
اور اور راویوں سے مروی ہے ۛ

دوسرے لوگ یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام پر
اول اول آپ کے آزاد غلام زید بن حارثہ کلبی ایمان لائے، یہ
روایت دہرمی و عروہ ابن ربیع و سلیمان بن یسار وغیرہم سے
مروی ہے ۛ

ایک قول یہ ہے کہ اول المسلمین خباب بن ارت ہیں جو
 سعد بن زید مناة بن تمیم کی اولاد میں تھے،
 اور ایک قول یہ ہے کہ بلال بن حسانہ ہیں؛

ایام قیام بیت الحرام

بعثت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ برس تکہ میں
 مقیم رہے، آپ کے چچا ابوطالب نے جن کی عمر آنکلی (۸۰) برس
 سے چند سال اوپر تھی اور آپ کی بیوی خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا
 نے جو پینسٹھ برس کی تھیں، بعثت کے دسویں سال وفات پائی،
 ان دونوں حوادث میں تین دن یا بقول بعض اس سے زیادہ کا فصل
 تھا، اور یہ واقعات اس وقت کے ہیں جب صحیفہ ناکارہ ہو چکا ہے،
 بنی ہاشم و بنی المطلب شعب کے محاصرہ سے باہر نکل چکے ہیں تو اُسکے
 ڈیڑھ برس بعد ان حوادث کا ظہور ہوا، شعب کے محاصرہ میں،
 یہ اختلاف اقوال، یہ سب لوگ تین برس تک، اور ایک قول یہ بھی
 ہے کہ دو برس تک، محصور رہے تھے، اسی سال کہ ولادت نبوی
 کا پچاسواں سال تھا، طائف میں آنحضرت صلوات اللہ علیہ تشریف
 لے گئے سنہ ۵ھ ولادت نبوی میں اسراء واقع ہوا جس کی کیفیت
 میں اسلامی فرقوں کو اختلاف ہے؛

ہجرت

ان واقعات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ
 میں ہجرت فرمائی ماہ ربیع الاول کی بارہ شبیں گزر چکی تھیں، دو شنبہ کا
 دن تھا، کہ آپ وہاں داخل ہوئے، اس وقت آپ تیرہ (۵۳)
 برس کے تھے، یہ واقعہ کسریٰ پرویز کے چونتیسویں سال جلوس کا ہے؛

آنحضرت علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ میرے بعد وہیں ٹھہر کر مکہ میں لوگوں کی کچھ امانتیں جو آنحضرت کے پاس تھیں آپ کی طرف سے واپس کر دیں، حضرت علی آپ کے شریفانے جانے کے تین دن بعد تک ٹھہرے رہے، تا آنکہ جو امانتیں آپ کے پاس تھیں سب واپس کر کے آنحضرت سلام اللہ علیہ کے ساتھ شامل ہو گئے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہجرت فرمانے سے پیشتر ہی اپنے اصحاب کو مدینہ میں ہجرت کرنے کا حکم دے رکھا تھا، صحابہ ایک ایک دودو کر کے ہجرت کرتے رہے جن میں (۱) ابوسلمہ عبداللہ ابن اسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم (۲) عامر بن ربیعہ (۳) عبداللہ بن جحش الاسدی (۴) عمر بن الخطاب (۵) عیاش ابن ابی ربیعہ، سب سے پہلے مدینہ پہنچے تھے :

اسلام کی پہلی مہم

مدینہ تشریف لانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا جھنڈا جو مرتب کیا وہ حمزہ بن عبد المطلب کے لیے تھا۔ یہ واقعہ ماہ رمضان کا ہے جب کہ آنحضرت کو مدینہ میں تشریف لائے ہوئے سات مہینہ گزر چکے تھے :

تیس مہاجرین جو سب کے سب سوار تھے، حمزہ کے ساتھ کیے کہ علاقہ جہینہ کے مقام عیص میں پہنچ کے قریش کے ایک قافلہ سے متعرض ہوں جو شام سے آ رہا تھا اور مکہ واپس جا رہا تھا، ابو جہل عمر بن ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن نضیلہ ابن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب کہ سرغنہ قافلہ قریش تھا، حمزہ اُس کے مقابل آئے، مکہ کے تین سو آدمی اُس کے ساتھ تھے، مگر

بغیر جنگ کیے ہٹ گئے، اسی واقعہ کے متعلق حضرت حمزہؓ کہتے ہیں:-

بِأَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ أَوَّلُ خَافِقٍ
(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے پہلا جنبش کرنے والا شخص)
عَلَيْهِ لَوَاءٌ لَمْ يَكُنْ لَأَخٍ مِنْ قَبْلِي
(جس کے سر پر جھنڈا ہمارا ہو، مجھ سے پیشتر کوئی ظالم نہیں ہوا تھا)

سرِ عبیدہ

یہ سب ہو چکا تو مقام رابغ کی طرف سرِ عبیدہ بن حارث بھیجنے کی نوبت آئی (یعنی یہ ہم جو بھیجی گئی اُس کے سرگردِ عبیدہ تھے) مدینہ سے جو قیدیہ جانا چاہے تو (اس کے راستہ میں) جحفہ سے دس میل کے فاصلہ پر رابغ ملتا ہے یہ واقعہ ماہ شوال کا ہے جب کہ مدینہ میں آنحضرت صلوات اللہ علیہ کو تشریف لائے ہوئے آٹھ مہینے گزر چکے تھے:

احیاء کے نام سے جو آب گیر مشہور ہے وہیں ابوسفیان صحز بن حرب بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف سے عبیدہ کی مدد پٹیر ہوئی ابوسفیان کے ساتھ دو سوار عبیدہ کے ساتھ ساٹھ سوار تھے جو سب کے سب صحابہ ماجرین تھے، باہم تیر اندازی تو ہوئی مگر تلواریں کھینچنے کی نوبت نہ آئی، اسلام میں پہلے پہل جس نے جنگ میں تیر چلایا وہ سعد تھے، ابن ابی وقاص بن مالک بن وہیب بن عبد مناف ابن زہرہ بن کلاب، یہ تیر اسی مہم میں چلایا گیا تھا اسی باب میں سعد کہتے ہیں:

الْأَهْلُ الْحَيُّ سَرَّ رَسُولَ اللَّهِ الْحَيُّ

(آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ خبر ہو چکی ہے کہ میں نے)

حَقِيقَتِ صَحَابَتِي بِصَدِّ وَرِثَتِي

(اپنے تیر کی سری سے اپنے ساتھیوں کی حمایت و حفاظت کی ہے)

فَمَا يَعْتَدُ رَأْيُ فِي مَعَدٍ

(قبیلہ سعد یعنی قریش میں کوئی ایسا تیر انداز نہیں)

لَيْسَ يَأْرُسُ وَلَ اللّٰهُ قَبْلِي

{ جس نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے پیشتر ایک {
تیر بھی ایسا چلایا ہو کسی شمار و قطار میں آ سکے

أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةُ رَضِيَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ بنت ابی بکر کے ساتھ
(اسی سال کے) ماہ شوال میں زفاف فرمایا عائشہ اُس وقت نو برس
کی تھیں، اور بروایت ضعیف (یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے بھی کم تھیں)؛
آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام نے مکہ میں اُن کے ساتھ نکاح
کیا تھا جب کہ اُن کی عمر سات برس تھی، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ
(بوقت نکاح) اس سے بھی کم عمر یعنی چھ برس کی تھیں؛

سَرِيَّةٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے نو مہینہ بعد سرِ سَرِيَّةٌ
ابن ابی وقاص کا واقعہ پیش آیا، یہ ماہ ذی القعدہ کی بات ہے،
اس مہم میں میں آدمی تھے اور مقام حَرَّار کو روانہ ہوئے تھے
جو علاقہ حُجَفَہ میں مقام خُم کے قریب واقع ہے،
مہم کی غرض یہ تھی کہ قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ تعرض
کیا جائے، سعد اس مقام پہنچنے لگہ قافلہ اُن سے پیشتر روانہ ہو چکا تھا؛

أَوَّلُ مَوْلُودٍ دَارِ الْهَجْرَةِ

اسی سال عبد اللہ بن الزبیر بن العوام پیدا ہوئے، دارِ الہجرۃ

(مدینہ مبارکہ) میں صحابہؓ مہاجرین کے جوڑ کے پیدا ہوئے اُن سب میں یہی اولیں مولود تھے، نعمان بن بشیر انصاری بھی اسی طرح پہلے لڑکے تھے جن کا تولد انصارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے میں ہجرتِ نبوی کے بعد ظہور پذیر ہوا،
 ابو امامہ اسعد بن زرارہ خزرجی نے کہ بنی غنم بن مالک بن النجار کے خاندان میں تھے، اسی سال وفات پائی، اور عبد اللہ بن سلام اسی سال اسلام لائے،
 نعمان بن بشیر انصاریؓ کی ولادت دوسرے سال ہجرت کی ہے
 یہاں محض استطراد کے طریق پر اولیت کی مناسبت سے تذکرہ ہوا ہے]

سنتہ الامر ہجرت کا دوسرا سال

[یہ سال سنتہ الامر (حکم والے برس) کے نام سے اس لیے مشہور ہے کہ اسی میں قتالِ مشرکین و کفار کے ساتھ جنگ و جہاد کا حکم ہوا]
 ۱۔ ماہ صفر ۲۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر شریف لے چلے، تا آن کہ مقام و دان و مقام ابواء تک پہنچ گئے، ان دونوں مقامات کے درمیان آٹھ میل کا فاصلہ ہے،
 آنحضرت علیہ السلام کے ساتھ اس غزوہ میں چار صحابہؓ مہاجرین ہی تھے، قریش کے ایک (تجارتی) قافلہ سے تعرض مقصود تھا، مگر اس کی نوبت نہ آئی، آخر آنحضرت نے مراجعت فرمائی،
 پندرہ شیں آپ مدینہ سے (باہر رہے تھے، اور آیام غیبت میں) سعد بن عبادۃ ابن ولیم الانصاریؓ غم اخزرجی کو آپ نے مدینہ میں

اپنا قائم مقام مقرر کیا تھا؛
 اسی مہینہ میں امیر المومنین علی بن ابی طالب نے فاطمہ بنت النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کیا؛

غزوہ بواط

ماہ ربیع الاول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بواط کیلئے
 روانہ ہوئے، دو سو صحابہ آپ کے ساتھ تھے، اور قریش کے
 ایک قافلہ سے تعرض کرنا مقصود تھا؛

اس قافلہ میں دھمائی ہزار اونٹ تجارتی سایان سے لے
 ہوئے تھے، قریش کے سو آدمی قافلہ میں موجود تھے جن میں اُمیہ
 ابن خلف جُحفی کا شمار بھی ہے، لیکن یہ قافلہ نزل سکا، آنحضرت
 سلام اللہ علیہ واپس آگئے اور مذہبیر کی نوبت نہیں آئی؛

علاقہ جَمینہ کی پہاڑیوں میں سے بواط بھی ایک پہاڑی ہے جو
 ملک شام کے راستہ میں علاقہ ذی حُشب کے نواح میں واقع ہے،
 بواط اور مدینہ کے درمیان آٹھ چوکیوں کی مسافت ہے، اور یہ بھی
 کہا گیا ہے کہ اس سے کم فاصلہ ہے؛

مدینہ میں آنحضرت نے سعد بن معاذ کو دُن دنوں (اپنا قائم مقام
 مقرر فرمایا تھا؛

غزوہ بطلب گرز بن جابر

اسی مہینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گرز بن جابر الفہری
 کی تلاش میں غزوہ فرمایا جس نے مقام محقق کے نواح میں بیڑ سے موضع سرح پر
 تاخت کی تھی۔ [تحقیق یہ ہے کہ دراصل اس مقام کا نام سرح -

ببین مہملہ و حائے خطی نہیں ہے۔ بلکہ ”شرح“ بشین و جیم منقوط ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام سَفْوَان تک (تجسس کرتے) چلے گئے جو علاقہ بدر میں شامل ہے، اگرز جو شرح ہی میں تھا آنحضرت سے بچ گیا، آخر آپ نے مراجعت فرمائی: مدینہ میں آپ نے اپنے آزاد غلام زید بن حارثہ بن شریل الکلبی ثم الکنانی کو (ایام غلبت میں) اپنا قائم مقام مقرر فرمایا تھا، تمہ کو ”الکنانی“ اس لیے کہتے ہیں کہ خاندان کنانہ سے اُن کو نسبت ہے، کنانہ بن عوف ابن عذرہ بن زید اللاتع بن رفیدہ بن ثور بن کلب بن دبرہ بن تغلب ابن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ: بعض لوگوں نے اس غزوہ کا نام ”غزوہ بدر اولی“ (یعنی آبگیر بدر کا پہلا غزوہ) رکھ چھوڑا ہے:

غزوہ ذی العشرۃ

اسی سال کے ماہ جمادی الاولیٰ میں۔ بقول ضعیف جمادی الآخرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ ذی العشرۃ فرمایا، قریش کے ایک قافلہ سے تعرض مقصود تھا جو ملک شام کی طرف جا رہا تھا، مگر آنحضرت سے بچ کے نکل گیا، یہ وہی قافلہ تھا جس کے واپس آتے وقت بدر میں اُسی کے باعث جنگ ہوئی، ذی العشرۃ نوارح بیع میں واقع ہے، مدینہ اور بیع کے درمیان نوچوکیوں کی مسافت ہے،

مدینہ میں آپ نے ابو مسلمہ بن عبد الاسد المخزومی کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا تھا، یہ بھی کہتا ہے کہ آنحضرت علیہ السلام کے گرز (بن جابر) کی تلاش میں نکلنے کا واقعہ غزوہ ذی العشرۃ کے بعد کا ہے، مگر شد و تزین روایت دہی ہے جو ہم بیان کر چکے ہیں،

نعمان بن بشیر انصاری اسی سال خاندان حارث بن خزرج میں پیدا ہوئے کہ قبیلۃ انصار کے پہلے لڑکے تھے جن کی پیدائش ہجرت کے بعد ہوئی :

سرّیہ عبداللہ بن جحش

رجب میں سرّیہ عبداللہ بن جحش کی نوبت آئی، عبداللہ بن جحش بنی دودان بن اسد بن خزیمہ کے خاندان میں تھے، جن کے ساتھ گیارہ آدمی، اور بقول بعض آٹھ آدمی مقام نخلہ کو بھیجے گئے، یہ وہی مقام تھا جو اس وقت (بعد مصنف) بستان ابن عامر کے نام سے مشہور اور عراق کے راستہ پر واقع ہے، ان لوگوں کی مدبھیہ قریش کے قافلہ سے ہوئی جس کے (سرگروہ) ابن الحضرمی کو قتل کر کے متعدد اشخاص قید کر لیے اور قافلہ کے ساز و سامان سے لدے ہوئے اونٹ ہنکا لائے :

مشرعیت خمس

عبداللہ بن جحش نے، غنیمت میں حوالا ماتہ لگا تھا، اُس کا پانچواں حصہ (خمس) تو نکال کے الگ کر دیا کہ اغراض اسلامی میں خرچ کرنے کے لیے آنحضرت علیہ الصلوٰات والتحمیات کی جناب میں پیش کیا جائے اور باقی چار حصہ اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیے یہ اُس وقت کی بات ہے جب خمس کے متعلق قرآن کا حکم نازل نہیں ہوا تھا، لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو معزول کر دیا، تا آنکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اجازت آئی (یعنی آیہ قرآنی نازل ہوا) تب آنحضرت نے اس تقسیم کو جائز و نافذ قرار دیا :

اسلام میں یہ پہلی فتنہ تھی جو تقسیم ہوئی۔ [فتنہ: غنیمت]
 اسی جنگ میں، جیسا کہ بیان کیا گیا ہے، عبداللہ بن جحش کو
 امیر المومنین کہہ کر پکارا گیا اور وہ پہلے شخص ہیں جو اس نام سے
 نامزد ہوئے۔

شہر حرام میں استحلال قتال

قریش نے اس موقع پر (طعنہ) دیا کہ محمدؐ نے (صلی اللہ علیہ وسلم)
 شہر حرام میں لڑائی حلال قرار دی، شہر حرام سے ماہ رجب مقصود تھا
 (کیوں کہ اسی مہینہ میں یہ جنگ ہوئی تھی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے سُننا تو صحابہؓ سے عتاب فرمایا کہ میں نے تو شہر حرام میں محض
 لڑنے کا حکم نہیں دیا تھا، صحابہ اس پر شرمندہ ہوئے تا آنکہ اللہ تعالیٰ
 نے اس باب میں یہ حکم نازل فرمایا کہ لَيْسَ الْوَأَنَّاكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ
 قِتَالٌ فِيهِ، (آیہ) (تجھ سے پوچھتے ہیں کہ شہر حرام میں جنگ کرنا
 کیسا ہے؟ الخ)۔

صوم رمضان و تحویل قبلہ

اسی سال کے شعبان میں ماہ رمضان کے روزہ رکھنا فرض ہو،
 شعبان کا نصف مہینہ تھا (یعنی پندرہویں شعبان کو) منگل
 کے دن ظہر کی نماز میں قبلہ کی تحویل سمت بیت المقدس سے کعبہ
 کی جانب ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری رکعت کے
 رکوع میں تھے کہ (وحی نازل ہوئی) آپؐ نے رخ بدل دیا اور
 آپ کے پھرنے کے ساتھ ہی پیچھے کی صفیں بھی پھیر گئیں، اسی بنا
 پر اس مسجد کا (جہاں یہ واقعہ پیش آیا یعنی مسجد قبا کا) نام مسجد قبلتین

(یا مسجد ذی القبلتین، یعنی دو قبلوں والی مسجد) پڑا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ روزہ ماہ رمضان فرض ہونے کے تیرہ دن بعد نکاح واقعہ ہے :

بانگِ اذان

اسی سال عبداللہ بن زید بن عبدالربہ انصاری کو جو زید مناة ابن حارث بن خزرج کی اولاد میں تھے، اذان کی نسبت خواب دکھایا گیا، جب (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر وحی آئی تو اس پر عمل ہوا :

غزوہ بدر اعظمی

بعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ بدر اعظمی ہے کہ اسی کو بدرِ قتال بھی کہتے ہیں، مقام بدر (جہاں یہ غزوہ عظمیٰ ہوا تھا) اُس کے اور مدینہ کے درمیان آٹھ چوکی اور دو میل کی مسافت ہے :

ماہ رمضان کی تین شبیں گزر چکی تھیں مین سو گیارہ (۳۱) مہاجرین و انصار کے ساتھ آپ روانہ ہوئے جن میں چوتھ (۷۴) مہاجرین اور باقی انصار تھے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ :

(الف) تین سو تیرہ تھے :

(ب) تین سو چودہ تھے :

لیکن خبرِ مستفیض یہ ہے کہ تین سو دس اور کئی آدمی تھے، تین سو دس سے جو تعداد اور پڑتی (اور جسے عربی میں "بضع" فارسی میں "اند" اور اردو میں "کئی" کہتے ہیں اور ایک سے نو عدد تک کے لیے اُسے استعمال کرتے ہیں) اسی اکائی کی تعداد میں اختلاف ہوا :

قریش کی جانب نو سو چاس (۹۵۰) جنگجو تھے جن میں چھ سو (۶۰۰) زرہ پوش تھے کہ ان کے ساتھ ایک سو (۱۰۰) گھوڑے تھے

(یعنی سو سوار اسلحہ بند، تین سو کے پاس نامکمل اسلحہ اور پانسو پورے ہتیاروں سے آراستہ تھے)

ماہ رمضان کے انیس (۱۹) دن ہوئے تھے کہ جمعہ کی صبح کو لڑائی ہوئی، یہ روایت عبداللہ ابن اسود نے اپنے باپ سے انھوں نے عبداللہ ابن مسعود سے اور خارجہ بن زید الانصاری نے اپنے باپ زید سے کی ہے :

علقمہ ابن زید نے ابن مسعود سے دوسری روایت کی ہے جو یہ ہے کہ شرموین رمضان کی صبح کو لڑائی ہوئی، خارجہ بن زید نے بھی اپنے والد سے یہی روایت کی ہے، اور جیسا کہ عبدالرحمن سلمیٰ کا بیان ہے، حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے یہی مروی ہے اور محمد بن عمر واقدی صاحب مغازی و سیر بھی اسی جانب گئے ہیں :

مشرکین کی جانب سے ستر (۷۰) قتل اور ستر قید ہوئے جیسا کہ عبداللہ بن عباس نے عمر بن خطاب سے روایت کی ہے کہ ”جب بدر کے دن ہم نے مقابلہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو شکست دی، اُن میں سے ستر قتل اور ستر قید ہوئے“ :

یہ بھی کہا گیا ہے کہ :

(الف) بذکر کے قریش اور اُس کے حلیفوں کی جانب سے جو قتل ہوئے اُن کی تعداد (۴۷) اور جو قید ہوئے اُن کی تعداد (۴۹) تھی :

(ب) اُس روز مقتولین قریش کی تعداد (۴۵) تھی اور اتنے ہی قید بھی ہوئے مسلمانوں میں چودہ (۱۴) آدمی شہید ہوئے :

تقسیم غنیمت

مسعودی کہتے ہیں :

مال غنیمت جو (اُس جنگ میں) اللہ تعالیٰ نے عنایت

فرمایا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب تقسیم کر دیا، ہر شخص کا ایک حصہ لگایا اور گھوڑے کے دو حصہ لگائے، آٹھ آدمی معرکہ میں موجود نہ تھے، اُن کے بھی حصہ لگائے؛

(۱) عثمان بن عفان، رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی وجہ سے (جو اُن کی بیوی تھیں) معرکہ میں یہ شریک نہ ہو سکے، آنحضرت نے اُن کا بھی حصہ لگایا، اس موقع پر انھوں نے عرض کی: یا رسول اللہ مجھے ثواب بھی ملیگا؟ فرمایا: تجھے ثواب بھی ملیگا؛

(۲) طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد ابن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب، اُن کا سلسلہ عمرو بن کعب ابن سعد میں ابوبکر صدیق علیہ السلام کے ساتھ ملتا ہے؛

(۳) سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح ابن عبد اللہ بن قریظ بن رراح بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب، ان کا سلسلہ نفیل بن عبد العزیٰ میں عمر بن خطاب کے ساتھ ملتا ہے؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ سے نکلے تھے تو ان دونوں صاحبوں (یعنی طلحہ اور سعید) کو قافلہ (قریش) کی خبر دیتے

کرنے کے لیے بھیجا تھا، لڑائی کے بعد یہ لوگ واپس آئے؛ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ لوگ اپنی تجارت کی غرض سے اُس وقت ملک شام میں تھے، اور بدر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مراجعت فرمانے کے بعد مدینہ پہنچے، آنحضرت نے دونوں کے حصہ لگائے، دونوں صاحبوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اور ہمارا ثواب؟ ارشاد فرمایا: ”تمہارا ثواب خدا کے ذمہ ہے“؛

لیکن پہلی ہی روایت زیادہ مشہور ہے اور اسی پر عمل بھی ہے؛ (۴) حارث بن حصہ جو مالک بن نجار بن ثعلبہ بن عمرو بن حارث

ابن خزرج کی اولاد میں تھے؛

(۵) خَوَاتِ بنِ جُبَيْرِ بنِ ثعلبہ بن عمرو بن عوف بن مالک ابنِ اَدَسِ ؓ

(۶) جَارِثِ بنِ حاطبِ انصاری ؓ

(۷) عاصِمِ بنِ عَدِیّ انصاری ؓ

(۸) ابولُبَابَہُ بنِ عَبدِ المَنذرِ الانصاری ؓ ثمّ الادسی، ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اپنا قائم مقام مقرر فرمایا تھا۔

مقدارِ قسمت

ہم بیان کر چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت میں (گھوڑے کے دو حصہ اور سوار کا ایک حصہ لگایا تمام فقہائے اسلام کا اس پر اتفاق ہے، لیکن (امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت اس کے قائل نہیں، وہ کہتے ہیں کہ مالِ غنیمت میں گھوڑے کا ایک حصہ اور سوار کا بھی ایک ہی حصہ لگایا جائیگا، ان کے دونوں رفیق ابویوسف و محمد بن حسن نے اس باب میں ان سے اختلاف کیا ہے، لیکن ابو حنیفہ کے قول کی تائید میں اصحابِ ابی حنیفہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں سے (خاص کر) امیر المومنین علی بن ابی طالب اور ابو موسیٰ اشعری وغیرہ سے متعدد حدیثیں روایت کی ہیں ؓ

یہ اختلاف ہم نے اس لیے بیان کر دیا کہ اصل واقعہ کے متعلق جو خبر تھی خود وہی اُن سب میں مختلف فیہ ہے ؓ

بدر میں کتنے دن لگے

غزوہ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجانے سے

مدینہ میں واپس آنے کے دن تک اُنیس روز (۱۹) آپ باہر رہے۔
ماہ رمضان میں آٹھ شبیں باقی رہی تھیں کہ مدینہ میں آپ واپس
تشریف لائے۔

مدینہ میں آپ نے ابن اُم مکتوم کو جو نابینا تھے، اپنا قائم مقام
مقرر فرمایا تھا، ان کا نام عمر بن قیس تھا اور ان کا تعلق بنی عامر بن لوی
ابن غالب کے خاندان سے تھا۔
جس روز مکہ میں جنگ بدر کی خبر پہنچی اُسی دن ابولہب عبد العز
ابن عبد المطلب نے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا
وفات پائی۔

سریہ عمیر بن عدی

بعدہ سریہ عمیر بن عدی بن خریشہ الادسی ثم النحطمی، بجانب عصاء
بنت مروان، کہ اُمیہ بن بدر کی اولاد میں تھی، اس عورت کی عادت
تھی کہ مسلمانوں کو ایذا پہنچاتی اور ان کے خلاف دشمنانِ اسلام کو
برا بگھنٹہ کرتی، آخر عمیر نے اُسے قتل کر ڈالا،
زکاۃ فطر (فطرہ صوم) اُنکا لے کر حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اسی سال میں دیا ہے۔

سریہ سالم بن عمیر

بعدہ سریہ سالم بن عمیر النضاری، بجانب ابو عفاک کہ عمر بن عوف
کے خاندان کا ایک بوڑھا آدمی تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے خلاف (تبلیغِ اسلام میں) رکاؤ میں سید اکر نے کی غرض سے)
لوگوں کو برا بگھنٹہ کیا کرتا تھا، آخر اسی سال کے ماہ شوال میں سالم
ابن عمیر نے اُس کو قتل کر ڈالا۔

غزوہ بنی قینقاع

ماہِ شوال کے نصفِ دن گزرے تھے کہ بنی قینقاع کے یہودیوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ آرا ہوئے، اُن یہودیوں کی تعداد چار سو تھی، آنحضرت علیہ السلام نے اُن کا محاصرہ کر لیا جو ہلالِ ماہِ ذی القعدہ تک محصور رہے، آخر آپ کے حکم پر اُتر آئے (یعنی بغیر کسی شرط کے ہتھیار ڈال دیے اور امان طلب کی) عبداللہ بن ابی بن سکول نے آپ سے اُن کی جاں بخشی کی درخواست کی کیوں کہ قبیلہ خزرج کے یہ حلیف تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملکِ شام کے علاقہ اذرعات میں اُن کو چلائے وطن فرمایا،

اُن کا مال و اسبابِ غنیمت میں داخل ہوا جس کا آپ نے خمس نکالا اور اسلام میں یہ پہلا خمس تھا جو خود آپ نے نکالا ہے، مالِ غنیمت کے باقی چار حصہ اصحاب پر تقسیم کر دیئے، بقول بعض آپ کا فیصل (یعنی خمس کا سب سے پہلے نکالنا) بدر کا واقعہ ہے، مدینہ میں آپ نے اپنا قائم مقام ابولبابہ بن عبد المذخر خزرجی کو مقرر فرمایا تھا،

غزوہ سَوِیق

بعد کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ غزوہ ہو جو غزوہ سَوِیق کے نام سے مشہور ہے کہ ذی الحجہ میں آپ ابوسفیان صحزبنِ حرب کی جستجو میں نکلے تھے،

ابوسفیان نے مَنّت مانی تھی کہ اہل بدر کا جب تک انتقام نہ لے گا اُس وقت تک نہ عورتوں کے قریب جائیگا نہ خوشبو استعمال کرے گا، اس مَنّت کو پورا کرنے کے لیے مکہ کے دو سو سوار لے کر نکلا تھا،

مقامِ عریض میں پہنچا تو ایک انصاری کو قتل کر ڈالا اور وہاں کے چند مکانات جلا دیئے ۛ

جب یہ خبر ملی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اُس کی طلب میں نکلے ہیں تو اُس نے اور اُس کے ہمراہیوں نے (بھاگتے ہوئے) بوجھ ہلکا کرنے کی غرض سے سیوق (سَنَو) کی بوریاں (راستہ میں جا بجا) پھینکنا شروع کیں، اسی بنا پر اس غزوہ کا نام غزوہ سیوق پڑا، ۛ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرتبہ بھی ابولبابہ بن عبد اللہ ہی کو مدینہ میں اپنا قائم مقام مقرر فرمایا تھا، ۛ اسی مدینہ میں (حضرت) علی (کرم اللہ وجہہ) نے (حضرت) فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے زفاف فرمایا ۛ

مسعودی کہتے ہیں: (حضرت) فاطمہؑ کی اُس وقت کیا عمر تھی؟ جو اختلاف اس باب میں ہے ہم اُس کا تذکرہ خلافت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے بیان میں کر چکے ہیں جہاں فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی وفات کا ذکر ہے ۛ

قربانی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے پہل (اسی ماہ ذی الحجہ کی دسویں کو) قربانی کی جو مسلمانوں نے بھی دیکھی اور اس کا حکم بھی ہوا، آنحضرت علیہ السلام (عید گاہ) میں تشریف لے گئے اور (بعد نماز) وہیں دو بکریاں اپنے ماتھے سے ذبح کیں، یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک ہی بکری ذبح کی ۛ

واقعہ ذی قار

اسی سال قبیلہ بکر بن دائل اور اُس فوج کے درمیان

مقام ذی قاریں، جنگ ہوئی، جو خسرو پرویز (پادشاہ ایران) نے بھیجی تھی،

بکر بن وائل (کی جمعیت) کا سر لشکر حنظلہ بن سيار تھا جو جذیمہ ابن سعد بن عجل بن لخم بن صعنب بن علی بن بکر بن وائل بن قاسط بن ثعلبہ ابن اقصیٰ بن دحیٰ بن جذیمہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار کی اولاد میں تھا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کعب بن سعد بن ضبیہ بن عجل کی اولاد میں تھا۔
خسرو پرویز کی بھیجی ہوئی فوج کا سپہ سالار کامرئز تھا۔

لڑائی کا سبب یہ ہوا کہ لیمان بن منذر مخی پادشاہ حیرہ نے قبل اس کے کہ خسرو پرویز اس کو قتل کرے، اپنے اہل و عیال و مال و اسلحہ کو مانی بن قبیصہ کے حوالہ کر دیا تھا، پرویز کے طلب کرنے پر مانی بن قبیصہ بن مانی بن مسعود بن عامر بن عمرو بن ابی ربیعہ ابن ذہل بن شیبان بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعنب بن علی بن بکر بن وائل نے حوالہ کرنے سے انکار کیا تو فریقین میں نہایت سخت جنگ ہوئی۔ آخر کار ایرانی بھاگ نکلے اور ان کے ساتھ جو عرب تھے وہ بھی

منہزم ہوئے، یہ عرب:

(الف) قبیلہ تغلب کے تھے جن پر بشر بن سوادہ ثعلبی سردار تھا۔

(ب) قبیلہ طے کے تھے جن کا سردار ایاس بن ثعلبہ طائی تھا۔

(ج) قبیلہ ضبہ کے تھے۔

(د) قبیلہ تسیم کے تھے۔

ان دونوں قبیلوں کی امدادی جماعت کا سردار عطار بن حاجب بن زرارہ تھا۔

(ه) قبیلہ مکر کے تھے جن کا سردار ادس بن الحزج التمری تھا۔

(و) قبیلہ بہراء۔

(ز) قبیلہ تنوخ، وغیرہ عربی قبائل بھی شریک تھے۔

اس جنگ میں کامرئز (سپہ سالار عجم) قتل ہوا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ واقعہ ہجرت سے قبل کا ہے، بنی عبد قیس

وہنی حنیفہ وغیرہ کہ قبیلہ بکر بن وائل کی شاخیں تھیں، اُن میں کے کچھ لوگ علاقہ یمامہ و علاقہ بحرین سے حج میں آئے تھے اور قبیلہ بکر بن وائل کی امداد کو جانا جاتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت قبائل عرب پر اپنے آپ کو پیش کر رہے تھے، اُن کے پاس بھی اکھڑے ہوئے، ابو بکر (رضی اللہ عنہ) آپ کے ساتھ تھے انھیں دعوت دی کہ خدا پر ایمان لائیں؛

اسی موقع پر ابو بکر (رضی اللہ عنہ) اور غفل بن خطلہ بن زید بن عبدہ ابن عبد اللہ بن ربیعہ بن عمرو بن شیبان کے درمیان، جو علم نساب کا ماہر تھا، وہ ماجرا پیش آیا جس کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہنا پڑا کہ انت البلاء مَوَکَل بالمنطق (حقیقت یہ ہے کہ گفتگو کا لازمہ بلا ہے)؛

ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اگر ایرانیوں پر انھیں فیروز مند فرمایا تو آنحضرت پر ایمان لائیں گے اور آپ کی نبوت کی تصدیق کریں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو فتح و نصرت کی دعا دی؛

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ ایرانیوں پر عرب غالب آئے تو فرمایا: "هذا اول يوم انتصفت فيه العرب من الجحوم والي نصرا" (یہ پہلا دن ہے کہ عرب نے عجم سے انصاف حاصل کیا ہے، اور ان لوگوں کو مجھ ہی سے مدد دی گئی)؛ اس جنگ کے نتیجہ میں قبیلہ بکر بن وائل نے تمام عرب پر

فخر کیا ہے، مناقب و مکارم میں اس لڑائی نے اس کی فضیلت بڑھا دی ہے، شعراے قدیم و مابعد سب نے اس قبیلہ کے محارباتِ معروفہ و واقعاتِ مشہورہ کے بیان میں اس جنگ کا ضرور تذکرہ کیا ہے؛

ابو تمام حبیب بن اوس طائی (مؤلف حماسہ) نے ابو دلف قاسم بن عیسیٰ بن ادریس بن معقل بن عمیر بن شیخ بن معاویہ بن خزاعی ابن عبد العزیٰ بن دلف بن جشم بن قیس بن سعد بن عجل بن جشم

ابن صعب بن علی بن بکر بن وائل کی طرح میں جو قصیدہ ہائیتہ نظم کیا تھا
اُس میں نہایت لطیف معنی پیدا کیے ہیں، اس قصیدہ کا پہلا مصرع
یہ ہے :-

علی مثلها من اذبح وملا عجب

(لازم ہے تو ایسے ہی مقاموں اور باریکاتوں کا نظارہ لازم ہے)

اسی میں کہتا ہے :

اذا فخرت يومًا تميم بقوسها

(اگر قبیلہ نبی تمیم نے کسی دن اپنی کمان پر رخ کیا)

على الناس اذا ما وطلت من مناقب

(تمام لوگوں پر ناز کرنے لگے یا جو فضائل مناقب میں قبیلہ نے استوار کر رکھے ہیں پنازاں ہو گئے)

فانتم بذي قار املت سيلو فكم

(تو کیا بڑی بات ہے تم لوگ تو وہ ہو کہ جنگ ہی تاریں تھارتی ہو اور دس

عروش الذين استرهنا قوس حجب

(اُن لوگوں کے تخت سرنگوں کر دیے جنہوں نے حجب کی کمان گرد کھائی تھی)

ابو عبیدہ معمر بن ثنئی نے اپنی کتاب میں جس کا نام ”الذیاباج“

ہے وفادارانِ عرب کا تذکرہ کیا ہے اور اُن میں (تین شخصوں کو)

شمار کیا ہے

(۱) سموعل بن عادیہ غسانی :

(۲) حارث بن ظالم مزی :

(۳) عمیر بن سلمیٰ حنفی :

لیکن (تعب ہے) کہ ابو عبیدہ نے ہانی کا ذکر نہیں کیا حال اُن کہ

عرب میں جتنے وفادار گزریے ہیں وہ سب میں زیادہ صاحبِ عظمت

سب سے زیادہ حق ہمسایگی کو معزز سمجھنے والا، اور سب سے بڑھ کے

ہمسایہ و پناہ گیر کی حفاظت کرنے والا تھا، اس لیے کہ اُس نے اپنی جان

کو در اپنی قوم کو موت کے سامنے کر دیا، تمام مال و دولت کا زوال

واستیصال منظور کر لیا، مستورات کے لیے گوارا کر لیا کہ لونڈی باندی بنائی جائیں، مگر نہ امانت میں خیانت کی اور نہ ودیعت، جو اُس کے سپرد ہوئی تھی، ضائع ہونے دی:

سنہ تحیص (۳) ہجرت کا تیسرا سال غزوہ قرقرۃ الکدر

محرم کے نصف دن گزرے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو سو صحابیوں کی جمعیت میں غزوہ کی غرض سے اُس آبگیر کی جانب تشریف لے چلے جو قرقرۃ الکدر کے نام سے مشہور ہے، یہ آبگیر علاقہ معدن نبی سلم کے نواح میں اُس سڑک کے متصل واقع ہے جو عراق سے مکہ کو گئی ہے، معدن اور مدینہ کے درمیان آٹھ چوکیوں کی مسافت ہے، یہ

اس غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلیم بن منصور بن عکرمہ ابن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر بن نزار، اور غطفان بن سعد بن قیس ابن عیلان بن مضر بن نزار کے درپے تھے، مگر یہ لوگ ہٹ گئے اور بھاگ بھڑے ہوئے، ان کا مال و اسباب داخل غنیمت ہوا اور آنحضرت نے مراجعت فرمائی، مذہبی نہ ہو سکی، یہ مدینہ میں آنحضرت علیہ السلام نے ابن اُم مکتوم کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا تھا:

سُورۃِ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَہ

بعدہ سُورۃِ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَہ الضاری کی نوبت آئی جو حارثہ بن حارث
ابن خزرج بن عمرو بن مالک بن اُوس کی اولاد میں تھے، یہ چار الضاریوں
کے ساتھ کعب بن اشرف یہودی کی فکریں روانہ ہوئے جو قبیلہ طے
کا ایک شخص تھا اور بنی بنی بن غوث بن طے کی اولاد میں تھا، اُس کی ماں یہودیوں
کے قبیلہ بنی نضیر کی تھی ۛ

یہ شخص اپنے کلام میں مسلمان عورتوں کے نام سے تشبیب
کرتا تھا (غزلیں کہتا تھا جن میں مستورات اسلام سے خطاب ہوتا)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لوگوں کو برا بھلا کہتا تھا اور
گنہگاروں (یعنی کفار اہل بدر) کے ماتم میں مرثیے کہتا تھا، ۛ
مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَہ کی جماعت نے اُس کو اُسی کے قلعہ میں قتل
کر ڈالا، یہ واقعہ ماہ ربیع الاول کا ہے جس کے پندرہ دن اُس وقت
ہو چکے تھے ۛ

غزوۂ بَجْرَان

بعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوۂ بَجْرَان ہے کہ جادی الآخرہ
میں پیش آیا، بَجْرَان معدن بنی سلیم کا نام ہے جو حجاز کے نواحِ فُرع میں
واقع ہے، ۛ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے مگر کفار کو
پہلے ہی سے آپ کی خبر پہنچ چکی تھی اور وہ متفرق ہو چکے تھے، آخر
مُدبِطِیر نہ ہوئی اور آنحضرت صلوٰۃ اللہ علیہ نے مُراجعت
فرمائی، ۛ

اس سفر میں آپ کو دس روز لگے، مدینہ میں آپ نے اپنا
قائم مقام ابنِ اُمّ مکتوم کو مقرر فرمایا تھا ۛ

غزوہ بنی غطفان

اسی مہینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ غزوہ بھی فرمایا جس میں چار سو صحابہ کی جمیعت کے ساتھ آپ سجدہ کو شریف لے چلے تھے اور قبیلہ غطفان کے درپے تھے، جب اُس مقام تک پہنچے کہ ذی امر کے نام سے مشہور اور لُطْنِ نَحْل کے ادھر واقع ہے تو حُفَّار آپ کے سامنے سے فرار کر گئے، بڑھیر نہ ہوئی اور آپ نے مراجعت فرمائی،

اس غزوہ میں دس روز آپ (مدینہ) سے باہر رہے تھے، اور عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کو مدینہ میں آپ نے اپنا قائم مقام مقرر فرمایا تھا۔

سریہ زید بن حارثہ

مُشْتَبِلِ جُہَادِی الْآخِرَہ میں (یعنی ماہ مذکور تمام ہو چکا تھا اور اسی دن چاند رات بھی تھی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد غلام زید بن حارثہ کلبی کے ماتحت اُس مقام کو سریہ روانہ ہوا جو قُرُوہ کے نام سے مشہور ہے، یہ مقام علاقہ نجد میں مقامات کربدہ و غمر و ذات عرق کے درمیان عراق کی سرحد پر واقع ہے،

سریہ مذکورہ کو قریش کے ایک قافلہ سے تعرض کرنا تھا جو ملک شام کو جا رہا تھا،

زید اس قافلہ کے مقابلہ میں کامیاب ہوئے، خمس (جو اس قافلہ کے مالِ غنیمت میں سے زید نے نکالا تھا وہ) بیس ہزار تھا، یہ پہلی فوج تھی جس میں زید (رضی اللہ عنہ) امیر کی حیثیت میں روانہ ہوئے تھے۔

ام المؤمنین حفصہ کے ساتھ نکاح

اسی سال کے ماہ شعبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ بنت عمر بن الخطاب سے نکاح کیا، اس سے پہلے وہ خنیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم کے نکاح میں تھیں جو غزوہ بدر میں شریک ہو چکے تھے اور قبیلہ بنی سہم سے بجزان کے کوئی دوسرا شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر میں شریک نہ ہوا تھا۔ ماہ رمضان کے نصف دن ہو چکے تھے کہ حسن بن علی

ابن ابی طالب علیہما السلام پیدا ہوئے۔ اسی مہینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت خویلد سے نکاح کیا جو اُمّ المساکین (غریبوں کی ماں) کی کنیت سے مشہور تھیں۔

غزوہ اُحُد

بعد کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار آدمیوں کی جمعیت سے غزوہ اُحُد کو نکلے مگر عبد اللہ بن ابی بن سلول اس جمعیت میں سے ایک ثلث آدمیوں کے ساتھ آنحضرت علیہ السلام سے الگ ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے مشورہ دیا تھا کہ کھار ترش کے مقابلہ کے لئے (جو مدینہ کی جانب بڑھے چلے آ رہے تھے) باہر تشریف نہ لے جائیں بلکہ مدینہ ہی میں اپنی جگہ پر استحکام کے ساتھ جمے رہیں، اس علیحدگی کی توجیہ میں اس نے یہ کہا: ”عصائی ولحم یقبل رأیی“ (آنحضرت نے نافرمانی کی اور میری رائے قبول نہ فرمائی۔ نعوذ باللہ من اجترائہ علی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)۔ اس موقع پر محض سات سو (۷۰۰) آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ گئے،

قریش اور قبیلہ کنانہ بن خزیمہ اور ان کے حلیفوں کی جماعت تین ہزار کی تھی جن میں سات سو زہ پوش اور دو سو گھوڑے (سوار) تھے، پندرہ عورتیں بھی تھیں جو ان لوگوں کو ابھار ابھار کے لڑاتی تھیں، انھیں میں ہند بنت عتبہ کا شمار ہے، فوج کی افسری ابوسفیان صخر بن حرب بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف کے ہاتھ میں تھی، پڑ

شوال کی سات شبیں گزر چکی تھیں، شنبہ کا دن تھا، کہ مقابلہ ہوا، مسلمانوں میں ستر (۷۰) آدمی شہید ہوئے، اور قبول بعض پینسٹھ (۶۵) جن میں چار مہاجرین تھے کہ ایک ان میں حمزہ ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہ تھے اور باقی انصار تھے، پڑ

مشرکین کے بیسیس (۲۳) آدمی قتل ہوئے، پڑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بعدہ) مدینہ واپس تشریف لائے جہاں آپ نے اپنا قائم مقام ابن اُم مکتوم کو مقرر فرمایا تھا، پڑ

واپسی کے دوسرے روز، کہ واقعہ احد کی نوبت ثانیہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان و جماعت قریش کی طلب میں نکلے، تاہم کہ دجائے جاتے، اس مقام تک پہنچے جو حمراء الاسد کے نام سے مشہور ہے، یہ مقام مدینہ سے براہ عقیق دس میل کے فاصلہ پر ہے اور ذی الحلیفہ سے بائیں جانب واقع ہے لیکن (قریش کی جماعت روانہ ہو چکی تھی لہذا) مطلب فوت ہو گیا، تین دن آپ نے وہاں قیام فرمایا، پھر واپس تشریف لائے، پڑ

بعض لوگ اس کو (یعنی اس دوسری نوبت کی فہم کو بھی) ایک علیحدہ غزوہ کہتے ہیں، پڑ

سزہ فریب

(۳)

ہجرت کا چوتھا سال

سرئہ ابوسلمہ

بعدہ سرئہ ابوسلمہ بن عبد الاسد مخزومی ہے جو محترم میں قطن کو روانہ ہوا تھا، علاقہ نجد کے آخری حصوں میں فبہ کی سرزمین واقع ہے اور اُسی کے نواح میں ایک پہاڑی ہے جسے قطن کہتے ہیں :

سرئہ عبد اللہ بن اُنس

بعدہ سرئہ عبد اللہ بن اُنس جہنی، منسوب بہ جہینہ بن زید بن لکث ابن سُود بن اسلم بن الحاف بن قضاء، بجانب سفیان بن خالد ہزی، یہ سرئہ بھی محترم ہی میں روانہ ہوا جس میں کامیابی ہوئی اور عبد اللہ ابن اُنس نے سفیان بن خالد کو قتل کر ڈالا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عبد اللہ بن اُنس نے سفیان بن خالد کو قتل تو کیا مگر یہ پانچویں سال ہجرت کا واقعہ ہے :

ایک تعلیمی مہم

ماہِ صفر میں مُنذر بن عمرو انصاری قبائل انصار کے ستر (۷۰) آدمیوں کے ساتھ اس غرض سے بھیجے گئے کہ اہل نجد کو قرآن

پڑھائیں اور دین اسلام کی تعلیم دیں، یہ لوگ جب اُس مقام پر پہنچے کہ بیر معونہ کے نام سے مشہور ہے اور مدینہ سے چار مرحلہ کے فاصلہ پر سرزمین بنی سلیم و علاقہ بنی کلاب کے درمیان واقع ہے، تو عامر بن طفیل کلابی نے حملہ کر کے سب کو شہید کر ڈالا، پھر جماعت شہداء میں عامر بن فہیر بھی تھے جو ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے آزاد غلام تھے۔

دوسری تعلیمی مہم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اسی) ماہ صفر میں عاصم ابن ثابت بن ابوالفتح انصاریؓ مِثْمَ الاوسی کو (بھی) نو صحابیوں کیساتھ روانہ فرمایا،

ان کی معیت میں ایک گروہ قبیلہ قارہ کا کہ ہون بن خزیمہ ابن مدکر کہ بن الیاس بن مضر کی اولاد میں ہے، اور ایک دوسرا گروہ فرقہ عضل کا تھا کہ وہ بھی قبیلہ قارہ ہی میں داخل ہے، پھر ان دونوں گروہوں کے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں حاضر ہو کے درخواست کی تھی کہ کچھ ایسے لوگ ان کے ساتھ کر دیے جائیں جو انھیں دین اسلام کی تعلیم دیں اور اُس کے مطالب سمجھائیں، اسی درخواست کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصم بن ثابت اور ان کی جماعت کو بھیجا تھا۔ عاصم کی جماعت جب اس مقام پر پہنچی کہ رجب کے نام سے مشہور ہے تو ان کے ساتھ غدر و فریب کیا گیا،

مقام رجب، مشہور موضع ہذہ سے سات میل کے فاصلہ پر ہے اور خود ہذہ علاقہ عتقان سے سات میل کے فاصلہ پر ہے،

نحیّان بن بَزْل بن مُدْرِکَہ بن الیاس بن مضر نے اس تعلیمی جامعیت (اسلامیہ) کے سات صحابیوں کو قتل کر دیا اور دو گرفتار کر لیے جن میں ایک جُبَیْن بن عَدِی انصاری تھے جو عمر و ابن عوف بن مالک بن اوس کی اولاد میں تھے، اور دوسرے زید ابن دُشَنہ تھے، دونوں بزرگوں کو مکہ لے گئے اور وہاں دونوں کے دونوں شہید کر ڈالے گئے :

سُریہ عمرو، و سلمہ

بعدہ سُریہ عمرو بن اُمیۃ ضمری و سلمہ بن اَسْلَم بن حَرِش ہے جو مکہ میں اس غرض سے گئے تھے کہ ابوسفیان کو اچانک قتل کر ڈالیں، مگر ابوسفیان کو خبر ہو گئی اور دونوں صاحب واپس آئے : یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ واقعہ پانچویں سال ہجرت کا ہے :

غزوہ بنی نضیر

ماہ ربیع الاول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنی نضیر کے یہودیوں سے غزوہ فرمایا، کہا گیا ہے کہ :
(الف) بنی نضیر بنی قریظہ (حضرت) ہارون بن عمران (برادر موسیٰ پیغمبر علیہما السلام) کی اولاد میں تھے :
(ب) بنی نضیر (عرب کے) قبیلہ جذام کے لوگ تھے جو عمالقہ کے مذہب و بت پرستی سے بیزار ہو کر شریعت موسیٰ کے پیرو ہو گئے تھے، اور شام سے حجاز کی طرف نقل مکان کر کے چلے آئے تھے، :
بنی نضیر کا علاقہ نواح غزس و مضافات و مقبرہ بنی نطحہ میں تھا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُن لوگوں کی صلح تھی، کچھ روز کے بعد آنحضرت علیہ السلام کے ساتھ غدر کرنا چاہا مگر آپ کو خبر ہو گئی اور اُن کے نقص عمدے سے پہلے نقص کر لیا، یہ لوگ جنگ کے لیے مستعد ہو گئے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تشریف لے جا کے محاصرہ کر لیا جو پندرہ روز تک قائم رہا، آخر مقاماتِ فدک وغیرہ میں اُن کو جلا سے وطن کر کے جس قدر اونٹ لٹکائے پہل بھٹیڑ بکریاں تھیں لے لیں :

یہ لوگ غیر کے ارادہ سے باہر نکلے، چلے تو اس شان سے چلے کہ راستہ میں (دُف بجاتے اور گیت گاتے جاتے تھے، عورتیں رنگین اور مصطفیٰ کپڑے پہنے، سونے کے زیوروں سے آراستہ تھیں، اس بیاد سے وہ اپنا ثبات و استقلال ظاہر کر رہے تھے، انہیں میں جیسا کہ ہم کو عمر بن شیبہؓ نے بیان کیا ہے، عروۃ الصالیح بن الولید العبسیؓ بھی تھا جو بنی عمر بن عوف کا حلیف تھا، یہ شخص بہت اچھا شاعر تھا، اسی نے ایک طویل قصیدہ میں کہا ہے :

كَعَلِيٍّ لِلْعَنِيِّ اَلْمُحِي اَفَانِي

(اے عورت مجھے جانے دے کہ اُن دولت مندوں کی کوشش کروں کیوں کہ میں نے)

رَأَيْتُ النَّاسَ يَشْرَهُمُ الْفَقِيرُ

(دیکھا ہے کہ سب سے بُرے انسان وہی ہیں جو فقیر و محتاج ہیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس جہم کے بعد) مدینہ واپس

آگئے جہاں ابن اُتم مکتوم کو آپ نے اپنا قائم مقام مقرر فرمایا تھا :

تَحْرِيمُ خَمْرٍ (شراب)

معدودی کہتے ہیں :

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے، اسی مہینہ (ربیع الاول) میں شراب حرام ہوئی، یہ امر کہ اس کے حرام ہونے کا سبب کیا تھا؟ اس میں اختلاف ہے،

اسی سال کے ماہ شعبان میں حسین بن علی بن ابی طالب

(رضی اللہ عنہما) پیدا ہوئے،

شوال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ ہند بنت ابوامیہ مخزومی سے نکاح کیا،

اسی مہینے میں، جیسا کہ بیان کیا گیا ہے، ایک یہودی مرد (نے) ایک یہودی عورت (سے) زنا کی تھی، دونوں سنگسار کیے گئے،

غزوہ بدرِ ثالثہ

ذی القعدہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار پانسو (۱۵۰۰) کی جمعیت میں نکلے جس میں دس گھوڑے بھی آتھے (یعنی دس سوار اور باقی سب پیدل تھے)۔

باغت یہ تھا کہ ابوسفیان صحزینِ حَرَب نے اُحد سے واپس جاتے ہوئے واپس آنے کا وعدہ کیا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں آٹھ دن قیام کیا،

اس غزوہ کا نام غزوہ بدرِ ثالثہ ہے،

ابوسفیان نے قریش کی جماعت کو نے کے مکہ سے عُسفان کا

بُرخ کیا، اس جماعت کی تعداد دو ہزار تھی اور اس میں پچاس

گھوڑے تھے، مگر قیام نہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بھی مدینہ واپس آ گئے، جہاں آپ نے عبد اللہ بن رواحہ انصاری کو اپنا

قائم مقام مقرر فرمایا تھا،

اس غزوہ میں آپ سولہ (۱۶) دن مدینہ سے باہر رہے۔

سنہ اُحزاب

ہجرت کا پانچواں سال

غزوہ ذات الرقاع

محرم کی دس شبیں گزر چکی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ سو کی جمعیت میں اُس مقام کو روانہ ہوئے جو ذات الرقاع کے نام سے مشہور ہے، یہ ایک پہاڑی ہے جو مقام مخیل کے قریب اور مقامات سعد و مشقرہ کے متصل واقع ہے، اُس کے (پتھروں کے) مختلف رنگوناگوں رنگ ہیں، کچھ سُرخ ہیں، کچھ سفید، کچھ سیاہ (یہی وجہ ہے کہ اس کو ذات الرقاع کہتے ہیں، یعنی رقعے۔ پیوند والی پہاڑی)؛ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس غزوہ کا نام ذات الرقاع اس لیے پڑا کہ (فوج کے) جھنڈوں میں بہت سے رقعے (یعنی پزید) لگے ہوئے تھے؛ عرب آنحضرت علیہ السلام کے مقابلہ سے منتشر ہو کر پہاڑوں کی چوٹیوں اور گھاٹیوں کے اندر چھپ گئے؛

نماز خوف

مسعودی کہتے ہیں:

اسی غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف پڑھی کیوں کہ دشمن قریب اور ننگراں تھے، لیکن اس امر میں دُنیا ئے اسلام کے قدیم فقہاء مختلف ہیں کہ یہ نماز کیسی تھی اور اس کی کیفیت و بیانات

میا تھی؟ ۛ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس کے بعد) مدینہ واپس
 گئے جہاں آپ نے عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کو اپنا قائم مقام
 مقرر فرمایا تھا، ۛ
 پندرہ شبیں آپ باہر رہے تھے ۛ

غزوہ دومتہ الجندل

بعد اُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ دومتہ الجندل ہے،
 اور یہ پہلا غزوہ ہے جو رومیوں کے مقابلہ میں آپ نے فرمایا
 مقام دومتہ الجندل اور دمشق کے درمیان پانچ شبوں کا
 فاصلہ ہے، اور مدینہ اور دومتہ الجندل کے درمیان پندرہ
 شبوں کی مسافت ہے، ۛ

یہ بھی کہا گیا ہے کہ (حرف) تیرہ شبوں کا فاصلہ ہے،
 دومتہ الجندل کا حاکم اکید بن عبد الملک تھا جو مذہب انصاری اور
 ہرقل پادشاہ روم کا فرماں بردار تھا، ۛ
 مدینہ سے جو لوگ اُدھر کو جاتے اور تجارت کو نکلتے وہ اُن
 سب سے تعرض کیا کرتا تھا، ۛ

اکید کو آنحضرت علیہ السلام کی تشریف آوری کی خبر ملی تو وہ
 بھاگ گیا اور دومتہ الجندل میں جتنے لوگ تھے منتشر ہو گئے، ۛ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پہنچے تو کسی کو نہ پایا، چند روز
 مقیم رہے اور پھر مدینہ مراجعت فرمائی جہاں آپ نے ابن اُمّ کلثوم
 کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا تھا، ۛ
 اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیینہ
 ابن حصف بن حذیفہ بن بدر فزاری سے مصالحہ فرمایا ۛ

غزوہ بنی المصطلق

شعبان کی دوشنب گزری تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی المصطلق بن سعد بن عمرو سے غزوہ فرمایا،

انھیں لوگوں کو خزاعہ کہتے ہیں جس کی درمیانی شاخیں ہیں نکلی ہیں، مصطلق بن سعد بن عمرو بن زبیعہ بن حارثہ بن عمرو بن عامر بن خزاعہ ان کا نام اس لیے پڑا کہ مارب سے نکلتے وقت قبیلہ آزد سے دیکھی اُن کا قبیلہ تھا، الگ ہو کر مقام بطن مکر کی جا منہ خراج ہو گئے تھے۔

انہیں منہ خراج: وہ لوگ جو الگ ہو جائیں، خزاعہ کے بھی ہیں معنی ہیں، عربی میں اس پر الف و لام تعریف نہیں آتا، انہیں کسی گروہ سے کٹ کر جدا ہونا۔ اسی واقعہ سے متعلق قبیلہ مذکورہ کے شاعر نے کہا ہے:

وَلَمَّا هَبَطْنَا بَطْنَ مَرٍ تَحْزَعَتْ

داوپر کی اونچی زمین سے اتر کے مقام بطن مکر میں جب ہم لوگ پہنچے تو یہاں پر

خَزَاعَةٌ مَنَا فِي حُلُولِ كَرَاكِرٍ

{ ہم میں سے خزاعہ یعنی جماعت سے کٹ کے جدا ہو جاتے والے اُن لوگوں کو لے کے علیحدہ ہو گئے جو ہمارے ہی اندر رہنے والے تھے مگر چھوٹ گئے }

بنی المصطلق کا قیام ایک آبگیر پر تھا جو انھیں کی ملکیت میں

تھی اور جس کا نام مُرثینج تھا، یہ آبگیر مقام فُرع کی سڑک پر واقع تھی جو مدینہ سے آٹھ چو کیوں کے فاصلہ پر ہے۔ جنگ چھڑی

تو انھیں لوگوں کو ہزیمت ہوئی جن میں سے بہتیرے قتل و قید ہوئے،

لڑکے بالوں کو لونڈی غلام بنا لیا گیا اور مال و اسباب غنیمت میں داخل ہوا،

اُمّ المؤمنین جویریہؓ سے نکاح

انھیں باندیوں میں جویریہؓ بھی تھیں، بنت حارث بن ابی ضرارہ کہ بنی المصطلق کے سردار تھے، یہ ایک انصاری کے حصّہ میں آئی تھیں جنھوں نے ایک رقم مقرر کر دی تھی کہ اس کے ادا کرنے پر آزاد ہو جائیں، وہ رقم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کر دی اور جب وہ آزاد ہو گئیں تو ان سے نکاح کر لیا، ان کی برکت سے تمام صحابہ نے، جتنے لونڈی غلام باقی رہ گئے تھے، سب کو آزاد کر دیا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کے بعد) مدینہ میں مراجعت فرمائی جہاں آپ نے اپنے آزاد غلام زید بن حارثہ کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا تھا،

مدینہ سے آپ اس مرتبہ اٹھارہ (۱۸) دن باہر رہے :

واقعہ افک

اُمّ المؤمنین عائشہؓ صدیقہؓ پر ہتان

اسی غزوہ میں عائشہؓ (رضی اللہ عنہا) کا ہمار کھو گیا اور ان کی نسبت اہل افک دھمت لگانے والوں نے کہا جو کہا، یہ لوگ حسب ذیل تھے :

(۱) مطّلع بن اُتاشہ بن عبّاد بن المطلب بن عبد مناف، یہ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کی خالہ کے بیٹے تھے اور ابو بکر (رضی اللہ عنہ) ہی کے اہل و عیال کے ساتھ رہتے تھے :

(۲) حسان بن ثابت بن المُنذر بن خرام بن عمرو بن ہذیم بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار، اسی کو ”یثم اللہ“ کہتے تھے،

ابن ثعلبہ بن عمرو بن الحزرجی ؓ
(۳) عبد اللہ بن ابی بن سلول الحزرجی، ان سب میں یہی
اس تہمت کا سرغنہ تھا۔

(۴) حمۃ بنت محش بن ریاب ؓ
اسی ذیل میں لوگوں نے صفوان بن المعطل السلمی کا نام بھی
لیا ہے جو اس غزوہ میں فوج ساقہ کے افسر تھے۔
جب (ازروے وحی الہی) عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی براءت
نازل ہوئی (اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اُن کی پاکدامنی کی شہادت
دی) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن بہتان باندھنے والوں کو
آپسی آپسی تازیانہ کی سردی، مگر عبد اللہ بن ابی بن سلول کو چھوڑ دیا اور
اُس پر حد جاری نہیں کی، اسی باب میں عبد اللہ بن رواحہ کہتے ہیں
اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کعب بن مالک نے کہا ہے:

لَقَدْ ذَاقَ حَسَّانَ الَّذِي هُوَ آهَلُهُ

(حسان نے وہی مزہ چکھا جس کے وہ مستحق تھے)

وَحَمْنَةً اِذَا قَالُوا هَجَبًا اَوْ مُشْطَعًا

(اور حمۃ اور مشطع بھی اسی کے لذت یاب ہوئے کیوں کہ ان سب نے بیودہ بات کہی تھی)

تَعَاظَوْا بِرَحْمَةِ الْغَيْبِ زَوْجِ نَبَايَهُمْ

(اپنے پیغمبر کی بیوی پر بے جا بے ناحت بہتان باندھا)

وَسَخَطَتْ ذِي الْعَرْشِ الْكَرِيمِ قَابِ رَحْوًا

(خداوند عرش کریم کے غضبناخشی کو انھوں نے اپنے لیے حاصل کیا جس کے نتیجہ میں سختی بھگتی)

اسی سال آیہ تیمم نازل ہوا جس کی کیفیت میں (کہ تیمم کیوں کر
کرنا چاہئے اور اُس کی کیا صورت ہے) سلف و خلف کے درمیان
اختلاف ہے

علیہ یہ امر کہ آیہ تیمم کا نزول اور واقعہ انکسار دونوں ایک ہی غزوہ میں ہوئے یا جدا جدا

غزوہ خندق

بعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ خندق ہے کہ اسی کو غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں،

آنحضرت علیہ السلام کے مقابلہ کو قبائل (۱) قریش (۲) غطفان (۳) سلیم (۴) اسد (۵) ایچی (۶) قرظہ (۷) نضیر اور ان کے علاوہ دوسرے یہودی بھی چلے گئے، ان سب کی مجموعی تعداد چوبیس ہزار (۲۴۰۰۰) بھی جن میں قریش اور ان کے پیرو چار ہزار تھے اور ان کے ساتھ تین سو کھوڑے اور ایک ہزار چار سو اونٹ بھی تھے، البوسفیان صخر ابن حرب کو سر لشکری حاصل بھی،

مسلمانوں کی تعداد (صرف) تین ہزار کے قریب تھی، یہ واقعہ ماہ شوال کا ہے، اور بقول بعض ذی القعدہ کا، مسلمان فارسی نے اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خندق کی صلاح دی جس پر آنحضرت صلوات اللہ علیہ کا ر بند ہوئے اور گرداگرد خندق کھدوائی

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ غزودوں میں، اس میں بھی اختلاف ہے، صحیح بخاری میں حدیث ایک کے الفاظ یہ ہیں: **قَالَتْ عَالِشَةُ فَأَقْرَعُ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةِ غَزَاهَا فَخَرَجَ فِيهَا سَهْمِي** اور حدیث نزول آیت تیسیم کے الفاظ یہ ہیں: **عَنْ عَالِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ**

کتاب سیرۃ النبویہ میں سید احمد زینی و طمان رحمۃ اللہ نے لکھا ہے: **والتحقیق ان قصۃ الافک فی غزوۃ بنی المصطلق قطعاً والاخلاف ناہونی قصۃ التیمم ہل ہی فی تلك الغزوة، وبہ جزم ابن عبد البر وجماعۃ او فی غزوۃ ذات الرقاع او غیرہا وبہ جزم آخرون واللہ اعلم**

کفار نے مدینہ کا محاصرہ کر لیا اور (محصور مسلمانوں سے) لڑتے رہے، آخر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو نصرت و فیروزی عطا فرمائی، احزاب (یعنی مشرکین کی جماعتوں) کو شکست دی، اور ایسے غم و غصہ کے ساتھ پسپا کیا کہ انھیں مطلق کامیابی حاصل نہ ہوئی؛ مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابنِ اُمّ مکتوم کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا تھا؛

اس امر میں اختلاف ہے کہ مشرکین و کفار کتنے دن تک خندق کا محاصرہ کیے رہے، بعض تو محاصرہ کی مدت ایک مہینہ بتاتے ہیں، اور بعض پندرہ دن، اس کے علاوہ دوسرے ضعیف اقوال بھی ہیں؛

غزوہ بنی قریظہ

بعدہ قریظہ کے یہودیوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ فرمایا، جس کا سبب یہ تھا کہ آنحضرت علیہ السلام کے مقابلہ میں ان لوگوں نے قریش کو مدد دی تھی؛ ذی القعدہ کی سات شبیں باقی تھیں کہ خندق سے واپس ہوتے ہوئے اُدھر نہضت فرمائی، بنی قریظہ جہاں مقیم تھے وہ مقام مدینہ سے کچھ کم ایک دن کی مسافت پر واقع تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پندرہ روز تک، اور کہا گیا ہے کہ اس سے بھی زیادہ اُن لوگوں کا محاصرہ کیے رہے، آخر قبیلہ اُدس کے سردار سہدین معاذ بن ثعلان بن امرئ القیس بن زید بن عبد الاشہس کے فیصلہ پر رضامند ہو کر ہتھیار ڈال دیئے، اسٹند نے فیصلہ کیا کہ اُن میں جو لڑنے کے قابل ہیں قتل کر دیئے جائیں اور اُن کے بال بچوں کو لونڈی غلام بنا لیا جائے؛

غزوہ خندق میں سعد کو ایک تیر لگا تھا جس نے شہر گ کاٹ دی تھی، وہ اسی میں علیل و مشرف بموت تھے؛
 بنی قریظہ کے سات سو پچاس آدمی قتل کر ڈالے گئے؛
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کے بعد) مدینہ مراجعت فرمائی جہاں آپ نے ابو رہم غفاری کلثوم بن الحصین کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا تھا؛
 مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی کے بعد سعد بن معاذ انتقال کر گئے؛

حضرت زینبؓ کے نکاح

اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش بن ربیع بن اسدیہ، منسوب بہ اسد بن خزیمہ ابن مدرکہ بن الیاس بن مضر سے، جو آنحضرت علیہ السلام کی بھوپھی امیہ بنت عبد المطلب کی صاحبزادی تھیں، نکاح فرمایا؛

سریہ ابو عبیدہؓ

بعد اُس سریہ ابو عبیدہ بن الجراح الغمری سے، منسوب بہ فہر قریش، ابو عبیدہ کا نام عامر تھا، ابن عبد اللہ بن الجراح ابن ہلال بن امیہ بن ضبہ بن حارث بن فہر بن مالک بن النضر ابن کنانہ؛
 یہ سریہ ماہ ذی الحجہ میں سیف البحر کو روانہ ہوا تھا۔ [سیف البحر: سمندر کا ساحل]؛

سنہ استیناس

ہجرت کا چھٹا سال

سرّیہ محمد بن مسلمہ

محرم میں محمد بن مسلمہ انصاری کا سرّیہ بنی قریظہ کی جانب روانہ ہوا جو ابو بکر بن کلاب کی اولاد میں تھے، یہ لوگ نواحِ ضرّیہ میں اُس مقام پر فروکش تھے جسے بکرات کہتے ہیں ضرّیہ مدینہ سے سات دن کی مسافت پر واقع ہے۔

غزوہ بنی لحيان

بعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ بنی لحيان ہے، یہ لوگ قبیلہ ہذیل کے تھے اور عسفان کے قریب رہتے تھے، جس دن ربیع الاول کا چاند دیکھا گیا ہے اُسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی طلب میں نکلے، تمیحوں کے مقامِ ربيع میں صحابہ اُن کے ہاتھوں شہید ہوئے تھے اور اُن کا انتقام لینا تھا، مگر اُن لوگوں نے پہاڑ کی چوٹیوں پر پناہ لی (اور بچ گئے)۔

مختصر میں

(۱) اسی دوران میں جیسا کہ کہا گیا ہے، عمر بن الخطاب

درضی اللہ عنہ) کا سر پہ بجانب اَلْقَارِہ بھیجا گیا مگر وہ بھی پہاڑیوں میں چھپ گئے ۛ

(۲) بنی مالک بن نضر کے مقابلہ میں ہلال بن احارث العزنی بھیجے گئے، مگر بنی مالک بھاگ گئے ۛ

(۳) بنی حارث بن کنانہ کے مقابلہ میں بشر بن سوید الجہنی بھیجے گئے، بنی حارث نے ایک جنگل کی جھاڑیوں میں پناہ لی جس میں بشر نے آگ لگا دی اور سب جل مرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو اس حرکت کو ناپسند فرمایا ۛ آنحضرت کصلوات اللہ علیہ (ان مہمات مختصرہ سے فارغ ہو کر) مدینہ واپس آ گئے اور کسی (دشمن اسلام) سے مقابلہ کی نوبت نہ آئی ۛ مدینہ میں آپ نے اپنا قائم مقام ابن ام مکتوم کو مقرر فرمایا تھا، ۛ

چودہ راتیں آپ نے مدینہ سے باہر گزاریں ۛ

غزوہ ذی قرد

بعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس مقام پر غزوہ فرمایا، جو خیبر کی سڑک پر بنام ذی قرد مشہور اور مدینہ سے دور اتوں کی مسافت پر واقع ہے، ۛ

واقعہ یہ ہوا کہ عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر الضراری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ دینے والی اونٹنیوں پر چھاپہ مارا تھا، جو مقام غابہ میں تھیں، کہ مدینہ سے ایک چوکی یا اس سے زائد کی مسافت پر واقع ہے، ۛ

ماہ ربیع الاول کی چار شبیں گزر چکی تھیں، چار شنبہ کا دن تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس مہم میں) نکلے اور کچھ اونٹنیاں چھڑا لیں

جس کے بعد مدینہ واپس آ گئے جہاں آپ نے ابن اُمّ مکتوم کو اپنا
قائم مقام مقرر فرمایا تھا،
پندرہ شبیں آپ باہر رہے :

معمولی اسلامی سرگرمیاں

(۱) سرئہ سعد بن عبادہ خزرجی بجانب مقام مشہور غمیم :

(۲) سرئہ ابو عبیدہ بن جراح بجانب کوہ اجاہ و کوہ سلمیٰ

کہ قبیلہ طے کی یہ دونوں پہاڑیاں ہیں :

(۳) سرئہ عکاشہ بن محصن اسدی بمقام غرخبہ غمرزوق کہتے

ہیں اور کوہ کی سرک فید سے دو شبوں کے فاصلہ پر واقع ہے،

یہ مقام بنی اسد کے قبضہ میں تھا :

(۴) سرئہ محمد بن مسلمہ انصاری ربیع الاول،

بجانب ذی القصہ، یہ مقام (یعنی ذی القصہ) عراق کے راستہ میں

زبہ کی سرک پر واقع ہے اور اُس کے اور مدینہ کے درمیان بیس

میل کی مسافت ہے :

قبیلہ بنی ثعلبہ اور بنی تغلب کے کچھ لوگوں پر یہ مہم روانہ ہوئی

تھی، محمد بن مسلمہ کے ساتھ دس صحابی تھے (ایک مقام پر) سورہ

تھے کہ سب کے سب شہید کر ڈالے گئے، صرف محمد (بن مسلمہ)

بچ کے نکل گئے گروہ بھی زخمی ہوئے :

(۵) اسی ذی القصہ ہی میں سرئہ ابو عبیدہ بن جراح

ربیع الآخر میں روانہ ہوا :

(۶) سرئہ زید بن حارثہ بجانب قبیلہ بنی سلیم، بمقام نجوم،

یہ مقام بطن نخل کے علاقہ اور اُس کے بائیں جانب واقع ہے، اور

بطن نخل مدینہ سے چار سو کیوں کی مسافت پر ہے :

(۷) ماہِ جُمادِی الاولیٰ میں انھیں زید بن حارثہ کا سرّیہ مقام عینص کو روانہ ہوا جو ذی المزوہ کی سڑک ہے اور اُس کے دہنے جانب سمندر کے متصل ایک رات کے فاصلہ پر ہے اور خود ذی المزوہ مدینہ سے چار مرحلہ پر ہے :

(۸) جُمادِی الآخرہ میں زید بن حارثہ ہی کا سرّیہ طرف کو بنی ثعلبہ کی جانب روانہ ہوا، طرف ایک آبگیر کا نام ہے جو مقام فراض کے قریب اور مقام مختل کے پیچھے عراق کی سڑک پر مدینہ سے چھتیس (۳۶) میل کے فاصلہ پر واقع ہے :

(۹) جُمادِی الآخرہ ہی میں زید بن حارثہ کا سرّیہ قبیلہ جذام کی جانب مقام حتمی کو روانہ ہوا، یہ مقام (حتمی) وادی القرّی کے اُدھر، علاقہ فلسطین کے متصل، اور ملک شام میں داخل ہے :

(۱۰) زید بن حارثہ ہی کا سرّیہ رجب میں وادی القرّی کے کو روانہ ہوا، کیوں کہ قبیلہ فزارہ کے لوگ وہاں مجتمع تھے، اُمّ قریظہ نے یہاں لڑائی کی تیاری کی لہذا زید واپس آ گئے :

(۱۱) سرّیہ عبد الرحمن بن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب، بیاغوشبان بجانب دُومثہ المختل :

(۱۲) سرّیہ علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) بجانب قبیلہ بنی سعد، بمقام فدک، مدینہ اور فدک کے درمیان پانچ شبوں کی مسافت ہے :

(۱۳) سرّیہ زید بن حارثہ بیاغ رمضان، بجانب اُمّ قریظہ، اُمّ قریظہ کا نام فاطمہ تھا، بنت ربیعہ بن زید الفزارہ، یہ عورت وادی القرّی کے نواح میں مدینہ سے سات شبوں کی مسافت پر رہتی تھی، زید نے (سحرم میں) قبیلہ بنی فزارہ کو شکست دی اور اُمّ قریظہ کو قتل کر ڈالا :

(۱۴) اسی ماہ میں سرّیہ عبد اللہ بن عتیک، ابورافع سلام

ابن ابی الحقیق نضری کی جانب خیبر میں روانہ ہوا جس کو عبد اللہ بن عتیک نے قتل کر ڈالا۔

(۱۵) سرئیہ عبد اللہ بن رواحہ انصاری جو کعب بن الحارث ابن خزرج کی اولاد میں تھے، بجانہب اسیر بن رزام یہودی ہستام خیبر، عبد اللہ بن رواحہ نے اس (مہم میں) اس یہودی کو قتل کر ڈالا۔

مرتدوں کی تادیب

سؤال میں سرئیہ کثر بن جابر فہری بجانہب اہل غینہ روانہ ہوا، جو مسلمان ہو کے پھر مرتد ہو گئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہوں کو مار ڈالا تھا، اور اونٹوں کو ہنکا لے گئے تھے۔ یہ مہم اس مقام کو روانہ ہوئی تھی جو بنام ذبی الجحر مشہور، نواح قباء میں ایک چشمہ کے قریب، مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ اہل غرینہ پکڑے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لائے گئے، ان کی آنکھوں میں سلائی پھیری گئی اور ہاتھ پانوں کاٹ ڈالے گئے، لیکن فقہائے اسلام میں اختلاف ہے کہ اس روایت کے مفہوم اور آئیہ محاربہ اور احکام محاربین کے درمیان وجہ توفیق کیا ہے؟

ہم سے ابو مسلم ابراہیم بن عبد اللہ الکشی نے دیباۃ مذکور فی الکتاب (انس بن مالک انصاری سے روایت کی کہ "قبیلہ عکل یا قبیلہ غرینہ کے کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں حاضر ہوئے تھے، مدینہ میں آ کے علیل ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ انھیں دودھ دینے والی اونٹیاں دی جائیں جن کا دودھ اور پیشاب یہ استعمال میں لائیں،

اس فرمان کے مطابق عمل ہونے کے بعد یہ لوگ چلے گئے،
تندرست ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہوں کو
قتل کر ڈالا اور نکلے کو ہنکا لے گئے، ۛ

وَنَفَخَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوَاطِلَ عَمَلِي، تَلَّاشَ فِي
(کچھ لوگ) روانہ کیے، ہمنوز (اچھی طرح) دِن نہیں چڑھا تھا کہ گرفتار
کر کے لائے گئے، انجام یہ ہوا کہ اُن کے ہاتھ پانوں کاٹ ڈالے
گئے، آنکھوں میں سلائی پھیری گئی (جس کے بعد) محرم پتھروں پر
ڈالے گئے (پاس سے بیتاب ہو کے) پانی مانگتے تھے مگر نہیں
لے سکتے تھے، حتیٰ کہ اسی حالت میں سب کے سب مر گئے، ۛ

روایت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں
کی آنکھوں میں سلائیاں اس لیے پھروائی تھیں کہ خود اُن لوگوں نے
چرواہوں کی آنکھوں میں بھی سلائی پھروادی تھی، لہذا اُن سے بھی
وہی قصاص لیا گیا، ۛ

یزید بن زُرَّیج نے بحوالہ سلیمان التیمی اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ سے
اسی طرح روایت کی ہے، ۛ
مسعودی کہتے ہیں:

اَهْلُ عُرَيْنَةَ (جن کو عربی میں) اَبْصِغَةُ جَمْعُ عُرَيْنُونَ، یا عُرَيْنِينَ،
کہتے ہیں [عُرَيْنَةُ بْنُ نَذِيرٍ بْنِ قُسَيْرٍ عُنُقَرِ بْنِ بَجِيلَةَ کی اولاد ہیں، ۛ
بجیلہ ایک عورت بھی جس کے لڑکے اُسی کے نام سے
منسوب و موسوم ہیں، ۛ

اَهْلُ عُرَيْنَةَ باپ کی طرف سے اُمَّارُ بْنُ اَرَّاشِ بْنِ عُمَرُ بْنُ النَّوْثِ
کی اولاد ہیں، یہ غوث، اَزْدُ بْنُ النَّوْثِ کا بھائی تھا، ۛ
جو لوگ ربیعہ اور مُضَرَ غُزَنَدَانِ نَزَارِ کے قبیلوں کے ماہرانِ انساب ہیں
اُن کے نزدیک بَجِيلَةَ، اُمَّارُ بْنُ نَزَارِ بْنِ مَعْدِی کی اولاد میں ہے، ۛ
قبیلہ کَلْبِ میں ایک اور خاندان عُرَيْنَةُ ہے یعنی عُرَيْنَةُ بْنُ لُؤْلُؤِ

ابن کلب بن وجرہؓ،
خاندان عکَل کے لوگ (جن کا تذکرہ روایت سابقہ میں آیا ہے)
عکَل بن عبدمناتہ بن اؤ بن طابخہ بن الیاس بن مضر کی اولاد میں ہیں ؓ

غزوہ حُدییبہ

ذی القعدہ میں غزوہ حُدییبہ پیش آیا، ایک ہزار چھ سو (۱۶۰۰) صحابیوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غمرہ کے لیے تشریف لے چلے قرآن کیلئے ہمسرا (۱) جانور آپ کے ساتھ تھے، مشرکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا، لہذا حُدییبہ میں آنحضرت سلام اللہ علیہ نے قیام فرمایا، مقام (حُدییبہ) مکہ سے نو (۹) میل کے فاصلہ پر ہمت حرم کے متصل واقع ہے ؓ

بیعتِ رضوان

اسی مقام حُدییبہ میں موت کی شرط پر (یعنی اسلام کی نصرت میں جانیں فدا کر دیں گئے) درخت کے نیچے بیعتِ رضوان ہوئی ؓ اس کا واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کو یہ پیغام دے کے اہل مکہ کے پاس بھیجا کہ آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام جنگ کرنے تشریف نہیں لائے ہیں بلکہ محض غمرہ ادا کرنے کی غرض سے رونق افروز ہوئے ہیں، اہل مکہ نے عثمان (رضی اللہ عنہ) کو قید کر لیا اور خبر مشہور ہوئی کہ وہ مار ڈالے گئے، یہ ہی واقعہ اس کا باعث ہوا تھا اور اسی موقع پر یہ بیعت منعقد ہوئی تھی ؓ

اہل مکہ سے مصالحہ

سَبَّیْل بن عمرو بن عبد شمس نے کہ عامر بن لوئی بن غالب کی
 رہیں تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں حاضر ہو
 آپ کے لیے مصالحت کی درخواست کی کہ اس سال آپ واپس
 یہ لے جائیں اور اگلے سال معاودت فرمائیں تو اُس وقت
 دن کے لیے مکہ کو آپ کے واسطے خالی کر دیں گے (آنحضرت
 ﷺ سلامۃ علیہ نے یہ درخواست منظور کر لی) حدیث نبویہ میں
 فی و ستراشی کے مناسک بجالائے اور اُسی کو عمرہ قرار دے کے
 میں مراجعت فرمائی جہاں آپ نے ابن اُمّ مکتوم کو اپنا قائم مقام
 فرمایا تھا:

واقعہ غدیر خم

حدیث نبویہ سے واپس آتے وقت مقام غدیر خم میں رسول اللہ
 ﷺ نے امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے
 پاکہ «من كنت مولاه فعلي مولاه» (میں جس کا مولی ہوں علی
 اُس کے مولی ہیں) :

یہ واقعہ آنکارہ میں ذی الحجہ کا ہے :
 غدیر خم۔ اُس آبگیر کے قریب ہے جو خزار کے نام سے مشہور
 نواح بحفہ میں واقع ہے :

اولاد و شیعہ علی رضی اللہ عنہ اس دن کی تعلیم کیا کرتے ہیں :
 اسی سال لوگ مبتلائے قحط ہوئے لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 حضان میں نماز استسقاء پڑھی :

پیشگوئی غلبہ روم

اسی سال شہر بزاز نے جو (خسرو) پرویز بن ہرمز (بادشاہ ایران)

کا افسر تھا، رومیوں سے شکست کھائی اور ایرانیوں پر رومی غالب آئے، انہیں لوگوں کے متعلق (مذتوں پیشتر جب ایرانی غالب اور رومی مغلوب تھے) یہ آیت نازل ہوئی تھی:

الَّذِينَ ظَلَمُوا فِي الْأَرْضِ، وَهُمْ مِنْ بَعْدِ
عَلَيْهِمْ سَيَظْلِمُونَ، (دُک کے اد نے علاقہ میں رومی مغلوب
تو ہو گئے مگر اس مغلوبیت کے بعد عنقریب وہی غالب آئیں گے):

سَمْعُ الْعَالَمِ

ہجرت کا ساتواں سال

غزوہ خیبر

محرم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کا غزوہ فرمایا جو مدینہ سے آٹھ چوکیوں کی مسافت پر واقع ہے، پڑ
اس غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک ہزار
چار سو (۱۴۰) آدمی اور دو سو گھوڑے (سوار) تھے، پڑ

بعض قلعہ والوں نے مقابلہ کیا جنہیں آنحضرت علیہ السلام
نے بڑو فتح کر لیا، اور بعض صلح کی جانب مائل ہو گئے جنہیں
جلائے وطن کر دیا پڑ

ان لوگوں نے آنحضرت سے درخواست کی کہ زمین کو اس
شرط پر انہیں کے ہاتھ میں دے دیں کہ وہ خود اس میں کام کریں اور
نصف پیداوار ان کو ملے، آنحضرت نے یہ درخواست منظور کر لی،

عبداللہ بن رواحہ انصاری کو تقسیم سید اوار کے لیے آپ
بھیجا کرتے تھے، عبداللہ غزوہ موتہ میں جب شہید ہوئے
بن صخر کو اُن کی جگہ روانہ فرمایا:

[اصل میں ہے، فکان یدبث عبد اللہ..... فیخص
لفظ «فیخص»، اصل میں «خاصیت» سے اخذ ہے جس کے
لکوں کا اندازہ لگا کر باہم تقسیم کرنے کے ہیں]

عرب میں کفار و مشرکین نہیں رہ سکتے

عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کے زمانہ تک یہ انتظام قائم رہا
حضرت عمرؓ نے (اپنے عہد خلافت میں) اُن لوگوں کو حجاز سے
باہر کیا، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت
فیوں نے آنحضرت کو یہ کہتے سنا تھا کہ:—
لا یجتمع دینان فی جزیرۃ العرب (جزیرہ عرب میں دو دین

میں رہ سکتے)

فقہاء، بلاد اسلام میں اس روایت کے متعلق اختلاف
کہ ملک بدر ہونے والے کس قدر مواشی اپنے ساتھ
جا سکتے ہیں؟

[اصل میں ہے، فی ہذا النخب من التنازع.....
ساقاۃ. یہ لفظ «ساق الماشیۃ سوفا سے نکلا ہے جس کے
منیٰ ہیں جو ترجمہ میں لکھے گئے۔ اُن دنوں اہل عرب اپنی سب سے
دولت مواشی و درواب ہی کو سمجھتے تھے، لیکن تمدن کی ترقی
ہر قسم کے مال و دولت کی تعمیر لفظ «المساقاۃ»، میں پیدا کر دی
جلائے وطن ہونے والوں کو ساتھ لے جانے یا نہ لے جانے
میں]

حضرت صفیہ سے نکاح

قلعہ قنوص کے لوٹدی غلاموں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ (رضی اللہ عنہا) بنت جحش بن اخطب کو جو قبیلہ نضیر کی تھیں انتخاب کر لیا (اس سے پہلے وہ) کینانہ بن ابی النخعیث کے نکاح میں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو آزاد فرمایا (اور نکاح کر لیا) اور اُن کی آزادی ہی کو اُن کا زہر مقرر دیا، عبد العزیز بن صہیب ثمالیہ بنانی، اور شعیب بن حجاب نے انس بن مالک سے ایسی ہی روایت کی ہے،

لیکن اس روایت کے مفہوم میں (علما کا) اختلاف ہے کہ یہ امر آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لیے مخصوص تھا کہ نکاح کی صورت میں لوٹدی کی آزادی ہی کو اُس کا زہر مقرر دیں اور علیحدہ قمریہ باندھیں) یا اُمت بھی اس باب میں آنحضرت علیہ السلام کی اقتدا کر سکتی ہے؟

قدوم جعفر طیار

اسی غزوہ میں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مع اپنے ساتھیوں کے مکہ حبشہ سے واپس آئے اور جناب نبوی میں حاضر ہوئے،

اُن کی معیت میں اُم حبیبہ زلمہ بنت ابی سفیان صخر بن حرب بھی تھیں جن کا ستجاشی پادشاہ حبشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کر دیا تھا اور آنحضرت علیہ السلام کی جانب سے زہر مر خود ادا کیا تھا۔

پہلے وہ عبد اللہ بن جحش بن رباب کے نکاح میں تھیں جو عثم بن دؤد ان بن اسد بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر کی

بن تھا،^۱ عبد اللہ نے (مسلمان ہونے کے بعد) ملاک حبشہ میں ہجرت
 ثم جلیبہ بھی ہمراہ تھیں، (وہاں جا کے) وہ نصرانی ہو گیا تو اُمّ حبشہ
 سے جدا ہو گئیں،^۲ جعفر کے آنے کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فرمایا،:

مَا أَدْرِي بَاتِيَهُمَا أَنَا ابْشَرُ بَفَتْحِ خَيْلِي، أَمْ يَقْدِرُ وَهْ جَعْفَرُ؟
 (دو خوشیاں ہیں، اور میں نہیں جانتا کہ ان دونوں میں سے کس
 زیادہ مجھے مسرت ہے، خیر کی فتح سے، یا جعفر کی آمد سے؟)^۳

آنحضرت کو زہر دیا گیا

اسی غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دستِ گوسفند
 ہر دیا گیا، یہ گوشت آنحضرت علیہ السلام کے حضور میں زینب
 و حارث یہودیہ نے ہدیہ بھیجا تھا جو سلام بن مشکم یہودی کی بیوی
 پہلے اس نے (لوگوں سے) دریافت کیا تھا کہ رسول اللہ
 اللہ علیہ وسلم کو گوسفند میں کونسا عضو زیادہ پسند ہے، معلوم
 ہوا کہ دُست مرغوب تر ہے،^۴ زینب نے تمام اعضاء گوسفند کو مسموم کر کے دُست میں
 (بی) اچھی طرح زہر بھردیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب
 لے کے حاضر ہوئی، سامنے رکھ دیا تو آنحضرت علیہ السلام نے
 فرمایا، ایک ہی لقمہ لیا تھا کہ ناگوار گزرا اور آپ نے
 لو نہ کھایا،^۵

آنحضرت صلوات اللہ علیہ کے ساتھ یثرب بنو براء بن معرور
 بنی نے بھی، کہ قبیلہ خزرج کے خاندان بنی سلیمہ میں تھے، اس

گوشت کو تناول کیا، بشرطِ توکھا گئے لیکن آنحضرت نے تھوک دیا اور فرمایا:
 یہ تہی مجھے خبر دیتی ہے کہ اس میں زہر ملا ہے،
 زینب کو بلوایا (اور اُس سے دریافت کیا) تو اُس نے
 اعتراف کر لیا،

پوچھا: کس چیز نے تجھے اس پر آمادہ کیا؟
 اُس نے کہا: تو نے میری قوم کے ساتھ جو سلوک کیا ہے
 وہ تجھ پر مخفی نہیں، میں نے کہا کہ اگر یہ پیغمبر ہے تو فوراً اس کو معلوم
 ہو جائے گا کہ اس گوشت میں زہر ملا ہے اور اگر بادشاہ ہے تو
 مجھے بھی اور میری قوم کو بھی اس سے نجات مل جائے گی،
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو چھوڑ دیا اور کچھ
 مواخذہ نہ کیا،

لیکن بشرطِ نے جو کھایا تھا اُسی کے زہر سے جب مر گئے تو
 اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (زینب سے قصاص
 لیا اور) اُس کو قتل کر ڈالا

لِغَمَتِ شہادت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت میں جب بشر
 بن براء کی والدہ عیادت کو آئیں تو آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا:
 اے بشر کی ماں! تیرے بیٹے کے ساتھ خیمہ میں جو کھانا
 میں نے کھایا تھا، اس وقت میں ایسا پاتا ہوں کہ میری رگِ قلب
 اُس سے کٹ گئی،

مسلمانوں کی رائے تھی کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کی بزرگی تو عطا فرمائی ہی تھی، مگر اُسی
 کے ساتھ آپ شریک بھی ہوئے، سلمہ بن فضل نے محمد بن سحاق سے

ہوں نے مروان بن عثمان بن ابی سعید بن المعلیٰ سے ایسی ہی
بت کی ہے کہ مسعودی کہتے ہیں:

ابو عبید قاسم بن سلام نے کتاب ”غریب الحدیث“ میں
ایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
ما زالت اکلہ تخیر تعادنی فی کل عام فہلک اوان
ت ابھری ذخیر کا کھانا بار بار ایک خاص وقت میں ہر سال
رحمت دیتا رہا ہے کہ اب یہ وقت ہے کہ میری گردن کی
ٹٹ گئی! :

تشریح الفاظ

حدیث مذکور کی تشریح میں ابو عبید کہتے ہیں:
لفظ ”تعاذنی“ (بار بار ایک وقت خاص میں مجھے رحمت
ہے) ”عَداد“ سے ہے جو اُس شے کو کہتے ہیں کہ ایک وقت معلوم
پر اُس کی نوبت آئے، مثلاً چھٹی یا نہی“ (چوتھے دن کا بخار)
۔ زہر جو ایک خاص وقت میں قتل کا موجب ہوتا ہے، اس لیے
زہر دیا جائے کچھ کچھ دنوں کے بعد زہرہ لے آئے اس پر
دورہ ہوتا ہے یعنی وہ وقت آجاتا ہے جس میں مسموم
ان چلی جاتی ہے، اس لفظ کی اصلیت (مادہ) عدو سے نکلی ہے
لفظ ”ابھر“ (رگ گردن) جسم کی اُس اندرونی رگ کو کہتے ہیں جس
متصل قلب ہے، جب یہ رگ کڑک گئی تو پھر زندگی ممکن نہیں :

فَدَک

خیبر والوں پر جو گزری تھی جب فَدَک والوں نے اُس کی خبر سنی

اور یہ بھی معلوم ہو کہ اُن میں سے کن کن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصالحت کر لی تھی جنہیں آنحضرت علیہ السلام نے (مصاحبین کے حسب خواہش) مع مواشی کے نکل جانے دیا تھا، تو اہل فِذَک نے جناب نبوی میں سفارت بھیج کے درخواست کی کہ انہیں جان کی امان دی جائے اور وہ مال و دولت کو آنحضرت کے لیے چھوڑ دیتے ہیں،

آنحضرت نے ایسا ہی کیا چنانچہ فِذَک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص تھا، کیوں کہ مسلمانوں نے اُس کو پے سپر نہیں کیا تھا، نہ گھوڑے سے نہ اونٹ سے (یعنی فِذَک پر مسلمان حملہ آور نہیں ہوئے تھے)۔
غیر سے چل کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی القریٰ کو روانہ ہوئے، چند روز تک اہل وادی القریٰ کا محاصرہ کیے رہے، تا اُن کہ بزدل فرج کر لیا۔

تسخیر تیماء

اہل تیماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن تھے اُن کے سردار سمؤء بن عادیاہ بن حنیا بن رفاعہ بن حارث بن ثعلبہ بن کعب ابن عمرو بن مزیقیاء بن عامر کی اولاد میں تھے،
سمؤء بن وفاداران عرب میں ایک (مشہور) شخص تھا، وہ قلعہ اُسی کا تھا جو ”الْبَلْقُ فَرْدُ“ کے نام سے معروف ہے، اُسی نے کہ قیس بن ثعلبہ کی اولاد میں تھا شترج بن سمؤء کی مدد کرتے ہوئے اُس قلعہ کا بھی تذکرہ کیا ہے، وہ کہتا ہے:

بِالْبَلْقِ الْفَرْدِ مِنْ تِيْمَاءَ مَازِلُهُ

(تیماء کے قلعہ اَلْبَلْقِ فَرْدِ میں اُس کی سرودگاہ ہے)

حِصْنٌ حَصِيْنٌ وَجَاثٌ عَيْرٌ خَلَارُ

(قلعہ ہے تو مستحکم و استوار ہے اور ہسایے ہیں تو بے دغا و غدا نہیں ہیں)
اہل یمیناً کو جب وادی القریٰ والوں کا انجام معلوم ہوا تو انھوں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصالحت کر لی کہ جزیہ دیا کریں گئے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان مہمات کے بعد مدینہ واپس
آگئے جہاں آپ نے ربیع بن عرقلہ انصاری کو اپنا قائم مقام مقرر کیا تھا:

نقشِ خاتم

محرم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی جس پر
الفاظ ”محمد رسول اللہ“ نقش کرائے، ماہِ ربیع الاول میں آنحضرت علیہ السلام
نے پادشاہوں کو خطوط لکھوائے جنھیں (خاص) قاصد لے گئے،
ان خطوط میں اُن پادشاہوں کو اسلام کی دعوت دی تھی اور
جتنے خط ان سب کے نام لکھوائے تھے سب کی ابتدا بسم اللہ الرحمن الرحیم
سے کی تھی:

بسم اللہ کی ابتدا

قریش اپنی تحریروں کا اختتام ”باسمک اللہم“ دیا اللہ تیرے
نام سے شروع ہے) سے کیا کرتے تھے یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بھی شروع میں لکھا کرتے تھے، چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی:
ادعوا فیہا بسم اللہ تجزأھا (کشتی میں سوار ہو، اللہ کے
نام پر اُس کی رفتار ہے) اب آنحضرت ”بسم اللہ“ کہنے لگے،
جب یہ آیت نازل ہوئی، ”قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن
ایا ماتدعو فلہ الاسماء الحسنی“ (کہہ دے کہ تم لوگ اللہ کو پکارو،
یا الرحمن کو پکارو، جو چاہو پکارو اسماء الحسنی کے لیے ہیں) اب آنحضرت
”بسم اللہ الرحمن“ لکھنے لگے:

جب یہ آیت آپ پر نازل ہوئی کہ **انہ من سلیمان** **انہ** **بسم اللہ الرحمن الرحیم** دیکھ سلیمان کی جانب سے ہے اور سلیمان **انہ** **رحمن** **رحیم** کے نام سے شروع کرتا ہے (تو اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **بسم اللہ الرحمن الرحیم** لکھنے لگے) کتاب کے ”الاخبار المسعودیات“ میں جو ہمیں سے منسوب ہے، امیہ بن ابی الصلت نقضی کے حالات میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ قریش ”باسم اللہ“ کیوں لکھتے تھے اور اس کا کیا سبب تھا؟

شاہ ایران کو دعوتِ اسلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن حذافہ سہمی کو خسرو پرویز بن ہرمز بادشاہ فارس کے پاس بھیجا جو آن دنوں عراق کے شہر مدائن میں تھا، خسرو پرویز نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پھاڑ ڈالا اور بازام کو، جو ملک یمن میں اس کی جانب سے فرماں روا تھا، لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے پاس بھیج دے، بازام نے آنحضرت کی جناب میں دو اسوار بھیجے جو ساز و آواز و طاقت کے ساتھ روانہ ہوئے،

ملہ یہ لفظ باذان بھی پڑ جاتا ہے: **ملہ** {اسوار: بضم و بکسر آج کل تو اسوار یا سوار محض راكب کو کہتے ہیں، لیکن ایرانیوں میں جن کی زبان کا یہ لفظ ہے، اسوار یا سوار اس شخص کو کہتے تھے جو:

(۱) کسی قدر فوج کا سالار ہوتا:

(۲) بہت ہی اچھا تیر انداز ہوتا:

جو گرفتار کرنے آئے تھے وہ خود سلمان ہو گئے

باذام نے دو اسوار جو بھیجے تھے اُن میں ایک فسیر وز ابن دلمی تھا دوسرا خیر خسره، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ (خر خسره نہیں) بابو یہ تھا، اُس نے اُن سے کہہ دیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باذام کے پاس لے کے آئیں ۛ مدینہ پہنچ کے یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ (۳) گھوڑے پر خوب سوار ہو سکتا ہے

اس موقع پر بھی اسوار سے انہیں اوصاف کا سوار مراد ہے ۛ عربی میں اسوار کی جمع آساوَرہ آتی ہے، مگر یاد رہے اساوَرہ قدیم ایرانیوں کی ایک خاص جماعت کا نام بھی تھا جو بعد اسلام بصرہ میں آ کے آباد ہوئے تھے، اسی طرح سرخ پوش ایرانیوں کی ایک جماعت کوفہ میں آ کے آباد ہوئی تھی جنہیں آحامرہ کہتے تھے، یہ دونوں جماعتیں اپنے قدیم قومی مذہب پر قائم تھیں، جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ: (۱) فاتحان اسلام نے ایرانی مجوسیوں کو تبدیل مذہب پر کبھی مجبور نہیں کیا ۛ

(۲) فاتحان اسلام نے ایرانی مجوسیوں کو چلاے وطن ہونے پر کبھی مجبور نہیں کیا ۛ

(۳) فاتحان اسلام کی جانب سے اجازت تھی کہ خاص ترین اسلامی مرکزوں میں بھی ایرانی مجوسی اگر چاہیں تو بود و باش رکھ سکتے ہیں ۛ بہر حال یہاں جن اسواروں کا تذکرہ ہے اُن کو اساوَرہ بصرہ سے تعلق نہ تھا ۛ

عربی میں اس لفظ کا تلفظ دو طرح پر ہے (۱) اسوار (۲) اسوار ۛ

کی جناب میں حاضر ہوئے تو ارشاد ہوا کہ شیروہ بنی پرویز نے اپنے باپ
(خسرو پرویز) کو کہ اُن کا پادشاہ تھا، آج شب میں قتل کر ڈالا ہے، یہ
یہ سن کے دونوں بازام کے پاس لوٹ گئے اور اُسے
بھی خبر دی، آخر جب وہی بات نکلی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمائی تھی، تو وہ دونوں مسلمان ہو گئے، بازام بھی اسلام
لایا، اور آبناء بھی جو صنعا میں تھے (خدا اور رسول پر ایمان لائے) :

آبْنَا

آبْنَا وہ تھے جو خُزاد بن نرسی بن جاہاسپ، برادر قباز بن فریروز
پادشاہ کے ساتھ ملکِ یمن کو روانہ ہوئے تھے :

ایرانی مُسِیمِین

نوشیروان (پادشاہ ایران) نے اسی خُزاد کے منصب
کا نام دہر ز رکھا تھا، یہ درجہ اُسے اُس وقت ملا ہے جب سیف

لہ (آبناء کے لفظی معنی تو بیٹوں کے ہیں، لیکن دراصل یہ قدیم ایرانیوں کی وہ جماعت
تھی جو ایران سے نکل کے یمن میں رہ چکی تھی، اس کا پورا نام ”آبْنَا افرس“
تھا، یعنی فارسی زبان اور یہ لقب عربوں نے دیا تھا جسے دوسرے لفظوں
میں ”مُؤَلَّد“ کہتے ہیں،

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو ایرانی عرب میں آئے تھے
خود انھیں آبناء نہیں کہتے تھے، بلکہ آبناء اُن کی نسل کا نام تھا، عربی میں
اس جماعت سے آبناء سے جب کسی کو منسوب کرتے ہیں تو اُسے آبنادی یا
بنوئی لکھتے ہیں) :

یزن حمیری (پادشاومین) کے ساتھ خُزرزاد کو بھیجا ہے کہ وہ
 کے مقابلہ میں، جو میں پر چھا گئے تھے، سیف بن ذی یزن
 سے،

ایرانیوں نے مسروق بن اَبْرَہْمَہ الاشْرم کو شکست دی جو
 لے جشی فرماں رواؤں میں آخری حکمران تھا،
 اس فتح کے بعد خود ایرانیوں نے وہیں قیام کیا اور
 میں رہ پڑے۔

یَمَن کے جشی فرماں روا

اہل حبشہ میں سے چار فرماں رواؤں نے یمن پر حکومت کی
 (۱) اَریَاط، اور بقول بعض اَبْرَہْمَہ اشْرم،
 (۲) اَبْرَہْمَہ، یہ وہی اَبْرَہْمَہ ہے کہ باقی نے کے کعبہ
 ب چلا تھا جس کا تذکرہ قرآن میں ہے،
 (۳) یسوم بن اَبْرَہْمَہ،
 (۴) مَسْرُوق بن اَبْرَہْمَہ،
 ان لوگوں نے کچھ اوپر (۷۰۰) برس حکومت کی،
 ساحل حبشہ سے ساحل یمن کی جانب آنے کے لیے
 نے اُس مشہور مقام سے سمندر کو عبور کیا تھا جسے مَنَدَب
 یا، یہ دو پہاڑیاں ہیں۔

اس سمندر میں جتنے مقامات عبور میں اُن میں یہ سب سے
 قدام ہے، اس کا عرض فقط ایک میل کے قریب ہے،
 یَمَن میں اسی مَنَدَب کے متصل ساحل بخاوا فتح ہے جو
 زبید کے ساحل خلافت کے نزدیک ہے، آجکل (بہشتی)
 ابن زیاد کے علاقہ میں شامل ہے۔

ایک تاریخی شبہہ کا ارتفاع

بعض لوگ (بجائے خُزاد کے جو ایران کا سرشکر اور مُلکِ مین کا فاتح تھا) و ہرز دُلمی کہتے ہیں (لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں نام ایک ہی شخص کے ہیں، خُزاد اُس کا نام تھا اور و ہرز خطاب)۔
علاقہ دُلم و کوہستان کی مرزبانی (صوبہ اداری) اُس کو (ایرانی سلطنت کی جانب سے) ملی تھی اس لیے دُلمی (یعنی قوم دُلم کی نسل میں) نہ تھا۔

دعوۃ نامہ اسلام پادشاہوں کے نام

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُحیہ بن ظیفہ کلبی کو ہرقل پادشاہِ روم کے پاس بھیجا، دُحیہ کا پورا سلسلہ نسب یہ ہے:
دُحیہ بن خلیفہ بن قزوہ بن فضالہ بن زید بن امرئ القیس ابن خُزج، خُزج کے معنی بُری کے ہیں (یہ لقب تھا) اور نام زید مناتہ تھا، بن عامر بن بکر بن عامر الکبر بن عوف بن عذرہ بن یثلاث ابن رقیذہ بن ثور بن کلب۔

(۲) عمرو بن اُمیہ ضمری کو نجاشی پادشاہ حبشہ کے پاس بھیجا، جس کا نام اصمغہ بن افخزہ تھا۔

(۳) قبیلہ عبد القیس کے منذر بن سادعی کے پاس، جو علاقہ بحرین کا حاکم تھا، عماد بن احضرعی کو بھیجا۔

(۴) سلیمان بن عمرو العامری کو ہوزہ بن علی حنفی فراں روم کے پاس بھیجا۔

(۵) شجاع بن وہب الاسدی کو حارث بن ابی شمر غسانی کے پاس بھیجا جو ہرقل پادشاہِ روم کی جانب سے دمشق و مضافات کا فراں روم تھا، حارث مضافات جولان و مرج الصفر میں رہتا تھا۔

(۶) حاطب بن ابی بلتعہ لُحی کو مُقَوْس کے پاس بھیجا جو

اسکندریہ و مصر میں قبطیوں کا حاکم تھا،

حاطب کو (بجائے لُحی کے) عبسی بھی کہا گیا ہے، قبیلہ بنی

ابن عبد العزی کے حلیف تھے،

مُقَوْس کا نام فَرْقَب نونی تھا بحرف نون (مُقَوْس لقب تھا)

نون اصل میں قبطیوں کا ایک قبیلہ ہے، سعودی کہتے ہیں:

ان سفیروں کے حالات اور جو لوگ اُن کے ساتھ بھیجے گئے

تھے اُن کے واقعات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء

وسلاطین کے پاس جو سفیر بھیجے، تمام پادشاہوں اور قوموں کے پاس

جو وافر گئے، اُن سب کی کیفیت، آج تک کہ مطیع عباسی کا عہد خلافت

اور سنہ ۳۴۵ھ ہے، ہم اپنی کتاب "فنون المعارف و ما جری

فی الذہور السوالف" میں بیان کر چکے ہیں:

یہ بھی کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت

کے چھٹے سال فتح خیبر سے پیشتر، ان پادشاہوں کے پاس سفیر

بھیجے۔

سرایا

(۱) ان واقعات سے فراغت ہوئی تو شعبان میں عمر بن الخطاب

(رضی اللہ عنہ) کا سریتہ اُس مقام کو روانہ ہوا جو تریہ کے نام سے مشہور

ہے، تریہ نواح عبلاء میں مکہ سے چار شبوں کی، اور بعض کا قول ہے

کہ پانچ شبوں کی، مسافت پر واقع ہے، یہ ملک یمن کے شہر صنعاء

و سحران کا راستہ ہے:

(۲) اسی مہینہ میں ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کا سریتہ روانہ ہوا

بجانب کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ بن مُعادیہ بن بکر بن ہوازن

ابن منصور بن عکرمہ بن خضعمہ بن قیس بن عیلان بن مضر بن نزار،

یہ سرتیہ نواحِ سرتیہ کو روانہ ہوا تھا :
 (۳۳) اسی مہینہ میں سرتیہ بشیر بن سعد انصاری خنزرجی مقامِ فد
 کی جانب بنی مرہ کے مقابلہ میں روانہ ہوا :
 بنی مرہ بن عوف بن سعد بن ذبیان بن بغض بن ریش بن غطفان
 ابن سعد بن قیس بن عیلان بن مضر :
 بشیر بن سعد کے جتنے ساتھی تھے سب مجروح یا مقتول ہوئے
 اور وہ خود مقتولین میں سے زخمی اٹھا کے (مدینہ شریفہ) لائے گئے :

ایک کلمہ کو قتل

(۳۴) ماہِ رمضان میں سرتیہ غالب بن عبد اللہ البشی مقامِ مہیفہ
 کو روانہ ہوا جو نواحِ نقرہ میں کہ نجد کے متصل ہے، بطنِ نخل کے اوسر
 مدینہ سے آٹھ چوکیوں کے فاصلہ پر واقع ہے :
 اسی سرتیہ میں اُسامہ بن زید بن حارثہ نے اس شخص کو قتل
 کیا جس نے ”لا الہ الا اللہ“ کہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 مراجعتِ سرتیہ کے بعد یہ واقعہ سُن کے (اُسامہ کو اُس کلمہ گو کے
 قتل پر ملامت کی) :

اُسامہ نے عرض کی : اِنَّمَا قَالَهَا احْتِجَارًا (اُس نے تو کلمہ توحید
 محض قتل سے بچنے کے لیے کہا تھا) :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : هَلَّا شَفَقْتَ عَنْ
 قَلْبِهِ فَتَعْلَمَ أَصَادِقٌ هُوَ امَّا كَاذِبٌ ؟ (کیوں نہ اس کا دل حیر کے
 دیکھ لیا کہ معلوم ہو جاتا کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا ؟) :

اللہ تعالیٰ نے اسی امر کے متعلق وحی نازل فرمائی : وَلَا تَقُولُوا
 لِمَنْ أَلْفَقَ الْيَكْمَ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا (جو تم کو سلام کرے اُس کو یہ
 نہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے) :

(۵) سوال میں سرتیہ بشیر بن سعد انصاری یمن و جبار کوروانہ
ہوا، یہ دونوں مقامات جناب کے پاس پاس ہیں اور مقام جناب
غیر اور وادی القری کے مقابل واقع ہے :

عُمَرَةُ الْقَضَاءِ

ذی القعدہ کی چھ شبیں گزر چکی تھیں کہ دو شنبہ کے دن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ قضا کے لیے برآمد ہوئے جس کے ادا کرنے سے
درجیلے سال مشرکوں نے آنحضرت علیہ السلام کو حدیبیہ میں روک دیا تھا
مشرکین (حسب شرائط صلنامہ حدیبیہ) مکہ سے نکل گئے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (شہر میں) تشریف لائے اور صبح صحابہ کے
تین دن قیام فرما کر مدینہ مراجعت فرمائی جاں آپ نے شیاع بن عرقطہ
کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا تھا :

اُمُّ الْمُؤْمِنِینِ مِیْمُونَةُ سَے نکاح

قدوم مکہ ہی کے دنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
میمونہ ہلالیہ (رضی اللہ عنہا) سے نکاح کیا جو عبد اللہ بن عباس
(رضی اللہ عنہما) کی خالہ تھیں :

بلاد اسلام کے فقہائے متقدمین کا اس باب میں اختلاف
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نکاح کیا ہے تو اس وقت
آپ حالت احرام میں تھے یا نہیں :

میمونہ (رضی اللہ عنہا) حارث کی بیٹی تھیں بن حزن بن جُبَیْسہ
ابن الہزیم بن رُوَیْبَہ بن عبد اللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ
ابن بکر بن ہوازن :

ان کی والدہ ہند تھیں، بنت عوف بن زہیر بن الحارث

ابنِ سَمَاطَہ بنِ جُبرش جو قومِ مِیْمَر کے تھے،
ہندی کا لقب عَجُوزِ جُرشِیہ ہے یعنی خاندانِ جُرش کی بوڑھی
بی بی) اور وہ تمام لوگوں میں باعثِ بارِ اپنی ماؤں کے شریف تر خاتون
مانی جاتی تھیں، اُن کی آٹھ بیٹیاں تھیں:

(۱) مِیْمونہ :

(۲) کُبَابُہ کِسرِی :

(۳) کُبَابُہ سِغَرِی :

(۴) عَصَاہ :

(۵) عَزہ :

یہ سب حارث بنِ حَزْن کے صُلب سے تھیں :

(۶) سَلْمٰی :

(۷) اَسْمَاء :

(۸) سَلَامَہ :

ان تینوں کے والدِ عَمِیس تھے، بنِ مَعَد بنِ حارث بنِ تَمِیم بنِ کعب
ابنِ مالک بنِ خُصافہ بنِ عامر بنِ ربیعہ بنِ عامر بنِ معاویہ بنِ زید بنِ مالک
ابنِ نُسَیْر بنِ دُہْنَبِ الشَّہْرَانِ بنِ عَفِیر بنِ اَفْتَل، یہ خُشْعَم بنِ اَنمار
کی جماعت کے لوگ ہیں، اگرچہ اَنمار کے نسب میں اختلاف ہے کہ
قبیلہ نزار ابنِ مَعَد بنِ عدنان کی اولاد میں شامل کرتے ہیں، اور قبیلہ قُحْطَان
کے اَہْران بنِ اَنسَاب اُسے اَرَاش بنِ عَمْر بنِ عَوْث بنِ بَنت بنِ زید
بنِ کَلان بنِ سَبَا بنِ یَعْرَب بنِ قُحْطَان کے خاندان میں دُال مانتے ہیں :

خو اہرانِ حضرتِ مِیْمونہ اور اُن کی اولاد

جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مِیْمونہ
(رضی اللہ عنہا) سے نکاح کیا، اور حمزہ بنِ عبدِ المطلب نے (اُن کی بہن)

اُس سے نکاح کیا جن کے بطن سے اُمّہ اللہ اور بقول بعض، امامہ،

تہ حمزہ پیدا ہوئیں،^۱ عباس بن عبدالمطلب نے لُبَابُہ کبریٰ سے نکاح کیا جن کی
بت اُم الفضل تھی، لُبَابُہ کے بطن سے عباس کے چھ لڑکے
ایک لڑکی ہوئی،^۲

(۱) فضل، جولا ولد تھے؛

(۲) عبد اللہ جو خفائے بنی عباس کے مورث تھے؛

(۳) عبید اللہ

(۴) معبد، یہ دونوں صاحبِ اولاد تھے؛

(۵) قثم؛

(۶) عبد الرحمن، ان دونوں صاحبوں کے اولاد نہ تھی؛

(۷) اُم حبیب؛

ایک ہی ماں باپ کی اولاد میں نہ ان چھٹوں بھائیوں سے
یادہ کوئی شریف ہے اور نہ اتنی دور دور کسی کی قبریں ہیں، فضل نے
بِشام میں طاعونِ عمواس میں انتقال کیا، عبد الرحمن و معبد افریقیہ
س مرے، قثم نے سمرقند (ترکستان) میں وفات پائی، عبد اللہ طائف
س جال بخت ہوئے، اور عبید اللہ مدینہ میں،^۳

جعفر بن ابی طالب نے اسماء سے نکاح کیا جن سے تین
بچے ہوئے، عبید اللہ، عون، محمد،^۴

پھر اسماء (حضرت جعفر کے شہید ہونے پر ابوبکر (رضی اللہ عنہ)
کے نکاح میں آئیں جن سے محمد پیدا ہوئے،^۵

بعدہ علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) نے اُن سے نکاح کیا
در اُن سے بھی دو لڑکے بچے، عون ہوئے، یہ دونوں صاحبِ اولاد تھے،

ولید بن مغیرہ مخزومی نے لُبَابُہ صغریٰ سے نکاح کیا جن سے
مالک بن ولید پیدا ہوئے،^۶

باقی لڑکیاں دوسرے مختلف شوہروں کے عقد نکاح میں
آئیں جو سبقت اسلام و شرافت نسب میں ان بزرگوں کے مماثل
نہ تھے :

سالتماہ کی مہیں

(۱) ذی الحجہ میں سرئیہ ابن ابی العوجاء السلمی بنی سلیم کی جانب
روانہ ہوا جس میں ابن ابی العوجاء کے ساتھی کام آئے اور وہ
خود بھی زخمی ہوئے مگر بچ گئے :

(۲) ذی الحجہ ہی میں سرئیہ عبداللہ بن ابی حذرہ السلمی
مقام غابہ کو روانہ ہوا جس میں عبداللہ نے رفاعہ بن زید غسانی کو
قتل کیا :

(۳) سرئیہ مجنصہ بن مسعود بطرف نواح قدک :

(۴) ذی الحجہ ہی میں (دوسرا) سرئیہ عبداللہ بن ابی حذرہ
کی سرگردی میں مقام اضم کو روانہ ہوا، اس جماعت میں ابو قتادہ
اور مخلم بن جثامہ بھی تھے :

مخلم اور عامر بن افضط اشجعی کے درمیان عہد جاہلیت کا
کچھ (کینہ) تھا جس کی بناء پر مخلم نے عامر کو قتل کر ڈالا، اور یہی
کہا گیا ہے کہ عامر نے مخلم کو اسلامی سلام کیا تھا، اس پر بھی
مخلم نے اُنہیں قتل کر ڈالا، یہ آیت بہ روایت بعض اسی کے
متعلق نازل ہوئی : وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ آتَاكُمُ السَّلَامَ
لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَتَهْتَكُونَ
سَلَامَ كُرْئِيٍّ اُس کو یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے، دُنیاوی زندگی
کے مال و متاع کی خواہش کر سکتے ہو :

سنہ فتح

ہجرت کا اٹھواں سال

(۱) سرئیہ غالب بن عبد اللہ لثبی ماہ صفر میں قبیلہ بنی لموح کی جانب مقام کدید کو روانہ ہوا جو مقامات عسفان و قدید کے درمیان واقع ہے :

(۲) صفر ہی میں ایک سرئیہ بنی مصاب کی جانب روانہ ہوا، یہ لوگ مقام یسیر کے تھے کہ علاقہ فدک میں واقع ہے :

اسی ماہ میں (الف) عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید ابن سہم بن عمرو بن ہشیم بن کعب بن لؤئی بن غالب اور ربیع خالک ابن الولید بن المذہب بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم بن یقطان بن مرہ بن کعب ابن لؤئی، مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے :

(۳) ماہ ربیع الاول میں سرئیہ شجاع بن وہب اسدی تمام بنی عامر کی جانب روانہ ہوا، یہ مقام نواح رکیبہ میں موضع تریہ کے متصل واقع ہے، اور رکیبہ علاقہ معدنہ بنی اسلم کے اُدھر مدینہ سے پانچ شہوں کی مسافت پر ہے :

(۴) اسی ماہ (ربیع الاول) میں سرئیہ کعب بن عُمیر غفاری مقام ذات اُطلاح کو روانہ ہوا جو وادی القری کے اُدھر ناکِ شام کے علاقہ دمشق میں مقامات تبوک و اُدربعات کے درمیان واقع ہے :

اس مہینہ میں کعب بن عُمیر کے تمام رُفقا شہید ہوئے اور مدینہ میں وہ خود زخمی اٹھا کے لائے گئے :

نصرانیوں سے جنگ

(۱)

سرسہ موتہ

(۵) جُمَادِی الْأُولٰی میں رومیوں سے جنگ کے لیے وہ سرسہ روانہ ہوا جس کے افسر (الف) زید بن حارثہ (ب) جعفر بن ابی طالب (ج) اور بنی حارث بن خزرج کے عبداللہ بن رواحہ انصاری تھے۔

یہ مہم مقام موتہ کو بھیجی گئی تھی جو ملک شام کے علاقہ دمشق کے نواح بقاء میں واقع ہے۔

سبب یہ تھا کہ شرجبیل بن عمرو الغسانی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد حارث بن عمیر از دی کو جو حکمران نصیری کے پاس بھیجے گئے تھے، شہید کر ڈالا تھا، ان کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی قاصد شہید نہیں ہوئے،

تین ہزار حکماء اس مہم میں تھے، جن کے ساتھ رومیوں نے ایک لاکھ کی جمیعت سے مقابلہ کیا، یہ فوج ہر قل نے ان کے مقابلہ کے لیے بھیجی تھی جو ان دنوں انطاکیہ میں مقیم تھا،

رومیوں کا سرشکرتیادوس بنسرق تھا اور قبائل غسان وقضاہ مقتصرہ عرب کا دینی ان عربوں کا جو رومیوں کے اثر سے نصرانی ہو گئے

تھے (شرجبیل بن عمرو غسانی افسر تھا، اس جنگ میں زید بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ

ابن رواحہ شہید ہوئے، جعفر بن ابی طالب ایسی حالت میں شہید ہوئے کہ (جان پر

کھیل گئے تھے) اپنے گھوڑے کے پچھلے پانوں کاٹ ڈالے تھے یہ پہلا گھوڑا تھا جس کے پچھلے پانوں عہد اسلام میں کاٹے گئے (شہادت کے بعد جعفر کی لاش اس حالت میں ملی کہ ان کے جسم پر کچھ اوپر نوبے (۹۰) زخم تھے اور یہ سب زخم آگے ہی کی جانب تھے) خالد بن ولید لوگوں کو لے کے واپس آ گئے :

(۲)

سرّۃ ذات السلاسل

(۶) جمادی الآخرہ میں عمرو بن العاص کا سرّۃ مقام ذات السلاسل کو روانہ ہوا جو دایمی القرطبی کے ادھر واقع ہے اور اس کے اور مدینہ کے درمیان دس دن کی مسافت ہے، :
رومیوں اور متفقہ عرب کی جماعتوں سے عمرو بن العاص کو مقابلہ پیش آیا تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امداد طلب کی، آنحضرت علیہ السلام نے ایک امدادی سرّۃ روانہ فرمایا جس میں ابو بکر و عمرو ابو عبیدہ بن جراح (بھی) تھے (رضی اللہ عنہم) :
اس فہم میں عمرو بن العاص سے بعض قابل اعتراض افعال سرزد ہوئے، مثلاً غسل کی ضرورت ہونے ہوئے انھوں نے نماز باجماعت ادا کی اور باوجود اس کے کہ سردی کی شدت اور زخموں کی کثرت سے لوگوں کو (شب میں) آگ جلانے کی ضرورت تھی لیکن انھوں نے ممانعت کر دی، وغیر ذلک، :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرز عمل کی اطلاع پہنچی تو آپ نے اس کو جائز قرار دیا، کیوں کہ عمرو بن العاص نے بیان کیا کہ فوجی مساوات اسی بات کی مقتضی تھی :

(۷) رجب میں سرّۃ ابو عبیدہ بن جراح، سرزمین یمنینہ کی جانب روانہ ہوا جو علاقہ ساحل بحر کے نواح میں واقع ہے اور

اُس کے اور مدینہ کے درمیان پانچ شبوں کی مسافت ہے :
 (۸) سرّیہ ابو قتادہ بن نعمان بن ربیعہ انصاری خسرجی
 شعبان میں مقامِ خضرہ کو روانہ ہوا جو ولایتِ نجد کے علاقہ محارب
 میں واقع ہے :

(۹) اسی مہینہ میں ابو قتادہ کا دوسرا سرّیہ بطنِ اضم کو روانہ
 ہوا جو مقاماتِ ذی شُبّ و ذی المزوہ کے درمیان مدینہ سے تین
 چوکیوں کے فاصلہ پر ہے :

فتح مکہ

ماہِ رمضان کی تین شبیں گزر چکی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 غزوہ مکہ کے لیے اُکھڑے اور غزوہ فتح بھی کہتے ہیں، دس ہزار
 مسلمانوں کے ساتھ تشریف لے چلے اور مکہ میں داخل ہو گئے،
 مدینہ میں آپ نے اپنا قائم مقام ابوہریرہ غفاری کو مقرر فرمایا تھا
 مسعودی کہتے ہیں :

اس باب میں اختلاف ہے کہ مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 مصالحانہ داخل ہوئے تھے یا محاربانہ ؟ ابو عمر و عبد الرحمن بن عمر الاوزاعی
 جو قومِ حِمْیَر کے قبیلہ اوزاع کے تھے، اور دوسرے فقہائے شام
 و عراق، نیز اصحابِ ظاہر مثلاً ابوسلیمان داؤد بن علی اصفہانی وغیرہ
 کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو بزرگِ شمشیر فتح کیا تھا :

حرمتِ مکہ کے متعلق بحث

فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین صحابہ کو
 مکہ میں اُن کی جس قدر زمینیں تھیں اور جو مکانات تھے، اجازت دیدی

اُن سب پر قابض ہو جائیں، اور ان زمینوں اور مکانوں کو مالِ غنیمت میں قرار دیا:

یہ لوگ جو بزورِ شمشیر فتح مکہ کے قائل ہیں اُن کی دلیل یہ ہے:
(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلَا اِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ الْفِيلَ عَنْ مَكَّةَ وَسَلَّطَ عَلَيْهِمْ رَسُولُكَ وَالْمُؤْمِنِينَ، اَلَا نَهَاكَ تَحْتَ لِحَابِ قَبْلِي وَلَا تَحْتَ لِحَابِ بَعْدِي (آگاہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ہاتھی کو مکہ پر حملہ کرنے سے روک لیا تھا، مگر اپنے پیغمبر اور مسلمانوں کو اُس نے اہل مکہ پر مسلط کر دیا، آگاہ رہو کہ مکہ مجھ سے پیشتر کسی پر حلال نہیں ہوا اور نہ میرے بعد کسی پر حلال ہوگا)؛
(۲) پھر آنحضرت ہی نے ارشاد فرمایا تھا کہ ”سفلگانِ قریش لو دیکھتے ہو، یہ جہاں میں انھیں کاٹ کے ڈال دو“؛

(۳) پھر آپ نے ابنِ خطل، عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح اور مرقیس بن صُبَّانہ وغیرہم کے قتل کر ڈالنے کا حکم دیا تھا؛
اسی طرح کی اور بھی دلیلیں ہیں؛

اَمَانُ کا اَعْلَانُ

لیکن ابو عبد اللہ محمد بن ادریس الشافعی اور اُن کے موافقین کا قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں بزورِ شمشیر نہیں داخل ہوئے تھے بلکہ صلح و امن کے ساتھ داخل ہوئے تھے اور اہل مکہ کو پہلے ہی امان مل چکی تھی کیوں کہ آپ نے فرما دیا تھا:
”جو اپنے گھر کے اندر چلا جائے اسے امان ہے، جو ہتیار ڈال دے اُسے امان ہے“؛

اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے، وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِطَنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ

(وہی خدا ہے جس نے مشرکین کو تم پر دراز دستی سے باز رکھا اور تمہیں اُن پر گمراہی کے اندر منظر و منصور بنانے کے بعد تمہارے ہاتھ اُن سے روک دیے) ۛ

روایت ہے کہ یہ آیہ غزوہ حُند میں نازل ہوئی تھی، ابو جعفر محمد بن جریر الطبری نے ہم سے اسی طرح روایت کی ہے عن بشر ۲۱، معاذ عن یزید بن زریع عن سعید عن قتادہ ۛ

مفتوحین کا مال بھی محفوظ رہا

یہی مذہب (جو امام شافعی سے ماثور ہے) ابو عبد اللہ مالک بن انس الأصمعی کا بھی ہے جو قوم حِمْیَر کے ذی اصْبَح بن مالک کی اولاد میں ہیں، ۛ

اور اُن کے علاوہ دوسرے فقہاء مدینہ بھی یہی کہتے ہیں کہ جب اہل مکہ کو جان کی امان حاصل ہوئی تو اُن کا مال بھی اسی امان کے ضمن میں تھا یعنی جان کے ساتھ مال بھی محفوظ رہا اور انہیں کچھ بھی نقصان نہ ہونے پایا ۛ

مفتوحین پر احسان

دوسرے فقہاء جن میں ابو عبیدہ قاسم بن سلام بھی شامل ہیں، یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو (بزدل و شرمیلہ فتح کرنے کے بعد) اہل مکہ پر احسان کیا کہ سب مال و متاع انکو واپس دیا نہ اسکو (فلاح لشکر پر) تقسیم کیا اور مال غنیمت قرار دیا اسی طرح کے اور بھی مختلف استدلال کیے گئے ہیں ۛ

معاندین کی تلاش

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی شخصوں کے قتل کر ڈالنے کا

حکم دیا تھا:

(۱) ان میں ایک عبد اللہ تھے، ابن سعد بن ابی سرح ابن جُبَيْب بن جَدِیْمَہ بن نصر بن مالک بن حِزَل بن عامر بن لُؤمِی، یہ عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کے ماں جائے بھائی اور کاتب وحشی بھی تھے،

لیکن پھر یہی شخص مرتد و مشرک ہو گیا اور مکہ میں جا رہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قتل کا حکم دیا تو عثمان (رضی اللہ عنہ) نے عبد اللہ کو چھپا دیا اور پھر لے کے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے کہ اس واجب القتل کی نسبت کیا حکم ہے؟

آنحضرت دیر تک خاموش رہے، پھر فرمایا: ہاں اس شخص کا اسلام قبول ہے۔

عثمان (رضی اللہ عنہ) جب عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کو لیے ہوئے واپس گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین صحابہ سے خطاب کیا:

آگاہ رہو کہ واللہ میں دیر تک اسی لیے خاموش رہا تھا کہ تم میں کوئی اٹھ کے اُس کی گردن مار دے،

ایک انصاری نے عرض کی: فہلّا او مأت یا رسول اللہ؟ (یا رسول اللہ پھر آپ نے اشارہ کیوں نہ کیا؟)

آنحضرت صلوات اللہ علیہ نے فرمایا: ان التّبی لا یقتل بالانشاؤ (پیغمبر اشارہ سے قتل کا حکم نہیں دیا کرتے)

(۲) عبد اللہ بن حُظَلّ کہ تم بن غالب بن فہز بن مالک کی اولاد میں تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس شخص کا نام ہلال بن حُظَلّ تھا مگر اسی کو عبد اللہ بھی کہتے تھے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو

مُصَدِّق مقرر کیا تھا :

ابن عَظَل کے ساتھ ایک انصاری اور اُن کا ایک لڑکا بھی تھا
لڑکے نے کچھ مخالفت کی جس پر ابن عَظَل نے اُسے شہید کر ڈالا اور
مرتد و مُشْرک ہو گیا ، :

اس کی دو لونڈیاں تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو
میں گیت گایا کرتی تھیں ، حضرت نے حکم دیا کہ اسی کے ساتھ یہ دونوں
بھی قتل ہوں :

(۳) مَقِیْس بن صُبَّانہ ، یہ شخص خاندان بنی کلب کا تھا ، کلب
ابن عوف بن کعب بن عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناة بن کنانہ بن خزیمہ
ابن مُدْرِکَہ بن الیاس بن مُصَرَّہ ، ایک انصاری نے غلطی سے مَقِیْس
ابن صُبَّانہ کے ایک بھائی کو قتل کر ڈالا تھا ، مَقِیْس نے اُن انصاری کو
شہید کیا اور مرتد ہو کے مکہ واپس چلا گیا تھا :

(۴) عِکْرَمَہ بن ابی جہل المخزومی (یہ مسلمان ہو گئے انصاریوں
سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے ، ان کی شہادت حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کے ابتدائے عہدِ خلافت کا واقعہ ہے) :

(۵) حُوَیْث بن لُقَیْظ بن وہب بن عبد قُصَی ، مکہ میں سوال اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچایا کرتا تھا ، علی بن ابی طالب علیہ السلام
نے اُس کو قتل کیا ، :

(۶) سارۃ خاندان عبد المطلب کی یہ ایک آزاد
لونڈی تھی ، مکہ میں یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
اذیت دیتی تھی :

(*)

سَلَامُ (مُصَدِّق : مُجْتَمِعُ زَكَاةٍ ، وہ شخص جو لوگوں سے مالِ زکاة وصول کر کے بیت المال
میں داخل کرنے پر مامور ہو)]

مہماتِ نواحِ مکہ

بیتِ شگنی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بعد فتح و نصرت) مکہ کے ارد گرد سرایا بھیجے؛
(۱) پہلا سریتہ خالد بن الولید کا تھا جو عزیٰ کو توڑنے کیلئے
ماہِ رمضان میں بمقامِ نخلۃِ میانہ روانہ ہوا تھا، خالد نے اُس بیت
کو توڑ ڈالا؛

(۲) ماہِ رمضان ہی میں سریتہ عمرو بن العاص بمقامِ رُباط
کو روانہ ہوا، عمرو نے اُس بیت کو توڑ ڈالا؛
(۳) اسی مہینہ میں مناة کو توڑنے کے لیے بہ مقامِ مشلل
سریتہ سعد بن زید الاشہلی روانہ ہوا جو قبیلۂ اُس کے تھے، سعد
نے اس بیت کو توڑ ڈالا؛

(۴) سریتہ خالد بن سعید بن العاص بمقامِ عرنہ؛

(۵) سریتہ ہشام بن العاص بمقامِ یلم؛

(۶) شوال میں سریتہ طفیل بن عمرو دوسی ذی الکفین کی جانب

روانہ ہوا جو عمرو بن حمزہ دوسی کا بیت تھا، طفیل نے اس بیت کو توڑ ڈالا؛

(۷) سریتہ خالد بن الولید بجانب بنی جذیمہ بن عامر بن عبدہ

ابن کنانہ بن خزیمہ بن مذکرہ؛

یہ لوگ مکہ سے نشیب میں اُس مقام پر فروکش تھے جو یلم کے

قریب مکہ سے ایک رات کی مسافت پر واقع ہے؛

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن الولید کو محض

دعوتِ اسلام کے لیے بھیجا تھا، مگر خالد بن الولید نے مقامِ خمیصاء میں

اُن لوگوں کو قتل کر ڈالا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نبیِ جبرئیل کے
بقیۃ الشیف کو) مقتولین کا غل بھاعتایت فرمایا:

غزوہ حنین

بعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلۂ ہوازن سے غزوہ
فرمایا، کہ اسی کو غزوہ حنین بھی کہتے ہیں؛
مسعودی کہتے ہیں:

حنین ایک وادی کا نام ہے جو مقام ذی المجاز کی سمت
واقع ہے، اس وادی میں اور گمہ میں تین شعبوں کا فاصلہ ہے؛
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ہزار اہل مکہ کی جمیعت میں
تشریف لے چلے تھے اور اس جمیعت کے ساتھ دو سو گھوڑے
بھی تھے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ گھوڑوں کی تعداد اس سے زیادہ تھی،
صفوان بن اُمیہ کے پاس کچھ زبیر ہیں تھیں جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے مستعار طلب فرمائیں وہ اُن دنوں
مشرک تھے، اُن کے مسلمان ہونے سے یہ دو مہینے پہلے کا واقعہ ہے؛
صفوان نے عرض کی: اَغْصَبَا یا اَحْمَل؟ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کیا غصب کرنا مقصود ہے؟)؛

فرمایا: بَلْ عَارِيَةٌ مَّفْهُوتَةٌ حَتَّى نُوَدِّيَهَا إِلَيْكَ دَنِينَ غَضَب
کرنا مقصود نہیں، بلکہ ضمانت کے ساتھ مستعار لینا مقصود ہے؛
ہاں تاک کہ پھر تمہیں واپس کر دیں)؛
صفوان نے سو زبیر میں پیش کیں اور اُن کے لوازم جو ہتیار
درکار تھے وہ بھی دیے،؛

لیکن اس روایت میں اختلاف ہے، الفاظ بھی مختلف ہیں
اور سندیں بھی مضطرب ہیں؛

مسألہ عاریتہ

عاریت میں آیا ضمانت شرط ہے (یا نہیں) لوگوں نے اس میں بھی اختلاف کیا ہے:

(۱) عاریت میں ضمانت مشروط ہے، جیسا کہ (امام) شافعی کا قول ہے، عاریت دینے والا خواہ یہ شرط کرے یا نہ کرے (بہر حال ضمانت لازم ہوگی) یہ قول عبد اللہ بن عباس والوہریرہ (رضی اللہ عنہما) سے منسوب ہے، اور ان کے علاوہ دوسرے بھی اس کے قائل ہیں:

(۲) عاریت میں ضمانت مشروط نہیں جیسا کہ (امام) ابو حنیفہ نعمان بن ثابت، و صا حبیین (امام ابو یوسف و امام محمد) و سفیان ثوری و اہل ظاہر کا قول ہے، اور امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام و عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے یہ منسوب ہے:

(۳) عاریت دینے والا جب شرط کر گیا اُس وقت ضمانت مشروط ہوگی، جیسا کہ قتادہ و غیرہ کا قول ہے:

(۴) مالک کا قول ہے کہ عاریت کی جو چیزیں علانیہ ظاہر ہوں مثلاً لونڈی، غلام، جانور، مکان، اُن میں ضمانت نہ ہوگی اور جو چیزیں سونے، چاندی، زیور، وغیرہ کی قسم سے ہوں گی اُن میں ضمانت ہوگی، البتہ اگر کوئی قدرتی حادثہ مکذوری پیش آئے یا معذوری کا کھلا ہوا سبب ہو تو ان صورتوں میں ضمانت کی قید نہ ہوگی، اسی طرح کے اور اقوال بھی ہیں لیکن اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ:

(الف) عاریت لینے والا اُس چیز کا مالک نہیں ہو جاتا:

(ب) مالک سے جو چیز عاریت لی ہے، اگر اُس نے

اجازت دی ہے تو اُس کو استعمال کر سکتے ہیں:

(ج) عاریت لینے والا اگر اُس عاریت کو تلف کر دے
تو اُسے سمانت (یا نقصان) بھرنا پڑے گا یہ

ہوازن سے مقابلہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقامِ اوٹاس میں ہوازن سے
ملاتی ہوئے جن کے افسر (الف) مالک بن عوف نصری، منسوب
بہ نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس
ابن عیلان بن مضر بن نزار (ب) اور درید بن الصمۃ الجشمی، منسوب
بہ جشم بن بکر بن ہوازن تھے :

درید عرب کا ایک مشہور شہسوار اور بہادر تھا، اُس وقت وہ
بہت ہی بوڑھا بالکل اندھا ہو چکا تھا اور دو سو برس سے عمر متجاوز
ہو چلی تھی، اب اُس میں کچھ نہ تھا، فقط تیرک ہی تیرک رہ گیا تھا کہ اُس
کی رائے سے برکت حاصل کریں :

قبیلہ ہوازن کے (سرداروں میں سے) جو لوگ اس معرکہ
میں شریک ہوئے اُن میں نصر جشم پسرانِ معاویہ بن بکر بن ہوازن،
اور سعد بن بکر بن ہوازن، اور کچھ لوگ بنی ہلال بن عامر بن صعصعہ
ابن معاویہ بن بکر بن ہوازن کے تھے :

بنی تمیم یعنی اولادِ عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن
کا کوئی ایک شخص بھی شریک نہ ہوا، نہ کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ
کا، نہ اولادِ کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ جو (۱) عقیل (۲) حریش
(۳) قشیر (۴) جعدہ (۵) عبد اللہ (۶) حبیب پسرانِ کعب تھے،
اللہ تعالیٰ نے آخر کار سب کو ہزیمت دی اور سب کے مال و اسباب
و ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غنیمت میں دلانے، اسی
معرکہ میں درید بن الصمۃ ہوازن کے تقریباً ڈیڑھ سو آدمیوں کے ساتھ

مارگیا اور مالک بن عوف نے بھاگ کے جان بچائی :

غزوہ تبوک

رجب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک فرمایا جو لاکھ شام میں دمشق کے متصل واقع ہے، تبوک اور مدینہ کے درمیان نوے (۹۰) فرسنگ یعنی بارہ (۱۲) شبوں کی مسافت ہے، اس غزوہ میں آنحضرت صلوات اللہ علیہ کے ساتھ تیس ہزار کی جمعیت تھی جس میں گھوڑے دس ہزار اور اونٹ بارہ ہزار تھے، اس محم کا نام »جیش غنہ« (فوج تنگ دستی) ہے اس لیے کہ (مقابلہ کفار) اُس وقت نکلنے کا حکم ملا کہ میوے اور پھل خوش مزہ ہو چکے تھے، گرمی سخت ہو چکی تھی، سایہ میں لطف آنے لگا تھا، اور بجز مسافت، پانی کی تنگی، خرچ کی کمی، اور سواری کی کمیابی سے مقابلہ کے لیے نکلنا گراں گزر رہا تھا، :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس موقع پر) دو تہمتوں کو خرچ و سواری (دیا بار برداری) فراہم کرنے کی ترغیب دی، :

تبوک میں پہنچ کے آنحضرت علیہ السلام نے کچھ اور پروس شبیں گزاریں، دو دو رکعتیں (ان ایام میں) نماز ادا کرتے رہے (یعنی نماز میں قصر فرماتے رہے) اس کے بعد آنحضرت نے مدینہ میں عود فرمایا جہاں علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کو اپنا قائم مقام مقرر کیا تھا، کچھ لوگ اس جانب گئے ہیں کہ :

(الف) مدینہ میں آنحضرت صلوات اللہ علیہ نے البورجم غفاری کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا تھا، اور اپنے اہل بیت کی نیابت و نگرانی علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کے سپرد کی تھی :

(ب) ابن اُبَی مکتوم کو قائم مقام فرمایا تھا :

(ج) محمد بن مسلمہ کو قائم مقام فرمایا تھا؛
 (د) سباع بن عرفطہ کو قائم مقام فرمایا تھا؛
 عبد اللہ بن ابی (دمنافق) ایک مقام میں جو بنام حُجْرَت مشہور
 تھا کچھ فوج کے ساتھ پیچھے رہ گیا اور شرفِ رفاقتِ نبویؐ فریضۂ جہاد
 کا حق ادا نہ کیا؛

حدیثِ منزلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ)
 کو اس سے پیشتر کبھی مدینہ میں نہیں چھوڑا اب جو اپنی قائم مقامی میں
 انھیں ٹھہرنے اور ضررِ یک جہاد نہ ہونے کا حکم دیا تو آنا رکھنا بہت
 دنا گواری (ان کے بشرہ سے) محسوس ہونے لگے، اسی موقع پر
 اور اسی غزوہ میں تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خطاب
 کرتے ہوئے فرمایا:

أَفَلَا تَرْضَىٰ أَنْ تَكُونَ مَنِيَّ بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَىٰ؟
 اَلَا اِنَّكَ لَا بَنِيَّ بَعْدِي (کیا تو راضی نہیں کہ بلحاظِ میرے وہی منزلت
 تجھے حاصل ہو جو بلحاظِ موسیٰ کے ہارون کو حاصل ہوئی تھی، لیکن
 آگاہ رہ کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں)؛

سببِ تخلف

مشہور ترین روایت یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 مدینہ میں علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا
 تھا کہ جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے اور جن کا تذکرہ ہم کر چکے ہیں کہس لیے
 پیچھے رہ گیا؟ تو اس کا سبب ”کتاب الاستاذ کا رلمانا جہاں کے فی
 سالف الاعصار“ میں ہم بیان کر چکے ہیں جس کے بعد ہماری

یہ کتاب (التنبیہ والاشراف) ہے :

ثلاثۃ مہتمن سلف

اسی غزوہ میں اُن تین صاحبوں کا قصہ پیش آیا جو مجھے رہ گئے تھے (اور اس مہم میں شریک نہ ہو سکے تھے) انھیں کئے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ نازل فرمایا :-

وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِهَا رَحْبَتُهَا وَآوَرَأْنِ تَيْنِیْنَ بِرَجُوعِیْ رَہ گئے تھے، تا آن کہ زمین باہمہ فراخی و کشادگی اُن پر تنگ ہو گئی، یہ تینوں صاحب الفزاری تھے (اور اُن کے نام یہ ہیں) :

(الف) کعب بن مالک الخزرجی :

(ب) مُرارَۃ بن الربیع الادی :

(ج) ہلال بن اُمیۃ الادی :

قیصر روم سے مراسلت

اسی غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہر قل بادشاہ روم سے مراسلت ہوئی، اور یہ اُس وقت کی بات ہے جب آنحضرت علیہ السلام تبوک میں مقیم تھے اور قیصر اُن دنوں شہرِ محض، وقول العنص دمشق میں تھا، ان مراسلات کے واقعات و حالات ہم اپنی پچھلی کتابوں میں لکھ چکے ہیں :

فتح دُومۃ الجندل

تبوک ہی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولیدؓ غزوہ

کو اُکید بن عبد الملک کندی فرماں روا اے دُومتہ الجندل کے پاس بھیجا، خالد نے جب اُکید کو برسرِ غاش پایا کہ عداوتِ اسلام میں نہایت سرگرم ہے، اُس کو گرفتار کر لیا اور اس طرح اللہ قافلے نے دُومتہ الجندل کو آنحضرت علیہ السلام کے لیے مفتوح فرمایا:

نصرانیت اسلام کی بنا ہیں

اُسْتُقِفْ اَیْلَہ (یعنی علاقہ اَیْلَہ واقع ملک شام کا بڑا پادری جو وہاں کا حاکم تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں حاضر ہوا یہ اُس وقت کی بات ہے کہ آنحضرت ہنوز تبوک ہی میں تھے، اس پادری کا نام یحٰیثہ (یوحنا) بن روبہ تھا، اُس نے آنحضرت سے مصالحت کی قرار دیا کہ جس کی شرط یہ تھی کہ اس علاقہ میں جتنے بالغ انسان ہیں سب کی طرف سے ایک دینار (جزیہ سالانہ) حضورِ نبوی میں ادا کرتا رہے گا:

علاقہ اَذُرُح کے لوگ بھی پیشگاہِ نبوت میں حاضر ہو کے صلح کے خواستگار ہوئے کہ وہ بھی جزیہ دیتے رہیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مان لیا اور اُن کو ایک عہد نامہ لکھ دیا: اسی غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں کو آتش کرنے کی ممانعت فرمائی: غزوہ تبوک آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آخری غزوہ تھا:

جنابِ نبوی کے شہید کرنے کی سازش جو ناکام رہی

غزوہ تبوک سے واپس ہوتے ہوئے کچھ منافقوں نے سازش کی کہ دھوکا دے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شب میں ناگاہ

شہید کر ڈالیں اور ثمنیہ میں ڈال دیں، یہ وہی لوگ ہیں جو اصحابِ عقبہ کے نام سے مشہور تھے، ۛ

ان لوگوں نے یہ سازش جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کی تھی، اللہ تعالیٰ اُن کے اور اس سازش کے دیمان حائل ہو گیا اور آنحضرت صلاۃ اللہ وسلم علیہ کو اُن پر غالب فرمایا، کتابِ الاستذکار میں جہاں ہم نے اس غزوہ کا ذکر کیا ہے وہیں اُن کے واقعات اور نام بھی بیان کیے ہیں ۛ

مسجدِ ضرار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مسجدِ ضرار (جو تفریقِ کلمۂِ مسلمین کے لیے تھی) ڈھا دی جائے اور جلا دی جائے، یہ مسجد بنی سالم بن عوف کے محلہ میں تھی جو قبیلۂ اؤس کے لوگ تھے، اللہ تعالیٰ نے اسی باب میں یہ آیہ نازل فرمایا:۔

الَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضَرَارًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ
وَارْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ رِيعًا ۚ لَّئِنْ لَمْ يَنْتَهِ
عَنْ بَنَائِهِ لَنَنْزِلَنَّ عَلَيْهِ الْبُرْهَانُ ۚ وَلَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ
عَنْ بَنَائِهِ لَنَنْزِلَنَّ عَلَيْهِ الْبُرْهَانُ ۚ وَلَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ
عَنْ بَنَائِهِ لَنَنْزِلَنَّ عَلَيْهِ الْبُرْهَانُ ۚ

کرنما مقصود ہے) ۛ

شعبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی اُمّ کلثوم انتقال کر گئیں ۛ

ہلاکِ نفاق

اسی سال کے ماہ ذی القعدہ میں عبد اللہ بن ابی بن مالک ابن الحارث بن عبید بن مالک بن الجنبلی نے وفات پائی، جنبلی کا

اصلی نام سالم بن غنم بن عوف بن الخزرج بن حارث تھا، عبد اللہ بن ابی کی دادی سلول قبیلہ خزاعہ کی تھی، اور ابن ابی اسی کی نسبت سے مشہور تھا،

یہ شخص ایک منافق تھا، رسول اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے جب مدینہ تشریف لائے ہیں تو یہ وہ وقت تھا کہ اسے (قابل مدینہ) حاکم بنانے کے لیے تاج تیار ہو رہا تھا، لیکن آنحضرت علیہ السلام کے آتے ہی اس کا بازار سرد ہو گیا اور یہی وجہ تھی کہ بر بنائے ظاہر اگرچہ اس کو ناچار مسلمان ہونا پڑا مگر دل میں اسلام سے عداوت ہی رہی

آمدنی کا وہ حصہ جو اسلام کے لیے مخصوص ہوا

اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (خدا کے حکم سے) صدقات کے فرائض مقرر فرمائے، اور زمین کی پیداوار میں جس کی آب پاشی آب رواں (یعنی نہر و تالاب) سے ہوئی ہو عشر (یعنی پیداوار کا دسواں حصہ) اور جو زمین کنویں سے پہنچی گئی ہو اس کی پیداوار میں نصف عشر واجب ٹھہرایا، اس باب میں فقہائے بلاد اسلام کا اختلاف ہے کہ وسق و حصہ یعنی بارش کے پانی اور اس پانی سے جو روک رکھا گیا ہو اگر آب پاشی کی جائے تو اس کی پیداوار کے کیا احکام ہیں؟

نیابت نبوی موسم حج میں

ذی الحجہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سالار حج بنا کر روانہ فرمایا کہ اپنی پیشوائی میں لوگوں کو حج کرائیں،

سورۃ براءۃ (توبہ) نازل ہوا تو اُس کی سات ابتدائی آیتیں
 علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کو تلقین کر کے انھیں حکم دیا کہ
 منیٰ میں جب لوگ فراہم ہوں تو انھیں سنا دیں اور اعلان کر دیں کہ:
 (۱) بہشت میں کوئی کا فردا داخل نہ ہو گا؛

(۲) اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرنے پائیگا؛
 (۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کسی کے
 حق میں (جس مدت کے لیے) کوئی عہد و پیمان کیا ہوا تھا سب سے
 تک وہ نافذ رہے گا اور اُس کی پابندی ہوگی؛

(۴) فرمایا کہ اعلان کئے دن سے لوگوں کو چار مہینہ کی
 مُہلت دو کہ سب اپنی اپنی جائے پناہ میں چلے جائیں، اس مدت
 کے بعد کسی مشرک کے لیے نہ کوئی عہد ہو گا اور نہ ذمہ داری
 باقی رہ جائے گی؛

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت علی رضی اللہ عنہ)
 کو خاص اپنی اونٹنی غصباء پر سوار کر کے بھیجا؛
 فرقہ شعیبہ کے اصحابِ نص میں اور معتزلہ کے اصحابِ اختیار
 میں (یعنی اُن لوگوں میں جو امامت و خلافت کو منصوص من اللہ
 مانتے ہیں اور جو انتخابِ اُمت پر اس کو منحصر گردانتے ہیں) نیز خواج
 و مُرجیہ و فقہائے بلادِ اسلام وغیرہم، مثلاً حشویہ و نابتہ، عرض کہ
 اہل قبلہ کے جتنے فرقے ہیں اس روایت کے متعلق سب کے درمیان
 اختلافات و تاویلات ہیں؛

نتیجہ اعلان احکام

مسلمانوں نے بھی حج کیا اور مشرکوں نے بھی اپنے اپنے مقامات
 و منازلِ شرک کے مطابق یہ رسم ادا کی؛

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب ارشاد (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) نے منیٰ میں حق تبلیغ ادا کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پورا ایک سال بھی نہیں گزرنے پایا تھا کہ تمام عرب، جن کی تعداد ایک لاکھ سے زائد تھی، دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے، شرک سے تنگ و نفرت کرنے لگے، اور اس پر قائم رہنے سے پشیمان ہوئے :

سۃ حجة الوداع

ہجرت کا دسواں سال

ملک شام کے علاقہ فلسطین میں دو اوقات سال گزشتہ کے بعد (اسامہ بن زید کا سریتہ مقاماتِ نبوی و آزدود کی جانب روانہ ہوا) ربیع الاول میں خالکد بن الولید کا سریتہ ملکِ یمن کے علاقہ بخران میں جماعت عبد المدان کی جانب روانہ ہوا جو بنی الحارث بن کعب کے لوگ تھے، بنی الحارث بن کعب وہی ہیں جو عزیز بن زید بن کھلان کی اولاد میں ہیں، :

پیغمبرِ زادۃ اسلام کی وفات

اسی ماہِ ربیع الاول میں ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی، روزِ ولادت سے وفات تک ایک سال دس مہینے دس دن کی عمر پائی تھی، :

سورج میں اسی دن گہن لگ گیا، کچھ لوگوں نے کہا :-

یہ محض ان کی موت کے باعث گہن لگا ہے، :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ کسوف ادا کی

اور پھر فرمایا :-

ایھا الناس ان الشمس والقمر آیتان من آیات اللہ عزوجل
لا یکسفان لموت احد ولا حیاته فاذا رآیتما ذلک فافزعوا الی اللہ ؛
(لوگو! سورج اور چاند خدا سے بزرگ و برتر کی دو نشانیاں ہیں،
یہ کسی کے مرنے جینے سے گمنایا نہیں کرتے، جب تم یہ دیکھو کہ ان
آیاتِ الہی میں گمن لگا ہے) تو اللہ کی طرف توجہ کرو)؛

بین میں اسلام کی اشاعت

ماہ رمضان میں سرئہ علی بن ابی طالب ملکِ بین کو روانہ ہوا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ایک تحریر لکھ دی جس میں
اہل بین کو اسلام کی دعوت دی تھی، اس تحریر سے آگاہ ہونے کے لیے
لوگ جمع ہوئے تو حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے پڑھ کے سنا
دی اور سب کو اسلام کی دعوت دی، نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ہی دن میں تمام
قبیلہ ہمدان مسلمان ہو گیا،؛

ہمدان کا (اصلی) نام اوسلہ تھا ابن ربیعہ بن خیاز بن مالک
ابن زید بن کلمان بن سبا بن شیبہ بن یعرب بن قحطان،؛
اس قبیلہ کا مسلمان ہونا تھا کہ پئے در پئے تمام اہل بین
دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے حضور میں اُن کے وفد بھی پہنچے جنھیں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے ایک تحریر لکھ دی کہ اُن کا زوال و اسبابِ دوزمین، غرض کہ جس
حالت میں وہ مسلمان ہوئے ہیں وہ سب کچھ سامان اُن
کے لیے باقی رہیگا، آنحضرت نے اپنے عامل بھی اُن کے پاس بھیجے کہ وہ
(۱) اسلامی شریعت کی انھیں تعلیم دیں اور اس سے
رُوشناس کرائیں؛

(۲) اُن سے مقررہ زکاۃ وصول کریں :
 (۳) ان میں جو لوگ عیسائی و مجوسی و یہودی مذہب پر قائم ہیں اُن سے جزیہ لیں :

اُستی ہزار بانٹ دیے

علاء بن عبد اللہ بن ضمار الحضرمی نے کہ بنی اُمیہ کے حلیف تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں علاقہ بحرین کی آمدنی روانہ کی جس کی مقدار اُستی ہزار (۸۰۰۰) درم تھی، یہ پہلا مال تھا جو مدینہ میں آیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کا سب لوگوں میں تقسیم کر دیا اور کچھ باقی نہ رکھا :

وفد عرب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اب تمام عرب کے وفد ہر جانب سے حاضر ہوئے، قبائل متحدہ کے بھی اور قبائل میں کٹے بھی، یہ سب لوگ مسلمان ہونے کا انتظار کر رہے تھے (اور وقت و موقع کے منتظر تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح کر لیا اور قریش مطیع ہو گئے تو تمام عرب نے اطاعت کر لی اور اسلام کے انقیاد میں آ گئے :

پیشگاہ نبوت میں جو وفد حاضر ہوئے تھے اُن میں قبیلہ بنی حنیفہ کا بھی ایک وفد تھا کہ علاقہ یمامہ سے آیا تھا، بنی حنیفہ بن جحیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل، اسی وفد میں مسیلمہ کذاب بھی شامل تھا، مسیلمہ بن ثمامہ بن کثیر بن حلیب بن الحارث بن عبد الحارث ابن عدی بن حنیفہ،

مسئلہ کی کنیت ابو ثامہ تھی (اور وہ اس شان سے آیا تھا کہ) بنی حنیفہ اُس کو ڈھانکے چھپائے اور کپڑے اُڑھائے ہوئے تھے، جب یہ لوگ واپس گئے تو مُسَلِّم نے اَدْعَاے نبوت کرتے ہوئے اپنے آپ کو پیغمبر کی صورت میں پیش کیا؛
 اسی سال میں اہل بخران کی جانب سے دو شخص، سید اور عاقب نے آکے صلح کی درخواست کی جن سے اس شرط پر صلح ہوئی کہ اہل بخران کو ہر سال دو ہزار رُحْلے دینے پڑیں گے؛
 ایسے ہی ایسے اور بھی (چھوٹے چھوٹے) واقعات دورانِ سال میں پیش آئے؛

حجۃ الوداع

ذی القعدہ میں پانچ شبیں باقی رہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کو چلے قربانی کے لیے آپ نے ساٹھ اونٹ ساتھ لیے تھے اس تعداد میں کمی و بیشی بھی بیان کی گئی ہے؛
 جب آنحضرت صلوات اللہ علیہ اُس مقام پر پہنچے کہ سرف کے نام سے مشہور ہے تو حکم دیا کہ یہ استثناء اُن لوگوں کے جو قربانی کے جانور ساتھ لائے ہیں اور احد و دیگر کے اندر آگئے ہیں، باقی سب لوگ عمرہ کی نیت کر لیں؛
 حج کی نیت سے علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) یمن کے علاقہ بخران سے پہنچے تو آنحضرت نے پوچھا:-

تم نے کیا نیت باندھی؟

عرض کی:- میں نے احرام باندھتے ہوئے کہا تھا کہ یا اللہ میں بھی وہی نیت کرتا ہوں جو تیرے بندے اور تیرے پیغمبر نے کی ہے؛
 پوچھا:- کیا تمہارے ساتھ کچھ سامانِ قربانی بھی ہے؟
 عرض کی: نہیں؛

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی میں اُن کو شریک کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ اسی احرام پر ثابت و قائم رہے، تا آن کہ حج سے فراغت ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی، اپنی جانب سے بھی اور (حضرت) علی (دکرم اللہ وجہہ) کی جانب سے بھی، ۛ

آخری تعلیمات نبوت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ حج کیا:

(۱) مناسک حج کو لوگوں کو بتائے ۛ

(۲) حج کے طریقوں اور سنتوں سے رُوشناس کرایا ۛ

(۳) تعلیم دی کہ جان و مال کا تلف کرنا اُن پر حرام ہے

دیعنی ہر شخص کا فرض ہے کہ اپنے پرانے سب کی جان و مال کی عفت و احترام کو فرعی رکھے) ۛ

(۴) ہر ایک خون گرا دیا گیا (یعنی عہد جاہلیت میں جن لوگوں

نے خون کیے اور جو لوگ اُن سے بدلہ لینے کے درپے چلے آتے ہیں

اسلام نے اُن سب کو میٹ دیا، اب انتقام کے درپے نہ ہونا چاہئے) ۛ

اس حج کا نام حجۃ الوداع ہے، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں

لوگوں کو وداع فرمایا اور اس کے بعد آپ کو حج کرنے کا اتفاق پیش نہ آیا، ۛ

حجۃ البلاغ

اسی حج کو حجۃ البلاغ بھی کہتے ہیں اس لیے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو وداع کرتے ہوئے اپنے خطبہ میں

فرمایا تھا کہ: الا ان الزمان قد استبد ا رکھیا نہ یوم خلق اللہ السموات

والارض، (آگاہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جس دن آسمان پیدا کیے تھے،

زمین پیدا کی تھی، زمانہ کی شکل دیات جو اُس دین تھی وہی آج بھی ہے اور اُس وقت سے اب تک وہ ایک دائرہ کی صورت میں چلا آتا ہے)۔
 زمانہ کی گزشتہ و آئندہ حالت کے متعلق آپ کا یہ فرمانا «سنی»
 کی ابطال کا ثبوت تھا، جیسا کہ ہم اسی کتاب کے (پہلے حصہ) میں
 اس کا مفصل بیان کر چکے ہیں، یہ سب کچھ ارشاد فرمانے کے بعد خطاب کیا:۔ اللہم بلّغنی
 (یا اللہ کیا میں نے تبلیغ کی؟)۔
 لوگوں نے کہا: بیشک۔

فرمایا: اللہم اشہد اے میرے اللہ گواہ رہتا، رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہی ساتھ اپنی تمام بیویوں اور اپنی صاحبزادی
 (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) کو حج کرایا،
 یہ بھی کہا گیا ہے کہ:

(۱) آپ نے حج میں افراد فرمایا۔

(۲) قرآن فرمایا۔

(۳) تمتع فرمایا۔

(۴) اسی حج میں خانہ کعبہ پر دعاری دار کپڑے کا غلاف چڑھایا۔

سنة وفاة

ہجرت کا گیارہواں سال

فرماں روا یانِ عثمانِ مسلمان ہو گئے

اس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن العاص کو

جَعْفَر و عباد کے پاس بھیجا، یہ دونوں صاحب علاقہ عمان کے فرماں روا اور بکندمی بن مسعود ازوی کے فرزند تھے، بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ انھیں اسلام کی دعوت دی جائے، چنانچہ (یہ غرض پوری ہوئی) دونوں صاحب مسلمان ہو گئے :

أسود عَنَسِي

میں میں اس سال اسود عَنَسِي کا معاملہ زور کیا گیا، شیخص جھوٹا خود ساختہ پیغمبر بن بیٹھا تھا، اس کا اصل نام عَهْلَہ تھا، ابن کعب بن الحارث ابن عمرو بن عبد اللہ بن سعد بن عَنَس بن مَرْجَج، مدِجَج کا اصلی نام مالک تھا، ابن اُود بن زید بن شِجْب بن عَرِيب بن زید بن کُملان بن سبا بن شِيب ابن یعرب بن تَحْطَان، :

اس کے معاملہ دینی خانہ ساز پیغمبری کی ابتدا اس مقام میں ہوئی تھی جو کُف خُبان کے نام سے مشہور ہے :

ذی الحار

گدھے کے کُرب دلیل نبوت میں

اسود عَنَسِي کو ذی الحار گدھے والا) کہتے تھے، کیوں کہ اُس کے پاس ایک گدھا تھا جسے اُس نے سدھا رکھا تھا، اُس سے کہتا :-

سجدہ کر، وہ سجدہ کرتا، :

کہتا، دوزانو بیٹھ جا، وہ بیٹھ جاتا، :

اسی طرح کئی اور بھی (شعبہ بازی) کی باتیں تھیں جن کا وہ مدعی تھا اور خوارقِ عادت دکھا کر اپنے پیروں کے دلوں کو اپنی جانب

جذب کر لیا کرتا تھا،
جماعتِ انباء جو دہر کے ساتھ یمن میں آکر مقیم ہو گئے تھے
اور مسلمان بھی ہو چکے تھے، ان کے سردار باذام کو اسود نے قتل
کر ڈالا اور باذام کی بیوی سے عقد کر لیا۔

انجام کار

جماعتِ انباء کے ایک شخص فیروز بن ذلمی نے اسود سے
انتقام لینے کی طیارہی کی جس میں زادویہ اور قیس بن مکشوح مرادی
نے فیروز کی اعانت کی اور سب نے بل کر اُسے قتل کر ڈالا، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی (اس باب میں) ان لوگوں کو لکھا تھا:
آنحضرت علیہ السلام نے (جس دن اسود قتل ہوا ہے
اُسی دن) صحابہ کو اُس کے مارے جانے کی خبر دی تھی، یہ
یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسود کا سر مدینہ میں لایا گیا تھا، مگر اُس وقت کی
بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال کر چکے تھے۔
اس امر میں بھی اختلاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے حینِ حیات ہی میں اسود قتل ہوا ہے یا وفات کے بعد لایا گیا،
قیس بن مکشوح مرادی (کہ قتل اسود میں فیروز زادویہ کا
شریک تھا) اب اُس نے یہ مصلحت سوچی کہ ذی الحجار (اسود)
کی قوم میں جو قبیلہ عَنَس کے لوگ تھے، تقریب پیدا کرنے کے لیے
زادویہ کو قتل کر ڈالا، کہتا ہے:-

قَدْ عَلِمَ الْأَحْيَاءُ مِنْ مَذْجِ

(قبیلہ مذحج کی جماعتوں کو خوب معلوم ہو چکا ہے)

مَا قَتَلَ الْأَسْوَدَ إِلَّا أَنَا

(کہ اسود عَنَسی کو بجز میرے اور کسی دوسرے نے قتل نہیں کیا)

طلابت نارا اکات لی عندہ

(مجھے اُس سے ایک خون کا انتقام لینا تھا جو میں نے لیا)

بِقَتْلِهِ الْاَسْوَدُ مُتَمَكِّنًا

(یہ بدلہ قائم چلا آتا تھا جس کی بنا پر اسود کا واقعہ قتل پیش آیا)

اس میں بہت سے اشعار ہیں، جن کا مطلع یہ ہے:

لَمَّا بَلَاسِلْمَى قَبْلَ اَنْ تَطْعَنَا

(قبل اس کے کہ سلمیٰ یعنی معشوقہاں سے کوچ کر جائے اُسکی جانب توجہ کر)

اَنْ بِنَا مِنْ جَبَّاصٍ دَائِدًا

(کیوں کہ اُسکی محبت نے ہم میں ایک یہ عادت پیدا کر دی ہے کہ بے اُسکے دیکھے نہیں دیکھتے)

عہد نبوت کی آخری قسم

جیشِ اسامہ نصرانیوں کے مقابلہ میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہِ صفر میں اسامہ بن زید کو علاقہ بَلْقَاءَ وَادِ رِجَاعٍ و مُنَوَّتہ میں بھیجنے کی طیارہ فرمائی، یہ علاقے مُلَکِ شام میں (اُن دنوں) دمشق کے تابع تھے، اسامہ کی عمر اُس وقت آٹھارہ برس کی تھی اور اُن کو اپنے والد (زید) کا انتقام لینا تھا۔

اس محم میں عمر بن الخطاب، زبیر بن العوام، ابو عبیدہ بن جراح (رضی اللہ عنہم) بھی شامل تھے، لیکن اس امر میں اختلاف ہے کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے بھیجنے کی اس میں تجویز تھی یا نہیں؟

روایتی محم کا سامان ہو ہی رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال کر گئے، مرض الموت میں بھی آپ فرماتے تھے کہ اسامہ کی فوج کی طیارہ کروڑ

تعدادِ غزواتِ نبوی

مسعودی کہتے ہیں :-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات ، جن میں آنحضرت
نفس نفیس شریک ہوئے تھے ، ستائیس (۲۷) ہیں لیکن کچھ لوگ اس
جانب لگتے ہیں کہ ان کی تعداد اٹھائیس (۲۸) تھی ،

جو لوگ ستائیس کہتے ہیں وہ غزوہ خیبر سے وادی القریۃ
کی جانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رجوع درمیانے کو ایک ہی
غزوہ قرار دیتے ہیں ،

اور جو لوگ اٹھائیس کے راوی ہیں وہ غزوہ خیبر کو علیحدہ اور
وادی القریۃ کو دوسرا غزوہ شمار کرتے ہیں ،

ان غزوات میں ابتدائی نو (۹) غزوے ایسے ہیں جن میں
آنحضرت صلی اللہ وسلم علیہ نے بذاتِ خاص جنگ کی ہے ،
یعنی :-

- (۱) غزوہ بدر
- (۲) غزوہ احد
- (۳) غزوہ خندق
- (۴) غزوہ بنی قریظہ
- (۵) غزوہ مسطلق
- (۶) غزوہ خیبر
- (۷) غزوہ البقیع
- (۸) غزوہ حنین
- (۹) غزوہ طائف

یہ قول محمد بن اسحاق کا ہے جن کے ہمنوا دوسرے راویان بخاری
بھی ہیں

واقعی نے محمد بن اسحاق سے اس باب میں اتفاق کیا ہے کہ ان دونوں غزوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قتال فرمایا، لیکن وہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ غزوہ وادی القریٰ کو یوم غابہ میں بھی آپ نے قتال فرمایا تھا، لہذا ان غزوات میں آنحضرت علیہ السلام کا قتال فرمانا متفق علیہ ہے، البتہ واقعی نے (دوکا) اضافہ کیا ہے جس کا ہم نے تذکرہ کر دیا ہے،

ان دونوں صاحبوں کے اختلافات ہم نے اس لیے بیان کر دیے کہ تمام علمائے غزوات و سیر کے یہ دونوں صاحب پیشوا ہیں اور اس میں انہیں کی جانب رجوع کرنا پڑتا ہے :

سرایا و سوارب و بُعُوث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرایا و سوارب و بُعُوث جیسا کہ ہم اسی کتاب میں ترتیب دے چکے ہیں، تہتم (۷۳) تھے، لیکن تاریخ و سیرت میں مصنفین نے اس باب میں اختلاف کیا ہے۔ (۱) ان میں سے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت علیہ السلام کے سرایا و سوارب چھیاسٹھ (۶۶) تھے :

(۲) دوسروں کا قول ہے کہ کچھ اوپر چاس (۵۰) تھے :

(۳) محمد بن اسحاق، جن کے ہمصنف متعدد علمائے سیر و مغازی ہیں، کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ پینتیس (۲۵) تھے :

(۴) محمد بن عمر اسواقی، کہ ان کے ساتھ بھی دوسرے اصحاب مغازی و سیر ہیں، کہتے ہیں کہ صرف اڑتالیس (۲۸) سرایا و سوارب تھے :

وجہ اختلاف

مسعودی کہتے ہیں :-

میری رائے میں ان سرایا کی تعداد کے متعلق جس امر نے یہ اختلافات پیدا کیے ہیں وہ یہ ہے کہ بعض مورخین نے ایسی ہم کو سریتہ قرار دیا ہے جن کو دوسرے مورخین سریتہ نہیں قرار دیتے، بات یہ ہے کہ ایسے سرایا بھی ہیں جو مغازی کے ضمن میں پیش آئے بعض نے تو ان کو مستقل سریتہ سمجھ کر شمار کیا اور بعض انہیں مغازی کا ضمیمہ سمجھے،

خیبر میں مشرکین کی ہزیمت کے بعد اکثر غزوات میں ایسا ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں تشریف فرما ہیں وہاں سے قریب قریب کے شہروں میں سریتہ بھیجے ہیں جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، فتح مکہ کے بعد ان بتوں کو توڑنے کے لیے جو مکہ کے ارد گرد تھے متعدد سرایا بھیجے،

اسی بنا پر اختلاف پیدا ہوا،

ہم نے ان سب کو اس کتاب میں جمع کر دیا ہے، انحصار تعداد کی کوشش بھی باقی نہیں چھوڑی ترتیب بھی دے دی، اور علماء سنیہ کے اختلافات سے بھی اس کو خالی نہیں رہنے دیا تاکہ فائدہ عام و نفع تام پر حاوی رہے۔

اس کتاب کی فضیلت

ہم نے (دفن تاریخ کے) کسی مصنف کو ایسا نہیں پایا جس نے ہماری طرح اسے حاصل کیا ہو اور ہماری جیسی ترتیب دی ہو، اس ذیل میں جس کو معلومات کی خواہش ہو تو سلف و خلف کے اہل عقول کی کتابیں دیکھے جو اس فن میں مانے ہوئے ہیں، جو کچھ ہم نے کہا ہے، مطالعہ کے بعد، اس کی حقیقت سے وہ آگاہ ہو جائے گا اور جو کام ہم نے کیا ہے اس کی فضیلت روشن ہو جائیگی، مطالعہ کتاب

واحاطہ البواب کے بعد تو اس کا سمجھنا آسان ہے مگر بغیر اس کے مشکل ہے؛
 یہ باتیں شرح و توضیح کے ساتھ مع تذکرہ اختلافات ہم اپنی
 کتاب (۱) فنون المعارف و ما جری فی الدہور السوالف (۲) الاستذکار
 لما جری فی سوالف الاعصار میں بیان کر چکے ہیں؛
 ہماری یہ کتاب (القبیہ و الاشراف) اسی دوسری کتاب
 (یعنی الاستذکار) کا تتمہ اور اسی پر مبنی ہے، البتہ ہم نے اس میں
 اسناد کو حذف کر دیا ہے کہ واقعات کا تحمل آسان ہو جائے اور
 جو بات اخذ کرنے کی ہے وہ قریب آجائے؛

فوتی مراتب

مسعودی کہتے ہیں: "تمذیر لشکر، تنظیم سپاہ، مقدار فوج، اور اس کے
 جنگی سیاست، تدبیر لشکر، تنظیم سپاہ، مقدار فوج، اور اس کے
 اسماء و اصطلاحات سے جو لوگ باخبر ہیں ان میں متعدد و افکار و
 کا یہ بیان ہے۔"

- (۱) سرایا (جمع سرتیہ) وہ ہیں جن کی تعداد تین سو سے پانسو
 تک کے درمیان ہو، یہ رات کو نکلنے والی مہم ہے؛
- (۲) دن کو نکلنے والی مہم کو سوارب کہتے ہیں (جمع سارب)
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "ومن هو مستشف باللیل و سارب بالہنار
 و رات میں چھپ کے اور دن میں علانیہ نکلنے والے)؛
- (۳) جس مہم میں پانسو سے زیادہ گراؤٹھ سو سے کم افراد ہوں
 ایسے مہمات مناسر ہیں (جمع منسر، بوزن منبر و مسجد)؛
- (۴) جو آٹھ سو کی مہم ہو وہ جیش ہے، اور یہ کمترین تعداد ہے
 جو کسی جیش میں ہو سکتی ہے؛
- (۵) جو آٹھ سو سے زیادہ اور ہزار سے کم ہو وہ خشاش ہے؛

(۶) جو ہزار کی مہم ہو وہ حبش الان ہے ؛
 (۷) جس میں چار ہزار ہو وہ حبش محفل ہے ؛
 (۸) جس میں بارہ ہزار ہوں وہ حبش جزا ہے ؛
 (۹) سراپا و سوارب لکھنے کے بعد جب مستغرق ہو جائیں
 اور چالیس نفر سے کم کے ہوں تو وہ جراند کہے جائیں گے (جمع جریدہ) ؛
 (۱۰) جو چالیس سے لے کے کچھ کم تین سو تک ہوں وہ
 مقاببت ہیں (جمع مقنبت) ؛
 (۱۱) جو تین سو سے لے کے کچھ کم پان سو تک ہوں وہ حمرات

ہیں (جمع حمرہ) ؛
 (۱۲) چالیس آدمی کو بھیجتے تو ایسی مہم کو عصبہ کے نام سے
 موسوم کرتے تھے ؛
 اہل عرب کا یہ قول تھا کہ خیر السر یا اربع مائتہ و خیر الحیوش
 اربعة الاف و لن یوتی اثنا عشا الفامن قلۃ (بہترین سر یہ وہ ہے
 جو چار سو کا ہو بہترین حبش وہ ہے جس میں چار ہزار ہوں ، اور
 جس فوج میں بارہ ہزار ہوں گے وہ قلت تعداد کے باعث
 کبھی مغلوب نہیں ہو سکتی) ؛

کچھ لوگوں کی یہ رائے ہے کہ مقنبت و منسرا یک ہی جیسے ہیں
 دونوں میں تیس سے چالیس آدمی تک ہوتے ہیں ، ان دونوں کے
 لیے جملے ہونے کی دلیل میں شاعر کی یہ شہادت پیش کرتے ہیں :-

واذا اتوا اكلت المقنبت لحدینل

(افواج مقنبت میں جبستی آگئی ہو اور وہ باہم دست و گریبان ہو چکی ہوں)

بالشعر منسرا منسرا وعظیم

(اُس وقت بھی سرحد پر ہم سے کوئی نہ کوئی منسرا اور کوئی نہ کوئی منسرا ہو رہی ہو تبارہ)

(۱۳) اکتیبہ ، وہ جمہیت جو منتشر ہو ؛

(۱۴) حضیرہ ، وہ لوگ جن سے دس یا دس سے کم کے ساتھ

مقابلہ کیا جائے :
 (۱۵) انقیضہ، وہ جماعت جس کے بل پر مقابلہ کیا جائے مگر
 (بہ لحاظ تعداد) جیش نہ ہو :
 (۱۶) ازرحن، جیش کثیر جو پہاڑ کے رُغن کی طرح ہو (در عن :-
 پہاڑ کا وہ سنگین حصبہ جو ناک کی طرح آگے نکلا ہو) :
 (۱۷) خمیس، جیش عظیم :
 (۱۸) جرار وہ فوج جو اپنی کثرت کے باعث بغیر انبوه کے
 کوچ کر سکے، جیش جرار بیشتر اوقات جیش عظیم ہی کے شمار و قطار میں ہے :
 ہم نے جو بیان کیا ہے اس باب میں لوگوں نے بہت کچھ کلام
 کیا ہے مگر ان سب میں جو سب سے بڑھ چڑھ کے اور سب سے مختصر
 بات تھی ہم نے وہی بیان کی ہے :

وفاۃ جناب نبویؐ

اس بات پر تو سب کا اجماع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے ماہ ربیع الاول میں دو شنبہ کے دن رحلت فرمائی، مگر اس امر میں
 اختلاف ہے کہ تاریخ رحلت کیا تھی :-

(۱) اکثر قول یہ ہے کہ جب آنحضرت علیہ السلام کی
 وفات ہوئی ہے تو اس مہینہ کی بارہ شبیں گزر چکی تھیں :

(۲) ربیع الاول کی دو شبیں گزر چکی تھیں :

(۳) ربیع الاول کی نو شبیں گزر چکی تھیں :

ایرانیوں کے مہینہ کی تاریخ ۱۶ اسفندار ماہ تھی سنہ ہجرت نصرہ ۱۱۳۰ھ
 حذیران (یعنی رومیوں کے مہینہ کی) تیسری تاریخ تھی :-

سنہ پادشاہ اسکندر بن فیلیپس ۴۳۳ھ :

کسریٰ نوشیروان بن قباد (پادشاہ ایران) کا سنہ جلوس ۱۰۰ تھا :

چودہ دن تک آنحضرت بیمار رہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ
ایام بیماری کی مدت اس سے کم تھی :

تجہیز و تکفین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (۱) علی بن ابی طالب (۲) عباس
ابن عبد المطلب اور ان کے دو صاحبزادے (۳) فضل (۴) تقی
(۵) اسامہ بن زید (۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ازاد
غلام شقران نے غسل دیا (رضی اللہ عنہم) :

اس امر میں اختلاف ہے کہ آنحضرت صلوات اللہ علیہ کا
کفن کیا تھا ؟

جعفر بن محمد اپنے والد محمد بن علی سے اور وہ اپنے والد
علی بن الحسین سے روایت کرتے ہیں (رضوان اللہ وسلامہ علیہم)
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب غسل دے چکے تو تین کپڑوں
میں تکفین کی، دو کپڑے تو صَّحَّارِیْن، اور بقول بعض سُخُولی تھے اور
ایک دھاری دار چادر تھی کہ جسم مبارک پر لپیٹ دی گئی :
مسعودی کہتے ہیں :-

صَّحَّارِیْ کپڑے صحَّار کی جانب منسوب ہیں جو علاقہ عمان کا
ایک بڑا مقام ہے، اور سُخُولی کپڑے سفید رنگ کے سوتی ہوتے
ہیں جو یمن کے ایک مقام میں کہ سُخُولَا کے نام سے مشہور ہے بنتے ہیں :

کفنِ اہل بیت

یہی روایت (جو اوپر بیان ہو چکی ہے) اہل بیت و شیعہ اہل بیت
کا مذہب ہے، امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کو بھی

یہی کفن دیا گیا تھا، البتہ ایک چوٹ کے باعث آپ کے سر میں عمامہ بھی باندھا گیا تھا، لہذا کفن میں عمامہ کا ہونا اہل بیت میں سنتِ انورہ ہے اور اسی پر عمل ہوتا ہے،

لیکن کفن جو فرض ہے اس میں عمامہ و منیر داخل نہیں، اہل بیت کے نزدیک جب دوسرا کپڑا دستیاب نہ ہو تو کفن میں صرف ایک کپڑا فرض ہے، اور جس کو محتشیش و وسعت ہو وہ تین کپڑے اور پانچ کپڑے کفن میں دے سکتا ہے،

بعض نے پانچ کپڑوں سے زیادہ کی نسبت یہ روایت کی ہے کہ اُسے رہنے دیں اور انھیں کپڑوں میں سے ایک کے بیچ میں چاک کر کے قمیص بنادیں مگر سلا نہ ہو،

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کفن تین سو تین کپڑوں کا تھا جس میں نہ قمیص تھا نہ عمامہ،

انھیں سے ایک دوسری روایت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن میں سحلا کے تین کپڑے تھے جن میں نہ قمیص تھا نہ عمامہ ابراہیم سے یہ حکایت بیان کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن میں ایک حُلّہ میانی تھا اور ایک قمیص،

جنازہ

تجہیز و تکفین کے بعد لوگوں نے فرج فرج، بغیر کسی امام کے نمازِ جنازہ ادا کی، اور وفات کے دوسرے دن سہ شنبہ کو عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے حجرہ میں دفن ہوئے (ضعیف روایتوں میں) یہ بھی کہا گیا ہے کہ :-

(۱) چار شنبہ کی رات میں دفن ہوئے،

(۲) وفات کے تین دن بعد دفن ہوئے،

قریب علی بن ابی طالب وفضل و قثم فرزند ان عباس و شقران
اُترے (رضی اللہ عنہم) جن کے نام (تذکرہ غسل میں) ہم دیکھ چکے ہیں :

کاتبان حضرت نبویؐ

جو کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہوتا وہی
لکھتا بھی تھا :

(۱) خالد بن سعید بن العاص بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف
پیشی کے کاتب تھے، ہر قسم کے کام جو آنحضرت کو پیش آتے
سب میں وہی کتابت کرتے :

(۲) مغیرہ بن شعبہ ثقفی :

(۳) حصین بن نمیر، یہ دونوں صاحب آنحضرت کے
ضروریات لکھتے تھے :

(۴) عبد اللہ بن الارقم بن عبد یغوث الزہری :

(۵) علاء بن عقیبہ، یہ دونوں صاحب قرض کے وثیقہ،
دستاویز، ہر قسم کے شرائط، اور معاملات کے کاتب تھے :

(۶) زبیر بن العوام :

(۷) جہیم بن الصلت، یہ دونوں صاحب آمدنی زکاۃ و
صدقات کے کاتب تھے :

(۸) خدیف بن الیمان، حجاز کی آمدنی کا تخمینہ (موازنہ)
لکھتے تھے :

(۹) معیقب بن ابی فاطمۃ الدوسی منسوب بہ دوس بن عبد مناف

ابن عبد اللہ بن زہران بن کعب بن الحارث بن کعب بن عبد اللہ
ابن مالک بن نضر بن الازد، جو قبیلہ بنی اسد کے حلیف تھے،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مال غنیمت کی کتابت کرتے تھے

اور اسی خدمت پر آنحضرت سلام اللہ علیہ کی جانب سے مامور تھے :
 (۱۰) زید بن ثابت الانصاری ثم الخزرجی کہ خاندان بنی غنم
 ابن مالک بن النجار سے تھے ، یاد شاہوں کو دین جان ب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم خط لکھتے تھے اور حضور نبویؐ میں خطوط کا جواب
 دیتے تھے ، ان کا یہ بھی کام تھا کہ فارسی و رومی و قبطی و حبشی زبانوں
 کے خطوط کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ترجمہ کرتے
 تھے ، ان زبانوں کے جو لوگ اہل زبان تھے زید نے انھیں سے
 مدینہ میں یہ سب زبانیں سیکھی تھیں :

(۱۱) حُظَلَّةُ بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ صَيْفِيٍّ الْأَسَدِيُّ الْقَيْمِيُّ ، حضور نبویؐ
 میں جب ان کتابوں میں سے کسی شعبہ کا کوئی کتاب موجود نہ ہوتا
 تو ان کے خاص فرائض میں یہ ان سب کی نیابت کرتے تھے اور
 ان کا کام آپ انجام دیتے تھے ، یہ حُظَلَّةُ کاتب کے نام سے مشہور
 تھے ، عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کے زمانہ میں جب اللہ تعالیٰ
 نے مسلمانوں سے ممالک فتح کرائے اور مسلمان ان میں پھیل گئے
 تو علاقہ دیا ر مصر کے شہر براء میں درجہ بہ اصطلاح فرنگ « ایڈم »
 کہتے ہیں حُظَلَّةُ نے اقامت کی اور وہیں انتقال کر گئے ، ان کی بیوی
 نے کہ انھیں کی قوم کی تھیں ان کا مرثیہ کہا ہے :-

يَا عَجَبَ الدَّاهِرِ لِحُزُونَةِ

(اُس رنجیدہ عورت کے لیے عجائب زمانہ میں سے کتنی عجیبات ہے)

تَبَكُّي عَلَى ذِي شَيْبَةٍ شَاحِبِ

(کہ اُس شخص کو روتی ہو جو بوڑھا بھی ہو ، اُس کے بال بھی سفید ہوں ، اولاد غریف بھی ہو)

اِنْ تَسَالَيْنِي الدَّاهِرَ مَا شَقْنِي

(اے عورت زمانہ نے میرے ساتھ جو سلوک کیا ہے اگر تو اُس کو پوچھتی ہے)

أَخْبِرْكِ قَبِيلًا لَيْسَ بِالكَاذِبِ

(تو میں تجھ کو ایک ایسی بات بتاتی ہوں جو مطلق جھوٹ نہیں)

ان سواد الراس اودی ہے
(سیاہی موے سر کی ہلاکت نے اس کو ہلاک کیا)

حزنی علیٰ حظلة الکاتب

(جس سے حظلہ کاتب کی نسبت میرا رخ و غم بھی ہلاک ہو گیا)

(۱۲) عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتابت کی، یہ بنی عامر بن لوی بن غالب کے خاندان میں تھے، (کچھ روز کتابت کر کے) مرتد ہو کر مکہ میں مشرکوں سے ملاپ کر لیا (لیکن فتح مکہ کے بعد از سر نو مسلمان ہو گئے اور تابہرگ اسلام پر قائم رہے) :

(۱۳) شریح بن حسنہ طابخی نے بھی آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام کی کتابت کی، یہ قبیلہ خندف کے تھے اور قریش کے ساتھ ان (کی جماعت) کا معاہدہ تھا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ خندفی نہ تھے بلکہ کنیدی تھے :

(۱۴) ابان بن سعید :

(۱۵) علاء بن الحضرمی، ان دونوں صاحبوں نے بھی کبھی کبھی پیشگاہ نبوی میں کتابت کی ہے :

(۱۶) وفات حضرت نبویؐ سے چند مہینہ پیشتر معاویہ نے بھی آنحضرت صلوات اللہ علیہ کی کتابت کی تھی :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبوں میں ہم نے صرف انھیں صاحبوں کے نام لکھے ہیں جو استقلال کے ساتھ آپ کی کتابت کرتے رہے، اس فرض کے ادا کرنے میں مشغول تھے ایک مدت دراز اُس میں بستر کی، اور ان کی کتابت کے متعلق صحیح روایتیں بھی وارد ہیں، وہ لوگ جنہوں نے فقط ایک دو تین خطوط لکھے تھے ان کے نام نظر انداز کر دیے، کیوں کہ اتنی سی بات پر وہ کاتب وحی کملانے کے مستحق نہ تھے اور نہ کاتبان حضرت نبویؐ

کے ذیل میں اُن کا شمار ممکن تھا:

خلافت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

ابو بکر عبد اللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ
 ابن کعب بن لوی، سلسلہ نسب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مرہ بن کعب
 میں جاتے ہیں، آنحضرت سلام اللہ علیہ بھی اور ابو بکر صدیق ابھی مرہ بن کعب
 سے یکساں تفاوت رکھتے ہیں، آنحضرت اور مرہ کے درمیان بھی چھ آبا و اجداد
 ہیں، اور اسی طرح ابو بکر صدیق اور مرہ کے درمیان بھی چھ آبا و اجداد ہیں۔
 عہد جاہلیت میں ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کا نام عبد الکعب تھا،
 جب مسلمان ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ نام رکھا،
 اُن کا لقب عتیق ہے (یعنی آزاد و حسین و جمیل) کہا جاتا ہے کہ:-
 (۱) اُن کے حسن و جمال کے باعث یہ لقب پڑا
 (۲) آتش دوزخ سے آزاد ہونے کے باعث یہ لقب پڑا
 یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جاہلیت میں اُن کا نام ہی عتیق تھا،
 اُن کی والدہ اُم الخیر تھیں بنت صحر بن عامر بن کعب بن سعد
 ابن تیم بن مرہ۔

سقیفہ بنی ساعدہ

بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج کے سقیفہ میں ابو بکر صدیق
 (رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ پر اسی دن بیعت ہوئی جس دن رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا ہے،
 یہ دو شبہ اکاون تھا جب کہ ربیع الاول ۱۱ھ کی بارہ (۱۲)
 شبیں گزر چکی تھیں،
 انصار کے سعد بن عبادہ بن ولیم الانصاری ثم الخزرجی کو

بیت کے لیے منتخب کر لیا تھا یعنی تمام مسلمانوں کا خلیفہ و نائب پتیر
وہ سعد کو بنانا چاہتے تھے؛

اسلام میں پہلا اختلاف

ستیفہ میں جو مہاجرین موجود تھے اُن میں اور شُحد بن عبادہ میں سخت
نزاعیں اور بڑے بڑے جھگڑے ہوئے، علی و عباس (رضی اللہ عنہما)
وغیرہ مہاجرین اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز اور
دفن میں مشغول تھے؛
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ پہلا اختلاف تھا جو اسلام
میں حادث ہوا؛

ارتداد

وفات حضرت نبوی کے بعد اکثر عرب مرتد ہو گئے، کافر بنکر
اور مانع زکاۃ و صدقہ بھی، ان میں سب سے بڑی شوکت اور خوفناک
حالت یمامہ میں سُیْلَہ کذاب حنفی اور قبیلہ اسد بن خزیمہ میں طَلِیحَہ
ابن خُوَیْلِدُ الاسدی ثم الفُفْعُسی کی تھی، عِیْنِہ بن حصن فزاری بھی
قبیلہ غطفان کے ساتھ طَلِیحَہ کا دست و بازو بن گیا تھا؛

مرتدوں کی تادیب

ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے اُن مُرتدوں اور نیز نواح مُغر کے
تمام مرتدوں کے مقابلہ کے لیے خالد بن الولید بن المغیرۃ المخزومی کو بھیجا؛
خالد نے طَلِیحَہ سے مقابلہ کر کے اُس کو ہزیمت دی، اُس
کی جمیعت درہم و برہم کر دی، اور عِیْنِہ کو گرفتار کر لیا، یہ واقعہ لُحَہ کا ہے؛

وہاں سے بطاح گئے، بنی تمیم کے ملک میں جنگ کی اور مالک
 ابن نویرہ یزبوعی کو قتل کیا؛
 وہاں سے پیامہ گئے تو بنی حنیفہ نے سخت جنگ کی تا آن کہ
 مسئلہ مارا گیا اور باقی لوگوں نے مصالحت کر لی، یہ واقعہ سال ۱۲۰۰ء کا ہے؛
 پیامہ میں مسلمانوں میں سے بارہ سو (۱۲۰۰) شہید ہوئے
 جن میں قریش کے (۲۳) تھے اور انھیں میں عمر بن الخطاب کے
 بھائی زید بن الخطاب بھی تھے، رضی اللہ عنہما، الصاریں شمر (۴۰)
 شہید ہوئے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے کم تعداد تھی؛
 جتنے لوگ مرتد ہوئے تھے خالد رضی اللہ عنہ، ان میں سے
 ہر فرقہ کو یکے بعد دیگرے پامال کرتے رہے حتیٰ کہ سب ارتداد سے
 باز آئے؛

سجاح جو نبوت کی مدعی تھی

سجاح بنت حارث بن سُوید بن عُصفان، قبیلہ تمیم میں بنی یزبوع
 کے خاندان سے تھی، یزبوع بن حنظلہ بن مالک بن زید بن مناة
 ابن تمیم، وہ پیغمبر بن بیٹھی تھی اور بہت سے لوگ اُس کے پیرو بھی
 ہو گئے تھے جن میں :-

(۱) زبرقان بن بدر (یہ ایک مشہور خطیب عرب تھے
 اور مین بعد مسلمان ہو گئے)؛

(۲) عطار دبن حاجب بن زرارہ (نہایت نامور عرب سردار)؛

(۳) شہب بن ربعی، یہ سجاح کے موذن تھے؛

(۴) عمرو بن الہثم (یہ بھی ایک نامور سردار عرب تھے اور

میں بعد مسلمان ہو گئے) یہ لوگ سب بنی تمیم ہی کے تھے؛

سجاح (کی جمعیت جب مکمل ہو گئی تو مقابلہ کی غرض سے)
 مسئلہ کی جانب پیامہ کو روانہ ہوئی کہ اُسے بھی اپنا تابع کر لے اور

اور اس طرح تمام ملک یمن سباح کا مرید ہو جائے) وہاں پہونچی تو سئلہ نے اُس سے عقد کر لیا اور وہ تین دن تک وہیں ٹھہری رہی یہی واقعہ ہے جس پر طبر تاج بن حکیم الطائی نے کہا ہے:-

لعمری لقد کسارت سباح بقومها
(مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ عجیب واقعہ ہے، سباح اپنی قوم کو لیکر تو پیلی)

فلما اتت عزالیمامة حلت
(گرمیامہ کی عزت کے اس پہونچی یہ تھی کہ ٹھہر گئی اور مکمل کھیلی)

فدارسها البکری حتی استزلها
(قبیلہ بنی بکروا نے انہی سئلہ نے کچھ ایسی ٹپی پڑھائی کہ اسے بالکل ہی بکالیا)

فاضحت عروسا فیہم قد تجلت
(نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اُن میں جا کر لڑھکن بن گئی اور حقیقت میں اُس کا جلوہ بھی ہوا)

فتلك نبی الخظلیان اصبحت
(دیکھو، یہ ہے قبیلہ بنی خظلد والوں کی پینمبر)

مضغنة فی خدرها قد تطلت
(جو اپنے نغنے اور دوپٹہ کے اندر خوشبوئیوں سے بسی ہوئی ہے)

عطارد بنی حاجب بن ازارہ کہتا ہے:-
امست نبیتنا انشی لطیف بها

(ہم کو پیغمبر بھی ملا تو آوازہ جسے ہر جگہ ہم لیے لیے پھرتے ہیں)
واصبحت انبیاء الناس ذکرانا

(حال آں کہ تمام لوگوں کے جتنے پیغمبر ہیں وہ سب ہمیں)
اس شعر میں ”پیغمبروں“ سے عطارد کی مراد (۱) اسود عتسی (۲) فیلح بن خویلد (۳) اور سئلہ ہے۔

نصرانیوں پر لشکر کشی

ملک شام میں رومیوں سے جنگ کرنے کے لیے (حضرت)

ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے لشکر ترتیب دیے اور (منہرجہ ذیل) سپہ سالار مقرر کیے :-

(۱) یزید بن ابی سفیان :

(۲) عمرو بن العاص :

(۳) ابو عبیدہ بن الجراح :

(۴) شریک بن حسنہ :

(۵) خالد بن الولید کو جو نواح عراق میں (فوج لیکر) گئے تھے

اور وہاں ایرانیوں سے لڑ رہے تھے) لکھ بھیجا کہ انھیں سر لشکروں کے ساتھ وہ بھی شامل ہو جائیں، اس حکم کے مطابق خالد بھی انھیں کے ساتھ ہو لیے اور ملک شام کے علاقہ :

(۱) بصری :

(۲) حوران :

(۳) بٹنیہ :

(۴) بلقاء جو دمشق کے توابع سے تھے سب فتح کر لیے،

رومیوں نے اجنادین میں اور اس کے بعد مرج الصفر میں مقابلہ کیا اور شکست کھائی، ان گنت مارے گئے، :

ان فتوحات کے بعد مسلمانوں نے چل کر دمشق کا محاصرہ کر لیا،

ہنوز اُس کو گھیرے ہی تھے کہ (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) انتقال کر گئے :

وفات حضرت صدیق اکبر

(حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی وفات مدینہ میں ہوئی ۸ شعبان

کی شب تھی، جمادی الاخرہ ۳۱ھ کی آٹھ راتیں گزر چکی تھیں، ترشہ (۶۳)

برس، اور بروایت ضعیف اس سے زیادہ کی عمر تھی، :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (اُم المؤمنین) عائشہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا) کے حجرہ میں دفن ہوئے، مدتِ خلافت دو برس تین مہینہ دس دن، اور بروایت مجہول میں دن، ۶

حلیہ

(حضرت) ابو بکر (رضی اللہ عنہ) بلند بالا، گندم گوں، دُبلے پتلے آدمی تھے، ڈاڑھی بہت گھنی نہ تھی، آنکھیں حلقوں کے اندر دھنسی ہوئی تھیں، پیشانی ابھری ہوئی، اور دونوں رُخسارے بھرے ہوئے تھے، مہندی اور رسمہ کا خضاب لگاتے تھے، ۶

عمدہ دارانِ خلافت

کاتب :-

(۱) عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) ۶

(۲) زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) ۶

(۳) عبد اللہ بن الارقم (رضی اللہ عنہ) ۶

نقش خاتم :- نفعہ القادر اللہ (اللہ تعالیٰ بہترین قدرت والا ہے) ۶

قاضی :- عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) ۶

حاجب :- شدید جوآن کے آزاد غلام تھے ۶

اولاد

(حضرت) ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے تین فرزند تھے ۶

(۱) عبد اللہ، جن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

محاصرہ طائف میں، پہلے تذکرہ ہو چکا ہے، اُن کی اولاد کا خاتمہ ہو گیا،

آخری صاحب اسماعیل تھے، ابن عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ)؛
(۲) عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما) یہ صحابی تھے،
کثرت تعداد انھیں کی اولاد میں ہے؛

طلحیین انھیں میں ہیں، فرزند ان طلحہ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن
ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ)؛

اکثران میں صحرائشین ہیں، اُن کی فرودگاہیں مقاماتِ ماذہ وُصفینہ
وَأَفِیْعِیَہ و غمرہ ہیں؛

وُصفینہ علاقہ قضا میں ہے جو ایم کے تاج اور عراق کی سڑک پر
مسلم کے متصل واقع ہے؛

یہ سب علاقے اس وقت تک (یعنی تا بعدِ مصطفیٰ) انھیں
صاحبوں کے قبضہ میں ہیں، ان کی تعداد بھی کثیر ہے اور طاقت بھی؛

(۳) محمد بن ابی بکر، ان کی اولاد قاسم بن محمد سے چلی جو مدینہ
کے ایک فقیہ اور تابعین صحابہ میں ایک بہت ہی اچھے بزرگ

تھے، مگر اولاد میں کثرت نہیں، محمد بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن قاسم
ابن محمد اسی سلسلہ میں ہیں، صاحبزادیاں تین تھیں؛

(۴) عائشہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؛

(۵) أسماء والدہ عبد اللہ بن زبیرؓ؛

(۶) مصطفیٰ نے تیسری صاحبزادی کا تذکرہ نہیں کیا

جو وفات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے چند ماہ بعد پیدا ہوئی تھیں)؛

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لیکر آج تک کوئی ایسا

خلیفہ نہیں ہوا جس کے والد بھی اُس کے عہد خلافت میں زندہ موجود

ہوں، یہ صرف (حضرت) ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے؛

ابو حنفہ رضی اللہ عنہ

جب (حضرت) ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی ہے تو

اُن کے والد ابو جحافہ مکہ میں مقیم تھے، موت کی خبر سنی تو کہا :-
یہ بڑا حادثہ ہے :

(حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے ترکہ میں چھٹے حصہ کے
وارث ہوئے، ابو جحافہ کو چھٹا حصہ میراث میں ملا (مگر انھوں نے
خود نہ لیا کہ بہترین وارث اولاد ابوبکر ہیں، رضی اللہ عنہ) :
(حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی وفات کے سات مہینہ
بعد، اور بہ روایتِ جہول چھ مہینہ بعد، ابو جحافہ بھی انتقال کر گئے،
وہ اُس وقت اندھے ہو چکے تھے، ستانوے (۶۷) برس کی عمر میں
فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے تھے، :

ابو جحافہ کی وفات اور مہند بنت عتبہ کی وفات ایک ہی دن
ہوئی، مہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف، یہ معاویہ
ابن ابوسفیان کی والدہ تھیں :

وفات سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء

سہ شنبہ کی شب میں فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انتقال کر گئیں، یہ سالہ کا واقعہ ہے جب کہ رمضان کی تین راتیں
گزر چکی تھیں، روایتِ جہولہ میں ہے :-

(۱) وفاتِ حضرتِ نبوی کے تین ماہ بعد (حضرت) فاطمہ
(رضی اللہ عنہا) نے وفات پائی :

(۲) چھ مہینہ بعد :

(۳) ششردن کے بعد، اسی طرح کے اور بھی اقوال ہیں :

اُن کی عمر میں بھی اختلاف ہے :-
(۱) ایک فریق کہتا ہے وہ تینتیس (۳۳) برس کی عمر میں

واصلِ بقی ہوئیں :

(۲) دوسرا فرق کہتا ہے، نہیں، بلکہ تیس (۳۰) برس؛
 (۳) ایک اور فرقہ کا قول اُن تیس (۲۹) برس ہے، اور یہ
 قول اکثر اہل بیت و شیعہ اہل بیت کا ہے؛
 روایت مجہول میں اُس سے بھی کم عمر بتائی گئی ہے؛
 امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اُن کو غسل دیا
 اور شباشب (گورستان) بقیع میں دفن کر دیا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ اُن کو غسل
 دینے والے اور دفن کرنے والے کوئی اور صاحب تھے؛
 (حضرت) ابوبکر رضی اللہ عنہ کو (تجہیز و تکفین و نماز جنازہ میں)
 شرکت کی اجازت نہ ملی، کیوں کہ (حضرت) فاطمہ (رضی اللہ عنہ) نے
 جب سے فذک وغیرہ کے متعلق اپنے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 وراثت و ترکہ کا مطالبہ کیا تھا اُسی زمانہ سے (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ)
 سے قطع تعلق کر چکی تھیں، ان میں باہم بحث بھی ہوئی تھی، تا آن کہ وہ
 انتقال کر گئیں؛

جب تک وہ زندہ رہیں علی علیہ السلام نے ابوبکر رضی اللہ عنہ
 کی بیعت نہ کی، اس بیعت کی کیفیت میں اختلاف ہے، ہم اسکی تفصیل
 کتاب الاستذکار للاحقری فی سالف الاعصار میں درج کر چکے ہیں؛

خلافتِ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن قُوط
 ابن رزاح بن عدی بن کعب بن لؤی کی کنیت ابو حفص تھی، ان کی والدہ
 حنظلہ تھیں، بنت ہشام بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم، جس وقت
 (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے وفات پائی اُسی وقت (حضرت)
 عمر (رضی اللہ عنہ) کی بیعت ہوئی، اللہ تعالیٰ نے اُن کے ہاتھ پر
 اکثر ممالک فتح کیے؛

اولیات فاروقی

- (۱) انھوں نے فوجیں مرتب کیں :
- (۲) شہر بسائے :
- (۳) محاکم و دفاتر بنائے :
- (۴) عطاء کی طرح ڈالی (یعنی تمام مسلمانوں کیلئے بیت المال سے حسب حیثیت تنخواہیں مقرر کر دیں) :
- (۵) تاریخ تحریر کی :
- (۶) ماہ رمضان میں نماز تراویح سنت قرار دی :

شہادت

ذی الحجہ ۳۱ھ کی چار راتیں باقی تھیں۔ چار شنبہ کا دن تھا کہ مدینہ میں شہید ہوئے، ترستھ (۶۳) برس کی عمر تھی، اور بروایت جمہول اس سے کم، مگر زیادہ مشہور پہلی ہی روایت ہے، ایرانی غلام ابولولوہ نے جو غنیہ ابن شعبہ کا غلام تھا ان کو شہید کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر کے ساتھ (آدم المومنین) عائشہ کے حجرہ میں دفن ہوئے :

مزارات حجرہ شریفہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی قبریں کیوں کر ہیں؟ ان کی کیفیت (جو بیان کی گئی ہے) اس میں اختلاف ہے :

- (۱) ہشام بن عروہ اپنے والد (عروہ بن زبیر بن عوام) سے راوی ہیں کہ (آدم المومنین) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا :-

ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے جب وفات پائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہوئے، اُن کا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مونڈھوں کے درمیان تھا، پھر عمر (رضی اللہ عنہ) نے انتقال کیا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پہلو میں دفن ہوئے، اُن کا سر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے دونوں شانوں کے درمیان تھا؛

(۲) قاسم بن محمد بن ابی بکر کہتے ہیں: میں نے (ام المؤمنین) عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس آکر خواہش کی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آنحضرت کے دونوں ساتھیوں کی قبریں مجھے دکھا دیجئے؛ انھوں نے مجھے تین قبریں دکھائیں جو نہ بہت اونچی تھیں نہ بالکل زمین کے برابر تھیں، سرخ رنگ کے سنگ ریزوں سے سطح ہموار تھی؛

میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر آگے ہے، ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے پاس پیچھے واقع ہے، اور عمر (رضی اللہ عنہ) کا سر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے قدموں کے پاس ہے؛

(۳) ابو عبد اللہ جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کا بیان ہے کہ میرے والد نے کہا: یہ قبریں زمین سے ایک بالشت اونچی، مرتب، ایک کے بعد ایک، ترتیب کے ساتھ واقع ہیں؛

شکل و صورت

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ) دس برس چھ مہینہ اٹھارہ دن خلیفہ رہے؛ گندم گول، بلند، بالا، درازی قد کے، باعث لوگوں سے اونچے نظر آتے، ایسا معلوم ہوتا گویا سوار میں، بائیں ہاتھ سے کام کرتے،

ڈاڑھی گھنی تھی :

لوازم خلافت

کاتب :- (۱) زید بن ثابت (۲) عبداللہ بن القاسم
نقش خاتم :- کفّی بالمولت واعظاً یا عمار (اے عمر نصیحت اور
وعظ کے لئے موت ہی کافی ہے) اور بقول بعض : امنت بالذی
خلقتی (جس نے مجھے پیدا کیا ہے میں اُسی پر ایمان لایا ہوں) :
حاجب : یزنی ، جو ان کے آزاد غلام تھے :
قاضی : ابوامتیہ شریح بن الحارث بن قیس بن الجهم بن معاویہ
ابن عامر بن الزراث بن الحارث بن معاویہ بن کنده ، :
کنده ہی کو ثور کہتے ہیں ، ابن عفیر بن عدی بن الحارث بن مرہ
ابن ادد بن زید بن شیبہ بن عزیب بن زید بن کملان بن سبا بن شیبہ
ابن یعرب بن قحطان :
بروایت : جہول پہلے پہل سلیمان بن ربیعہ ہارلی عسراق میں
(حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کی جانب سے قاضی مقرر ہوئے تھے ،
اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) ہی کے عہد میں وہ
قاضی مدینہ تھے :
ان کے بعد سائب بن زید قاضی ہوئے جو نمکندی کے بھانجے تھے :

اولاد

(حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کے نواد (۹) اولاد تھی :-

عبداللہ :

عبدالرحمن اکبر :

زید اکبر :

عبید اللہ جو صفیقین میں قتل ہوئے،

عاصم،

زید الصغر،

عبد الرحمن الصغر،

عباس،

عبد اللہ الاصغر،

ان میں سلسلہ اولاد چارہی صاحبوں سے چلا:-

عبد اللہ الاکبر،

عاصم،

عبید اللہ،

عبد الرحمن الاصغر،

چار لڑکیاں تھیں جن میں ایک (أم المومنین) حفصہؓ ہیں،
زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،

تاریخ حبسری

(حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کے عبد خلافت میں ایسے واقعات پیش آئے جن کا وقت نہ معلوم ہو سکا کہ یہ کب کے حوادث ہیں، لوگوں سے (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) نے تاریخ کی نسبت مشورہ کیا، تاریخ نجوم وغیرہ میں بڑی بحث ہوئی، (حضرت) علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کے اشارہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت اور سرزمین شریک کے ترک کرنے کا زمانہ تاریخی سنہ قرار پایا، محرم تاریخ کا سر آغاز ہوا جو مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے دو مہینہ بارہ دن قبل پڑتا تھا، لیکن بہتر یہی سمجھے کہ آغاز سال سے (جس کا پہلا مہینہ محرم ہوتا تھا)، تاریخ کی ابتدا ہو،

یہ واقعہ باختلاف روایات (ہجرت نبوی) کے سترھویں یا اٹھارھویں سال کا ہے :

تحقیق تاریخ

مسعودی کہتے ہیں :-

زُہری (یعنی) محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب ابن عبد اللہ بن الحارث بن زہرہ بن کلاب، نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر جب مدینہ تشریف لائے تو تاریخ (ہجری) کا حکم دیا :

لیکن بحیثیت خبر احاد و مُرسل ہونے کے، جن لوگوں کے نزدیک مُرسل روایتیں مقبول نہیں ہیں، یہ روایت متروک و مہجور ہے، کیوں کہ اس میں واقعہ تاریخ کا وقت تک معلوم نہیں اور نہ اس کی کیفیت منقول ہے، ہم نے پہلے جو بیان کیا ہے اتفاق اسی پر ہے :

مجلس شورائے انتخاب خلیفہ

(حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) نے اپنے بعد خلیفہ منتخب کرنے کیلئے شوریٰ قرار دیا جس کے ارکان چھ تھے :-

(۱) علی (رضی اللہ عنہ) :

(۲) عثمان (رضی اللہ عنہ) :

(۳) طلحہ (رضی اللہ عنہ) جو اُس وقت موجود نہ تھے :

(۴) زبیر (رضی اللہ عنہ) :

(۵) عبد الرحمن بن عوف (رضی اللہ عنہ) :

(۶) سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) :

اپنے فرزند عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) کو بھی مشورہ و مباحثہ

وفیصلہ میں ان سب کا شریک تجویز کیا مگر یہ شرط کر دی کہ خود انہیں خلافت سے کچھ سروکار نہ ہوگا،

تین دن کی مہلت ان لوگوں کو دی (کہ اسی مدت میں اپنے میں سے کسی کو منتخب کر لیں)۔

ابو یحییٰ صہیب رومی کو، جو عبداللہ بن جعدان تہمی کے آزاد غلام تھے، اُن دنوں میں لوگوں کی پیش نمازی کا حکم دیا،

صہیب اپنے آپ کو عمر بن قاسط کے خاندان سے نسبت دیتے تھے اور اپنے والد کا نام سنان بتاتے تھے۔

انتخاب میں پابندیاں

(۱) ابو طلحہ زید بن سہل الانصاری ثم الخزرجی کو جو عدی بن عمرو ابن مالک بن النجار کی اولاد میں تھے اور انس بن مالک کی والدہ اُمّ سلمہ کے شوہر تھے، پچاس انصاریوں کے ساتھ اُن لوگوں کا ٹھکانا متقرر کیا اور حکم دیا کہ تین دن کے اندر یہ لوگ معاملہ منفصل کر کے اپنے میں سے کسی کی خلافت پر اتفاق کر لیں۔

(۲) حکم دیا کہ اگر ایک شخص کے متعلق پانچ آدمی متفق الّا ہوں اور ایک اختلاف کرے تو اس کو قتل کر دو۔

(۳) اسی طرح اگر چار اتفاق اور دو اختلاف کو اس تو اس دو کو مار ڈالو۔

(۴) لیکن اگر دو فرقے ہو جائیں (تین ایک کی نسبت راے دیں اور تین دوسرے کی تجویز کریں) تو اس فرقہ کے ساتھ شامل ہو جس میں عبدالرحمن بن عوف ہوں (رضی اللہ عنہ)۔

(۵) مسلمانوں نے جس پر اتفاق کر لیا ہو اگر دوسرا فرقہ اُس کے انتخاب سے انکار کرے تو اس کو قتل کر ڈالو۔

طریق انتخاب

عبدالرحمن (رضی اللہ عنہ) نے ارکان شوری کے روبرو یہ تجویز پیش کی کہ ایک ایک صاحب دعوائے خلافت سے دست بردار ہو جائیں اور اُن کو یہ حق ہو کہ (بقیہ تین میں سے) جس کسی ایک کو چاہیں منتخب کریں، یہ تجویز کسی نے منظور نہ کی:

عبدالرحمن (رضی اللہ عنہ) اپنے حق سے دست بردار ہو گئے تاکہ اُن میں سے ایک کو منتخب کریں،

انتخاب میں سب کی رضا مندی و پسندیدگی حاصل کرنے میں تین دن گزر گئے، آخر میں عبدالرحمن نے عثمان کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور پھر سب کے اتفاق سے وہی خلیفہ منتخب ہوئے:

(حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) عبدالرحمن (رضی اللہ عنہ) کے بہنوئی تھے)

آپس کی بڑی بحث و نزاع کے بعد حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کی خلافت مُسلم مانی گئی، فَرَزَق اسی باب میں کہتا ہے:-

صَلَّى صَبِيْبٌ ثَلَاثًا ثُمَّ ارْسَلَهَا

(صُبيْب نے تین دن نماز پڑھائی اور پھر علی کی اختیار کر لی)

اَلْحِی اِبْن عَقَانَ مَلَكًا غَيْرِ مَقْسُوْرٍ

(عقان کے بیٹے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سید اُس ملک کو کر دیا جس کی کوئی نفع و زیان نہ تھا)

خلافت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ)

(حضرت عثمان بن عفان بن ابی العاص بن اُمیّہ بن عبد شمس

ابن عبد مناف کی کنیت ابو عبد اللہ اور ابو عمرو بھی، اُن کی والدہ

آروی تھیں، بنت کُرَیز بن ربیعہ بن حُبیب بن عبد شمس بن عبد مناف،
غزوہ محرم ۱۳۱ھ یوم جمعہ کو ان کے ہاتھ پر بیعت ہوئی اور
جمعہ ہی کے دن، ذی الحجہ ۱۳۱ھ میں جب کہ (ماہ مذکور کی)
بارہ شبیں باقی تھیں، مدینہ میں شہید ہوئے، بیاسی (۸۲) برس اور
بقول بعض اٹھاسی (۸۸) برس کی عمر تھی پنا

سیر و آثار میں ایک گروہ کا مذہب یہ ہے کہ (حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ) عید اضحیٰ (قربانی) کے دن شہید ہوئے، اس کی
دلیل میں قرآن کا قول پیش کرتے ہیں:-

عُثْمَانُ اَذَقْتُلُوهُ وَاَنْتَهَكُوا

(حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے شہید کیا، بے حرمتی کی)

دَمْرُ صَبِيْحَةٍ لَيْلَةِ الْفَجْرِ

(قربانی والی رات کی صبح کو، یعنی عید اضحیٰ کے دن، اُن کا خون بہا یا)

اَیْمَنُ بْنُ خُرَيْمِ بْنِ فَاثِكٍ اسدی جو شیخ عثمان رضی اللہ عنہ
کے گروہ میں داخل ہیں کہتے ہیں:-

تَعَاقَدَ الَّذِیْ اَجُوْ عُثْمَانَ ضَا حِیَّةً

(حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فوج کرنے والوں کے دن عہد و پیمان یا بیعت)

فَاَتَى ذَیْجٍ حَرَامٍ وَیَحْجَمُ ذَیْجُ حَرَامٍ

(ذیف ہے کہ ان لوگوں نے کیسے حرمت و عظمت والے منہج کی قربانی کی ہے)

ضَحَوْا ابْتِغَاءً فِی الشَّهْرِ الْحَرَامِ وَلَمْ

(ان لوگوں نے حرمت والے مہینہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قربانی کی ہے)

یَحْشُوا عَلٰی مَطْعِ الْکُفْرِ الَّذِیْ طَمَحُوا

(وہ کفر کا مقصد جو ان لوگوں کے پیش نظر تھا اُس سے ڈرے تک نہیں)

حَسَانُ بْنُ ثَابِتٍ انصاری کہتے ہیں:-

كُفُّوا بِاسْمِطِ عَنَّا السُّجُودِ

(ان لوگوں نے اُس شخص کی قربانی کی جس کے سر کے بال سفید تو ہو چکے تھے

(مگر ہنوز سیاہی مائل تھے، اُس کی پیشانی سے نشانِ عہدہ نمایاں تھا)
 يَقْطَعُ اللَّيْلَ تَسْبِيحًا وَقِرَانًا

(وہ تمام رات تسبیح و تہلیل و تلاوتِ قرآن میں بسر کرتا تھا)
 مدینہ کے اُس مقام میں دفن ہوئے جو خوش کوکب کے نام سے
 مشہور ہے، خوش بضم حاء بمعنی باغ، یہ باغ ایک انصاری سے منسوب
 ہے جن کا نام کوکب تھا؛
 (حضرت) عثمان (رضی اللہ عنہ) گیارہ برس گیارہ مہینہ
 بائیس روز خلیفہ رہے؛

قد وقامت میں درمیانہ، جسم کے معتدل، خوش رُو
 گندم گوں، ڈاڑھی بھری مکتی جس کا رنگ خضاب سے زرد ہوتا
 دانتوں میں سونے کی بندش تھی؛

عہدہ دارانِ خلافتِ ثالثہ

کاتب : مروان بن الحکم؛
 حاجب : خُمران جو (حضرت) عثمان (رضی اللہ عنہ) کے
 آزاد غلام تھے؛

قاضی : زید بن ثابت انصاری، انھوں نے (حضرت) عثمان
 (رضی اللہ عنہ) کی کتابت بھی کی ہے، بروایتِ جہول (حضرت) عمر
 (رضی اللہ عنہ) کے عہد میں بھی یہ مدینہ میں عہدہ قضا پر مامور تھے؛
 (۲) سائب بن یزید جو نمرکندی کے بھانجے تھے،
 بروایتِ جہول یہ (حضرت) عثمان (رضی اللہ عنہ) کے عہد
 میں کوتوالی پر مامور تھے، مگر صحیح و ثابت پہلی ہی روایت ہے؛

عہدہ قضاء

مسعودی کہتے ہیں:

مُحَارِبُ بْنُ دُثَارٍ سے روایت ہے کہ جب (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) خلیفہ ہوئے تو (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) نے اُن سے کہا کہ آپ کے لیے قاضی کا کام میں اپنے ذمہ لیتا ہوں قاضی ہوئے تو سال بھر تک کوئی ایک شخص بھی اُن کے پاس نہ آیا (کیوں کہ فیض نبوت کا اتنا اثر تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان یا تو خصامات و منازعات کی نوبت ہی نہیں آتی تھی یا کوئی صورت پیدا ہوتی تو آپس میں خود ہی تصفیہ کر لیتے، مالش و استغاثہ و ارجاع مقدمہ کی ضرورت ہی نہ پڑتی)؛

وکیع کہتے ہیں:-

رہی (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کے زمانہ کی بات تو نافع سے روایت ہے کہ (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) نے زید بن ثناء (رضی اللہ عنہ) کو عہدہ قضاء پر مقرر کر کے اُن کے لیے اجرت (تنخواہ) مقرر کر دی تھی؛

یونس نے زہری سے روایت کی ہے کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاضی مقرر کیا نہ ابوبکر نے، اور نہ عمر نے (رضی اللہ عنہما)؛ ابو غسان محمد بن یحییٰ کہتے ہیں: اہل علم میں سے کسی کو بھی میں نے یہ بیان کرتے نہیں سنا کہ (حضرت) عثمان (رضی اللہ عنہ) نے مرتے دم تک کسی کو قاضی مقرر کیا ہو؛

خاتم و نقش خاتم

(حضرت) عثمان (رضی اللہ عنہ) کی انگشتی پر یہ فقرہ نقش تھا؛

۱) اٰمَنْتَ بِاللّٰهِ مَخْلَصًا (میں اخلاص کے ساتھ اللہ پر ایمان لایا)
بروایت مجہول :-

(۱) اٰمَنْتَ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ (میں اللہ پر ایمان لایا جو
عظمت والا ہے) ۛ

(۲) لتَصِيرَنَّ اُولَئِكَ مِنْ (صبر کرو ورنہ پشیمان ہونا پڑے گا) ۛ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتی اُن کے زمانہ تک
موجود رہی، جب اُن کے ہاتھ سے اگر گئی تو اسی کی ہمشکل انگلی پر
(وہی عبارت یعنی محمد رسول اللہ) منقوش کرائی گئی، یہی خاتم خلافت
ہے جو (اسی زمانہ سے) چلی آتی ہے، اُن کے بعد جتنے خلفاء
ہوئے سب کی علیحدہ علیحدہ انگشتیاں تھیں جن پر ہر ایک نے
اپنی اپنی پسند کے مطابق عبارتیں نقش کرائی تھیں، چنانچہ آئندہ
اس کتاب میں مطیع عباسی کے عہد خلافت تک ہم اس کا جہاں
بیان کریں گے، ۛ

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے چاندی کی ایک انگلی بنوائی تھی جو آپ کے ہاتھ میں تھی اور
آپ کے بعد ابوبکرؓ اور پھر عمرؓ اور پھر عثمانؓ کے ہاتھوں میں رہی،
تا اُن کہ بیئر اریس میں گر گئی (اریس: مدینہ مبارکہ کا ایک مشہور کنواں) ۛ

اولاد

(حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے (۹) لڑکے تھے ۛ

(۱) عبد اللہ اکبر جو چھ برس کی عمر میں انتقال کر گئے
اُن کی والدہ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، رقیہ تھیں، نبی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ۛ

(۲) عبد اللہ الاصغر ۛ

(۳) عمروؓ

(۴) عمرؓ

(۵) خالدؓ

(۶) ابانؓ

(۷) ولیدؓ

(۸) سعیدؓ

(۹) عبد الملکؓ

ان میں صاحبِ اولاد جن سے نسل چلی، پانچ ہیں :

(۱) عمرو جو اُن کے بڑے بیٹے تھے، اُن کی اولاد میں محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان سے سلسلہ چلا، حسن و جمال کے باعث اُن کا لقب دیاج تھا، اُن کی والدہ فاطمہ تھیں، بنت الحسین ابن علی بن ابی طالبؓ :

(۲) عمرؓ

(۳) ابانؓ

(۴) ولیدؓ

(۵) سعیدؓ

آٹھ لڑکیاں تھیں :

بزرگانِ صحابہ جو عہدِ عثمانی میں فوت ہوئے

(حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کی خلافت کے نوین سال کہ ۳۲ھ تھا (حضرت عباس بن عبد المطلب نے اٹھاسی برس کی عمر میں انتقال کیا) (رضی اللہ عنہ) سنۃ الفیل سے تین برس قبل پیدا ہوئے تھے :

(۲) اسی سال عبد الرحمن بن عوفؓ (رضی اللہ عنہ) نے

پچترہ (۷) برس کی عمر میں انتقال کیا:
 (۳) عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمیخ بن فاد
 ابن مخزوم بن صالحہ بن کاہل بن الحارث بن تیم بن سعد بن ہذیل
 ابن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن کچھ اوپر ساٹھ (۶۰) برس
 کے تھے (رضی اللہ عنہ)
 (۴) سلمہ میں ابوسفیان صحز بن حرب بن اُمیہ بن عبد
 ابن عبد مناف نے وفات پائی، اُن کی عمر بھی (حضرت) عباس
 (رضی اللہ عنہ) کی عمر کے برابر (یعنی) اٹھاسی (۸۸) برس ہو گئی تھی؟

خلافتِ علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ)

(حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) ابن ابی طالب بن عبد المطلب
 ابن ہاشم بن عبد مناف کی کنیت ابوالحسن تھی، ان کی والدہ فاطمہ
 بنتِ اسد بن ہاشم بن عبد مناف، جس روز (حضرت) عثمان (رضی اللہ عنہ)
 شہید ہوئے ہیں اُسی روز اُن کے ہاتھ پر بیعت ہوئی (اور وہ خلیفہ منتخب ہوئے؟)

حَرْبِ جَمَل

مسعودی کہتے ہیں:-
 (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) کی بیعتِ خلافت اور واقعہٴ جَمَل
 کے درمیان پانچ مہینہ اکیس روز کا فصل تھا،
 اصحابِ جَمَل کی جانب سے کہ امیر المومنین علی بن ابی طالب
 رضی اللہ عنہ کے فریقِ مقابل تھے (تیرہ ہزار (۱۳۰۰) اس جنگ
 میں کام آئے جن میں قبیلہٴ اُزد کے چار ہزار (۴۰۰۰) اور بقولِ مجمل
 اس سے کم، قبیلہٴ ضنبہ کے گیارہ سو (۱۱۰۰) اور بقیہٴ عامِ قبائل کے تھے؟

اصحابِ علی رضی اللہ عنہ میں سے ایک ہزار (۱۰۰۰) قتل ہوئے،
اور بقولِ مہول کم یا زیادہ،
واقعہ پُنجشنبہ کو پیش آیا جب کہ جمادی الآخرہ ۳۶ھ کی دس
شبیں گزر چکی تھیں؛

حَرْبِ صَفِیْن

واقعہ جَلَن اور مقامِ صَفِیْن میں (حضرت) معاویہ (رضی اللہ عنہ)
کے ساتھ جنگ کے لیے (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) کے
مقابلہ کے درمیان سات مہینے تیرہ دِن کا فصل تھا؛
صَفِیْن میں پہلی لڑائی جس دِن فریقین میں ہوئی ہے وہ
چہار شنبہ کا دِن تھا، غزوہٴ صفر ۳۷ھ؛
اس امر میں اختلاف ہے کہ علی علیہ السلام کے ساتھ کتنی فوج تھی؟
راویوں نے بہت کثیر تعداد بھی بیان کی ہے اور قلیل بھی،
لیکن بایں ہمہ اختلاف یہ بیان متفق علیہ ہے کہ (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ)
کے ساتھ نوے ہزار (۹۰۰۰۰) کی جمعیت تھی اور (حضرت) معاویہ
(رضی اللہ عنہ) ایک لاکھ بیس ہزار (۱۲۰۰۰۰) کے ساتھ تھے، قولِ مہول
میں اس جمعیت کی تعداد کم اور زیادہ بھی بتائی گئی ہے؛

فریقین کے مقتولین

صَفِیْن میں ستر ہزار (۷۰۰۰۰) اصحابِ علی رضی اللہ عنہ قتل ہوئے
جن میں پچیس ہزار (۲۵۰۰۰) مشاہیر تھے، اور ان میں پچیس (۲۵)
ایسے صحابہ تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہٴ بدر
میں شریک ہو چکے تھے، عمار بن یاسر عسری بھی انھیں مقتولین میں تھے؛
عمار عسری منسوب بہ عس بن مالک بن اود بن زید بن شیبہ

ابن عریب بن زید بن کملان بن سبا بن شجب بن یعرب بن قحطان، یہ قبیلہ بنی مخزوم کے حلیف تھے،

معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی جانب سے پینتالیس ہزار

(۴۵۰۰) قتل ہوئے، بقول مجہول مقتولین فریقین کی تعداد کم بھی بیان کی گئی ہے

اور زیادہ بھی، صفین میں ایک سو دس دن (دونوں لشکروں کا) پڑا اور،

تو (۹۰) لڑائیاں ہوئیں،

ماہ رمضان ۳۸ء میں حکمین (یعنی فریقین کی جانب سے دو صاحب اس جنگ کا تصفیہ کرنے کے لیے مقرر ہوئے) ابو موسیٰ اشجری و عمرو بن العاص، مقام دومتہ الجندل میں جب ان کی ملاقات ہوئی ہے تو اس واقعہ اور (آغاز جنگ) صفین کے درمیان پانچ مہینہ پینتالیس دن کا فضل تھا،

خوارج نہروان

(حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) جب خوارج کی جانب نہروان روانہ ہوئے ہیں اور وہاں اُن کو قتل کیا ہے تو اس کے اور واقعہ حکیم کے درمیان چودہ مہینہ کا فضل تھا،

خوارج کی جمعیت چار ہزار (۴۰۰۰) تھی، سرغنہ خوارج

عبداللہ بن وہب الزاسبی، منسوب بہ راسب بن منیدعان بن مالک

ابن نصر بن ازد، یہ نسبت راسب بن خرورج بن جدہ بن جرؤم بن زبان

ابن خلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ کی جانب نہیں ہے،

زبان میں حرف راء ہے،

قبائل معد و قحطان (یعنی) عرب بھر میں یہی دور اسب تھے
(راسب بن مفید عال، اور راسب بن خرمج) ان کے علاوہ اور کسی کا
نام راسب نہ تھا، ۛ

(حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) جب خوارج کے بالمقابل
فروکش ہوئے، انھیں (اتباع جماعت کی) دعوت دی تو سب کے سب
پراگندہ ہو گئے، صرف ایک عبد اللہ بن وہب کی جمیعت بقدر
اتھارہ سو (۱۸۰۰) کے رہ گئی، ۛ

بقول مجہول :-

(۱) اس جمیعت کی تعداد پندرہ سو (۱۵۰۰) تھی ۛ

(۲) بارہ سو (۱۲۰۰) تھی ۛ

یہ سب قتل ہوئے، فقط کچھ تھوڑے سے لوگ باقی رہ گئے ۛ

سبب فسقة خوارج

کہا جاتا ہے کہ عبد اللہ بن وہب کی جمیعت سے جو لوگ علیحدہ
ہوئے اس کا سبب یہ تھا کہ اصحاب علی علیہ السلام نے جب خوارج
کو گھیر لیا اور قتل میں تیزی و شہابی شروع کی تو خوارج نے منادی کی :-

یا اخوتنا اسرعو ابنا الروحة الروحنة الى الجنة (بھائیو! ہمارا ساتھ
دینے اور بہشت کی جانب چلنے میں جلدی کرو، جلدی کرو) ۛ

اس موقع پر عبد اللہ بن وہب نے کہا: فلعلها الى النار
(شاید یہ کوچ بہشت کی جانب نہ ہو بلکہ دوزخ کی جانب ہو) ۛ

جو لوگ اس بنا پر عبد اللہ بن وہب سے جدا ہوئے انھوں
نے یہ کہا: انا قاتل مع رجل شاك (کیا ہم ایسے شخص کے ساتھ ہو کر لڑیں
جسے خود شک ہے کہ یہ لڑائی موجب دخول جنت ہوگی یا نہ ہوگی)
اسی کے بعد یہ لوگ جدا ہو گئے ۛ

شہادت

(حضرت علی رضی اللہ عنہ) جب خوارج کے مقابلہ میں نکلے ہیں (اور عبدالرحمن بن ملجم بھنبسی نے جب آپ کو شہید کیا ہے تو ان دونوں واقعوں کے درمیان ایک سال پانچ مہینہ پانچ دن کا فضل تھا) ابن ملجم کا شمار قبیلہ مراد میں ہے، اکثر خوارج ابن ملجم کو محض اس بنا پر اچھا نہیں سمجھتے اور اس کے ساتھ موالات جائز نہیں رکھتے کہ اس نے (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کو دھوکے سے شہید کیا تھا؛ اس واقعہ اور واقعہ آغاز ہجرت کے درمیان اُنتالیس برس اٹھ مہینہ بیس دن کا فضل تھا؛ ماہ رمضان سنہ ۴۰ کے آخری عشرہ میں (حضرت علی رضی اللہ عنہ) بمقام کوفہ شہید ہوئے؛

عمر

آپ کی عمر کتنی تھی؟ اس میں اختلاف ہے :-
 (۱) ایک گروہ کا مذہب یہ ہے کہ آپ اڑسٹھ برس (۶۸) کی عمر میں شہید ہوئے؛
 یہ اُن لوگوں کا قول ہے جو اس جانب گئے ہیں کہ آپ پندرہ برس کی عمر میں مسلمان ہوئے تھے؛
 (۲) ایک گروہ کہتا ہے کہ آپ چھیاسٹھ برس (۶۶) کی عمر میں شہید ہوئے؛
 یہ اُن لوگوں کا قول ہے جو تیرہ برس (۱۳) کی عمر میں آپ کا مسلمان ہونا بیان کرتے ہیں؛
 (۳) ایک گروہ کی روایت ہے کہ آپ تیرٹھ برس (۶۳)

کی عمر میں شہید ہوئے ۛ
یہ اُن لوگوں کا قول ہے جو (۱۰) برس کی عمر میں آپ کے اسلام لانے کے راوی ہیں ۛ

اس کتاب میں جہاں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت و ہجرت کا تذکرہ کیا ہے وہیں یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ :-

(۱) اس امر میں اختلاف ہے کہ پہلے پہل کون مسلمان ہوا ۛ

(۲) وہ روایتیں بھی درج کر دی ہیں جن کا مطلب یہ ہے

کہ (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) جب اسلام لائے ہیں تو اُس وقت دس برس سے کم عمر کے تھے ۛ

(۳) حتیٰ کہ اُن لوگوں کا قول بھی نقل کر دیا ہے جو کہتے ہیں

کہ اُس وقت آپ پانچ برس کے تھے، یہ سب سے کم مقدار ہے

جو (اسلام لانے کے وقت) آپ کی عمر کے متعلق بیان کی گئی ہے ۛ

(۴) ہم یہ بھی دکھا چکے ہیں کہ اس آخری قول کے راویوں

کی غرض کیا ہے اور اس باب میں وہ کس طرح (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ)

کے فضائل و مناقب کو مٹانا چاہتے ہیں ۛ

مدفن

(حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) کی قبر کہاں ہے؟ اس میں بھی

اختلاف ہے :-

(۱) بعض لوگ کہتے ہیں کہ غزنی میں دفن ہوئے، یہ وہی

مشہور مقام ہے جو اس وقت (بعد مصنف) کوفہ سے چند میل

کے فاصلہ پر واقع ہے ۛ

(۲) بعض کہتے ہیں : مسجد کوفہ میں دفن ہوئے ۛ

(۳) بعض کہتے ہیں، ایوان حکومت کوفہ کے صحن میں

دفن ہوئے ۛ

(۴) بعض کہتے ہیں، وہاں سے (بخارہ) مدینہ لے گئے اور (حضرت)ؑ (رضی اللہ عنہما) کے ساتھ دفن ہوئے ۛ

اسی طرح کے اور بھی اقوال ہیں جن کو ہم اپنی کتاب (۱) اخبار الزمان ومن اباده الحمد ثمان من الامم الماضیہ، والاجال الخالیہ، والمالک الدائرہ (۲) رسالۃ البیان فی اسماء الائمتہ، میں بیان کر چکے ہیں، پہلی کتاب میں یہ بیان وہاں ہے جس مقام پر آل ابی طالب کے مقاتل و انساب و مقامات متور و حوادث موت و ہلاک کا تذکرہ ہے، اور دوسری کتاب تو اس بیان ہی میں ہے کہ فرقہ امامیہ نے ائمتہ کی نسبت کیا اقوال پیش کیے ہیں اور ان کی مقدار و کیفیت تعداد کیوں کر اور کیا کیا بیان کی ہے ۛ

شکل و صورت

(حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) چار برس نو مہینہ آٹھ دن خلیفہ رہے، شکل و صورت کے گندم گوں، شکم میں تو ند پشیا فی پر بال نہ تھے، سر اور ڈاڑھی سفید، آنکھیں بہت کالی کالی بڑی بڑی (میانہ قد) نہ بلند، نہ پست قامت، ڈاڑھی ایسی تھی کہ سینہ بھر جاتا تھا، بالوں کی سفیدی تبدیل نہیں کرتے تھے (یعنی خضاب نہیں لگاتے تھے) ۛ

لوازم خلافت

کاتب: عبید اللہ بن ابی رافع، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد غلام تھے؛
نقش خاتم: المملک اللہ (حکومت اور ملک اللہ کا ہے) ۛ

قاضی: شریح

حاجب: قنبر، جو انھیں کے آزاد غلام تھے ۛ

اولاد

اولاد گیارہ (۱۱) تھے :-

(۱) حسن (رضی اللہ عنہ) ۛ

- (۲) حسین رضی اللہ عنہ، ان دونوں (سفر جہانان بہشت) کی والدہ (حضرت) فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں، بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؛
- (۳) محمد بن الحنفیہ (رضی اللہ عنہ) ان کی والدہ خولہ تھیں، بنت جعفر ابن قیس بن مسلمہ بن عبیدہ بن ثعلبہ بن یزید بن یزوع بن ثعلبہ بن الدول بن حنیفہ ابن یحییٰ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل؛
- (۴) عمر (رضی اللہ عنہ) ان کی والدہ صنبا تھیں، کنیت اُم حبیب، بنت ربیعہ بن یحییٰ بن العبد بن علقمہ بن الحارث بن عتبہ بن سعد بن زہیر بن شہم ابن بکر بن حبیب بن عمرو بن تغلب بن وائل؛
- (۵) عباس (رضی اللہ عنہ) ان کی والدہ اُم البنین تھیں، بنت حزام ابن خالد بن ربیعہ بن الوحید، وحید (لقب، نام) عامر (تھا) ابن کعب بن عامر ابن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن؛
- (۶) عبد اللہ (رضی اللہ عنہ)؛
- (۷) جعفر (رضی اللہ عنہ)؛
- (۸) عثمان (رضی اللہ عنہ)؛
- (۹) محمد الاصغر (رضی اللہ عنہ) ان کی کنیت ابو بکر تھی (یہ باعتبار اپنے بڑے بھائی محمد بن الحنفیہ کے جو محمد اکبر بھی کہے جاتے تھے محمد الاصغر مشہور تھے، یعنی چھوٹے محمد)؛
- (۱۰) عبید اللہ (رضی اللہ عنہ)؛
- (۱۱) یحییٰ (رضی اللہ عنہ)؛
- ان میں چار جہاں اولاد بن سے سلسلہ چلا، پانچ ہیں :- (۱) حسن (۲) حسین (۳) محمد بن الحنفیہ (۴) عمر (۵) عباس؛
- صاحبزادیاں سولہ (۱۶) تھیں جن میں (حضرت) زینب بنت ام کلثوم (رضی اللہ عنہا) کی والدہ (حضرت) فاطمہ (رضی اللہ عنہا) تھیں، بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؛
- (حضرت) امام حسن بن علی بن ابی طالب کا سلسلہ اولاد زید اور حسن سے جاری ہوا، زید کا سلسلہ حسن بن زید سے اور حسن بن الحسن (ابن علی بن ابی طالب) کا سلسلہ (۱) جعفر

(۲) داؤد (۳) عبد اللہ (۴) حسن (۵) محمد (۶) ابراہیم سے چلا
 (حضرت امام) حسین بن علی بن ابی طالب کا سلسلہ علی الاصفہ (زین العابدین)
 ابن الحسین سے اور علی بن الحسین (یعنی انھیں امام زین العابدین کا سلسلہ (۱) محمد
 (۲) عبد اللہ (۳) عمر (۴) زید (۵) حسین بن علی سے چلا
 (حضرت محمد بن الحنفیہ کا سلسلہ (۱) جعفر (۲) علی (۳) عون (۴) ابراہیم سے جعفر
 ابن محمد (ابن الحنفیہ) کا عبد اللہ سے، علی بن محمد کا عون (ابن علی بن محمد بن الحنفیہ) عون بن محمد کا محمد
 (ابن عون بن محمد) سے ابراہیم بن محمد کا محمد (ابن ابراہیم بن محمد) سے جاری ہوا:
 محمد بن الحنفیہ کے سب سے بڑے بیٹے ابو ہاشم عبد اللہ بن محمد تھے، کچھ لوگوں
 نے ان کو بھی صاحب اولاد گمان کیا ہے، حال آنکہ یہ صحیح نہیں ہے
 (حضرت) عمر بن علی بن ابی طالب کا سلسلہ محمد بن عمر سے اور محمد بن عمر
 کا عمر (ابن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب) اور عبد اللہ و عبید اللہ و جعفر سے
 جاری ہوا:

(حضرت) عباس بن علی بن ابی طالب علیہ السلام کا سلسلہ عبید اللہ
 ابن العباس سے اور عبید اللہ کا حسن بن عبید اللہ سے جاری ہوا:
 ابو طالب بن عبد المطلب کے فرزندوں میں صاحب اولاد
 تین ہی ہیں (۱) عقیل (۲) جعفر (۳) علی، اس لیے کہ طالب جن کے
 نام پر وہ اپنی کنیت (ابو طالب) کرتے تھے لا ولد سمی،
 ان سب بھائیوں میں دس دس برس کی چھوٹائی بڑائی تھی، بڑے بھائی
 طالب تھے، اُن کے بعد عقیل، بعد جعفر، پھر علی
 ابو طالب کی دو بیٹیاں تھیں، اُمّ مانی، اور جمانہ:

اولاد جعفر و عقیل رضی اللہ عنہما

مسعودی کہتے ہیں:-

امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد و سلسلہ نسل
 کا تو ہم تذکرہ کر چکے، اب ہم جعفر و عقیل (فرزند ابی طالب رضی اللہ عنہما)

کا تذکرہ کرتے ہیں کہ اُن میں کن کن سے نسل چلی،
جعفر بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کے (تین لڑکے تھے) :

(۱) عبد اللہ (رضی اللہ عنہ) :

(۲) عون (رضی اللہ عنہ) :

(۳) محمد (رضی اللہ عنہ) :

صفین میں محمد اور عبید اللہ بن عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہما) کے درمیان مقابلہ ہوا اور ہر ایک نے اپنے حریف کو قتل کر ڈالا، یعنی ایک نے دوسرے پر باہم ایسے وار کیے کہ وہیں دونوں صاحبِ کام آئے، راویانِ انساب آل ابی طالب اسی کے قائل ہیں، لیکن قبیلۂ ربیعہ اس کا منکر ہے، اُس کا بیان ہے کہ عبید اللہ بن عمر کو بکتر بن وائل نے قتل کیا تھا، ان میں سے صاحبِ اولاد جن سے نسل چلی، عبد اللہ تھے

(رضی اللہ عنہ) جعفر (رضی اللہ عنہ) انھیں کے نام پر اپنی کنیت (ابو عبید اللہ) کرتے تھے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ جعفر (رضی اللہ عنہ) کی کنیت ابو الفضل تھی، مگر زیادہ مشہور پہلی ہی روایت ہے،

عبد اللہ (رضی اللہ عنہ) کی نسل (۱) علی (۲) اسحاق (۳) معاویہ

(۴) اسماعیل (رضی اللہ عنہم) سے چلی :

عقیل بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کے تیرہ (۱۳) لڑکے تھے :-

(۱) یزید (رضی اللہ عنہ) عقیل انھیں کے نام پر اپنی کنیت

(ابو یزید) کرتے تھے :

(۲) محمد (رضی اللہ عنہ) :

(۳) سعید (رضی اللہ عنہ) :

(۴) جعفر اکبر (رضی اللہ عنہ) :

(۵) البوسید الاحول (رضی اللہ عنہ) :

(۶) مسلم (رضی اللہ عنہ) :

(۷) عبد اللہ اکبر (رضی اللہ عنہ) :

(۸) عبد اللہ الاصغر (رضی اللہ عنہ) :

(۹) جعفر الاصغر (رضی اللہ عنہ) :

(۱۰) حمزہ (رضی اللہ عنہ) :

(۱۱) عیسیٰ (رضی اللہ عنہ) :

(۱۲) عثمان (رضی اللہ عنہ) :

(۱۳) علی الاصغر (رضی اللہ عنہ) :

ان میں صاحبِ اولاد جن سے نسل چلی، محمدؐ تھے، اور محمدؐ کی نسل
عبد اللہ بن محمدؐ سے چلی :

اسنادِ انساب

(۱) آل ابوطالب کا نسب نامہ ہم نے کتاب ”انسابِ آل ابی طالب“
کی سند پر بیان کیا ہے، جس کی روایت ہم سے طاہر بن یحییٰ بن الحسن بن جعفر
ابن عبد اللہ بن الحسین بن علی بن ابی طالب نے اپنے والد کی سند سے
کی ہے، اس کے علاوہ ہمارے ماخذ و مستند دوسرے علمائے ماہرینِ انساب
آل ابی طالب بھی ہیں :

(۲) اولاد حضرت ابوبکر و حضرت عمرو و حضرت عثمان
رضی اللہ عنہم کے بیان میں ہمارا ماخذ زبیر بن بکار کی کتاب ”انساب قریش“
ہے جس کی روایت ہم نے بسندِ مندِ درجہ ذیل کی ہے :-

(الف) بروایت قاضی مکہ ابوبکر عبد اللہ بن محمد المعمری :

(ب) بروایت ابوالحسن احمد بن سعید الدمشقی الاموی :

(ج) بروایت ابوالحسن الطوسی :

(د) بروایت حرّمی، وغیرہم :

مدینۃ السلام (بغداد) میں ہم نے ان سے روایت کی ہے، اور
ان کے علاوہ دوسرے علمائے ماہرینِ انساب قریش بھی ہمارے ماخذ
و مستند ہیں :

خلافت حسن بن علی رضی اللہ عنہما

(حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما) ابن ابی طالب کی کنیت ابو محمد تھی، اُن کی والدہ (حضرت) فاطمہ رضی اللہ عنہما تھیں بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، پ

وہ اپنے والد کی وفات کے دو دن بعد، جب کہ ماہ رمضان ۴۰ھ کی سات شبیں باقی تھیں، خلیفہ ہوئے، ماہ ربیع الاول ۴۰ھ میں انھوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مصالحت کر لی، پ

کچھ لوگوں کی رائے میں یہ واقعہ مصالحت، اسی سال ۴۰ھ کے ماہ جمادی الاخرہ یا ماہ جمادی الاول کا ہے، لیکن زیادہ مشہور پہلی ہی تروا ہے اور اُن کی مدت زمانہ کے مطابق یہی ہمارے نزدیک صحیح بھی ہے، پ اُن کی مدت خلافت، تا بہ مصالحت، چھ مہینہ تین دن بھی، پ وہ پہلے خلیفہ میں جس نے اپنے آپ کو مخلوع قرار دے کر خلافت دوسرے کے سپرد کر دی، پ

مدینہ میں، جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے، انھیں زہر دیا گیا (اور اسی سے) ماہ ربیع الاول ۴۹ھ میں وفات پائی، چھیالیس (۴۶) برس کی عمر تھی، بقیع غرقہ میں اپنی والدہ فاطمہ علیہا السلام کے پاس دفن ہوئے، پ

کتابہ مزار

بقیع میں اس مقام پر آج تک ایک سنگِ رخام (کا کتابہ) موجود ہے جس پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے :-

”الحمد لله مبیل الامم، وحجی الرمم، هذا اقبور
فاطمہ بنت رسول الله صلی الله علیہ وسلم سیدۃ
نساء العالمین، والحسن بن علی بن ابی طالب و
علی بن الحسین بن علی، ومحمد بن علی، وجعفر

ابن محمد، رضوان اللہ علیہم اجمعین ۝
 (یعنی مستحق حمد و ثنا خدا ہی ہے جو قوموں کو ہلاک اور خاک
 کے ڈھیر کو زندہ کرتا ہے، یہ قبر (۱) فاطمہ بنت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو سردارِ زمانِ بہشت ہیں اور (۲) حسن
 ابن علی بن ابی طالب (۳) علی بن حسین بن علی (۴) محمد بن علی
 (۵) جعفر بن محمد کی اللہ ان سب سے راضی رہے) ۝

شکل و شباهت

(حضرت) حسن (رضی اللہ عنہ) اُن لوگوں میں تھے جو رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ تھے، کتاب الاستذکار میں ہم اُن کی صفت
 بیان کر چکے ہیں (جس میں اس شباهت کا ذکر ہے) ۝
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شباهت اور بھی جن لوگوں میں پائی
 جاتی تھی اسی کتاب (الاستذکار لما جری فی سالف الاعصار) میں اُن سب
 کا ذکر موجود ہے ۝

لوازم خلافت

کاتب: عبید اللہ بن ابی رافع
 قاضی: شریح ۝

حاجب: سالم جو انیس (حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ) کے آزاد غلام
 تھے، روایتِ مجہول میں قبر کو بھی اُن کا حاجب بیان کیا گیا ہے ۝

واقعات معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہما)

(حضرت) معاویہ بن ابی سفیان بخصر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس
 ابن عبد مناف کی کنیت ابو عبد الرحمن تھی، اُن کی والدہ ہند قیس، بنت عتبہ
 بن ربیعہ بن عبد شمس، ماورِیع الاول ۳۳ھ میں اُن کے (ما قهر) بیعت

ہوئی، رجب سنہ ۸۰۰ میں بمقام دمشق وفات پائی، اسی (۸۰۰) برس کی عمر تھی
دمشق کے اُس مقام میں دفن ہوئے جو مدباب صغیر، اسکے نام سے مشہور
ہے، اس مقبرہ میں اُن کی قبر کی عام شہرت ہے :

قصر خلافت

یہ بھی کہا گیا ہے کہ معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی قبر دمشق کی اُس عمارت
میں ہے جو آج تک (یعنی بعد مصطفیٰ) الدار الخضراء کے نام سے
مشہور ہے، اس عمارت میں جو مسجد جامع ہے اُس کے قبلہ رخ اُن کی
قبر ہے، یہیں کو توالی و محبس (کے محلے) ہیں :

(حضرت) معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے بعد بنی امیہ کے جتنے اولی الامر
دمشق میں رہے سب اسی قصر میں رہتے تھے،
گورستان باب صغیر میں اُن (معاویہ) کی نہیں بلکہ (اُن کے پوتے)
معاویہ بن یزید بن معاویہ کی قبر ہے :

شخصیت

معاویہ (رضی اللہ عنہ) کا زمانہ اُنیس (۱۹) برس تین مہینہ چند روز کا
دراز قد، فرہ، گورے رنگ کے تھے، سُرخ بھاری، چھوٹا سُر
بھرا ہوا چہرہ، آنکھوں کے حد قہ بڑے اور نکلتے ہوئے، فراخ سینہ،
گھنی ڈاڑھی، ہندی اور سرمہ کا خضاب کرتے تھے، :

دُنیاوی معاملات میں بڑے مدبّر و اوچے والے، صائب الزرائے
عاقبت اندیش تھے، فرصت و موقع پاتے تو قطعاً توقف نہ کرتے اور
معاملہ میں اندیشہ ہوتا تو ٹال جاتے، جب کسی بات میں اُن سے بحث
کی جاتی تو پوری توجّہ سے مقابلہ کرتے اور حریف کی بات کو منقطع کرتے رہتے
دیعنی بہر حال اپنے مقابل کو مغلوب کر دیتے اور اُس کے لیے مجال کلام
باقی نہ چھوڑتے) :

لوازم سلطنت

کاتب :- (۱) عبید بن اؤس الغسانی (۲) سرجون بن منصور الترمی
 (۳) عبد الملک بن مروان، بقول مجهول (۴) عبد الرحمن بن دراج دہلی
 ابن سعید جو انھیں کے آزاد غلام تھے
 نقش خاتم :- لا قوۃ الا باللہ (بجز خدا کے اور کسی میں طاقت نہیں)
 قاضی :- فضالہ بن عبید الانصاری
 حاجب :- صفوان، جو ان کے آزاد غلام تھے، اور بقول مجهول
 یزید کہ وہ بھی ان کے آزاد غلام ہی تھے

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

۳۷ھ میں عمرو بن العاص بن وائل السہمی نے فسطاط دار الملک مصر
 میں عید الفطر کے روز انتقال کیا، وائل معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی جانب سے
 والی ملک مصر تھے، نواسی (۸۹) برس کی عمر تھی، اور بقول مجهول نوے (۹۰) برس
 ہم نے ان کی وفات کا محض اس لیے تذکرہ کیا ہے کہ بہتیرے بے علم
 نادان کہتے ہیں کہ عمرو بن العاص نے معاویہ کے انتقال کے بعد وفات
 پائی (رضی اللہ عنہم جمیع المومنین)۔

وفات اہمات المومنین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر ازواج (مطہرات) معاویہ (رضی اللہ عنہ)
 کے زمانہ میں داخل بحق ہوئیں جن میں خود ان کی بہن اُم حبیبہ (رضی اللہ عنہا)
 بھی تھیں :-

- (۱) اُم حبیبہ رملہ (رضی اللہ عنہا) بنت ابی سفیان، وفات ۳۷ھ
- (۲) حفصہ (رضی اللہ عنہا) بنت عمر بن الخطاب، ۳۸ھ
- (۳) صفیہ (رضی اللہ عنہا) بنت حنیئ بن اخطب، ۳۸ھ

- (۴) جویریہ (رضی اللہ عنہا) بنت الحارث المصطلقیہ ۵۶ھ
 (۵) عائشہ (رضی اللہ عنہا) بنت ابی بکر ۵۸ھ
 (۶) اُم سلمہ (رضی اللہ عنہا) ۹۵ھ

واقعات یزید بن معاویہ

یزید بن معاویہ کی کنیت ابو خالد تھی، ماں میسون بنت یحٰیہ کلبیہ تھیں، یحٰیہ حارث کی اولاد میں تھے، حارث بن حبّاب بن مُہمل بن عبد اللہ ابن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید اللات بن رفیدہ بن ثور بن کلب، رجبِ ثانی میں یزید کے (دعا تھ پر) بیعت ہوئی، پھر (حضرت) حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما اور (حضرت) عبد اللہ بن الزبیر (رضی اللہ عنہما) کے عامل مدینہ نے، جو یزید کی جانب سے امور تھا، بیعت لینی چاہی تو دونوں صاحبوں نے انکار کیا اور نکل کے مکہ چلے گئے، عبد اللہ بن الزبیر (رضی اللہ عنہما) تو وہیں رہ پڑے مگر جناب (حسین رضی اللہ عنہ) کے پاس اہل عراق کے متواتر خطوط اور مسلسل قاصد، اخذِ بیعت و اظہارِ اطاعت کی غرض سے آ رہے تھے، لہٰذا حضرت نے عراق کا قصد فرمایا اور اُدھر روانہ ہوئے۔

حادثہ کربلا

(حضرت) اپنی روانگی سے پیشتر ہی اپنے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل (رضی اللہ عنہما) کو کوفہ بھیج چکے تھے، جب خود حضرت (کوفہ کے قریب پہنچے تو اہل عراق نے بے وفائی کی، بے یار و مددگار چھوڑ دیا کہ ناکام رہیں، جو عندِ پیمان لکھ بھیجے تھے اور جس میثاق و شرط پر حضرت کی اطاعت کرتے تھے) سب نے بالاتفاق اقرار کیا تھا مطلقِ وفائے کی پے
 عراقیوں نے (حضرت) مسلم (رضی اللہ عنہ) سے ٹوٹ کر انھیں عبید اللہ بن زیاد کے سپرد کر دیا جس نے انکو شہید کر ڈالا اور عمر بن سعد

ابن ابی وقاص کی سرشکری میں حضرت کے مقابلہ کو فوجیں روانہ کیں :

شہادتِ امامِ مظلوم

جمعہ کے روز کہ محرمِ لائے کی دس شبیں گزر چکی تھیں (حضرت) شہید ہوئے :

روایتِ مجہول میں آپ کا روزِ شہادت دوشنبہ ہے گریز یادِ مشہور پہلی ہی روایت ہے اور اسی پر اکثر (مورخین) کا اتفاق ہے :
سرزمینِ عراق کے مقامِ کربلاء میں دفن ہوئے ، ستاون (۷۵) برس کی عمر تھی :

شہداء کے گریلاء

آپ کے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے آپ کی معیت میں چھ (بھائی) شہید ہوئے :

(۱) عباس (رضی اللہ عنہ) :

(۲) جعفر (رضی اللہ عنہ) :

(۳) عثمان (رضی اللہ عنہ) :

(۴) محمد الاصفہر (رضی اللہ عنہ) :

(۵) عبد اللہ (رضی اللہ عنہ) :

(۶) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) :

خود ان کی اولاد میں تین (صاحب) شہید ہوئے :

(۷) علی اکبر

(۸) عبد اللہ جو بالکل بچہ تھے :

(۹) ابوبکر، فرزند ان حسین بن علی رضی اللہ عنہم :

من جملۃ اولادِ حسن بن علی (رضی اللہ عنہما) :

(۱۰) عبد اللہ (رضی اللہ عنہ) :

(۱۱) قاسم (رضی اللہ عنہ) :

اولاد عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب (رضی اللہ عنہما)؛

(۱۲) عون (رضی اللہ عنہ)؛

(۱۳) محمد (رضی اللہ عنہ)؛

اولاد عقیل بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ)؛

(۱۴) مسلم (رضی اللہ عنہ)؛

(۱۵) جعفر (رضی اللہ عنہ)؛

(۱۶) عبد الرحمن (رضی اللہ عنہ)؛

(۱۷) عبد اللہ (رضی اللہ عنہ) یہ (چاروں صاحب عقیل (رضی اللہ عنہ)

کے فرزند تھے؛

(۱۸) محمد بن ابی سعید بن عقیل (رضی اللہ عنہ)؛

حضرت عبد اللہ بن الزبیر (رضی اللہ عنہما)

ابن الزبیر (رضی اللہ عنہ) نے یزید کی بیعت نہیں کی، وہ اُس کو "سیکٹر" (مست) اور "بیخبر" (مغور) کہتے تھے، کہہ سے یزید کے عامل کو نکال دیا اور اہل مدینہ کے نام خط لکھا جس میں یزید کی منقصت فتنہ و فحور کا بیان تھا اور اُن کو دعوت دی تھی کہ یزید کے ساتھ لڑنے میں میری مدد کریں اور اُس کے عامل کو اپنے ہاں سے نکال دیں؛

یزید کی جانب سے مدینہ میں جو عامل مقرر تھا اہل مدینہ نے اُس کو مروان بن الحکم کو، اولاد مروان کو، اور اُن کے ملاوہ بنی امیہ کے اور لوگوں کو مدینہ کے نکال کر سب کا ملک شام کی جانب اخراج کر دیا؛

یزید کی لشکر کشی

یزید نے اہل مدینہ سے لڑنے کے لیے مسلم بن عقبہ مزی کوروانہ کیا جس کے ساتھ چار ہزار لشکر تھا اور (۱) زُفر بن حارث کلابی (۲) جعیث بن ابی دُرجہ قینی (۳) حصین بن نمیر کندی (۴) عبد اللہ بن مسعود فزاری، وغیر

سرداران فوج بھی ہمراہ تھے :

فتنہ حرہ

مدینہ شریف پر لشکر کشی

سرداران فوج کی مشایعت اور وصیت کے لیے یزید خود نکلا، مسلم بن عقیقہ کو جو وصیتیں کیں اُن میں (خاص بات) یہ تھی کہ :-

(۱) اگر کوئی حادثہ مجھے پیش آئے تو حصین بن نمیرؓ نہ لشکر و موہجہ
(۲) مدینہ کے قریب پہنچنے پر وہاں داخل ہونے سے اگر کسی نے
مجھے روکا یا لڑائی کا سامان کیا تو پھر تلوار ہی سے کام لینا، تلوار ہی سے کام لینا
اور اُن کو چھوڑ نہ دینا (بلکہ کسی کو باقی نہ رکھنا) :

(۳) مدینہ کو تین دن تک تاخت و تاراج کرنا :

(۴) جن کے خفیف زخم ہو انھیں اچھی طرح گھائل کرنا اور جو منہ
موڑ کے بھاگے ہوں اُن کو قتل کر ڈالنا :

(۵) لیکن اگر اہل مدینہ مجھ سے متعرض نہ ہوئے تو مکہ جا کے اپنی بیمہ
سے لڑنا، مجھے امید ہے کہ خدا اُن پر تجھے فتح عنایت فرمائے گا :

یزید ایک اونچی جگہ چڑھ گیا، سرداران فوج کے (جھنڈے اُس
کے سامنے سے گزر رہے تھے، اور کھوڑے اُس کو گھیرے ہوئے تھے، اس
حالت میں کہتا ہے :

ابلیغ ابا بکر اذا الامر انبری

(ابو بکر کو یہ خیمہ دو گراؤں وقت کہ یہ معاملہ واضح ہو جائے)

واتخذت الدایات من وادی القری

(اور جھنڈے وادی القری سے نیچے اتر جائیں۔ یعنی مکہ مبارکہ کے قریب فوج پہنچ جائے)

أجمع سکران من القوم ترے

(کیا تو ایسے لوگوں کی جمعیت دیکھ رہا ہے جو مست و مغمور ہیں؟)

امَّحَمَّ يَعْظَانُ نَفْيَ عِنْدَ الْكُوفَةِ

دیا ایسے لوگوں کی جمعیت ہے جو اس قدر بیدار و ہوشیار ہیں کہ خواب غفلت اُن سے بالکل ہٹا رہا ہے
ابن الزبیر (رضی اللہ عنہ) کی کیفیت ابو بکر و ابو صہیبؓ تھی (اور وہ یزید
و اصحاب یزید کو مخموروں کی جماعت کہا کرتے تھے)؛

مسلم مدینہ کو روانہ ہوا، وہاں کے لوگوں نے وہی خندق پھر کھودی
جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احزاب کے دن کھدوائی تھی اور
مدینہ کو برابر برابر کی دیواروں سے محفوظ کر لیا،

شاعر اہل مدینہ یزید کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے:

اِنَّ بِالْخَنْدَقِ الْمَكْلَلِ بِالْحَبْلِ

(اس خندق میں جس کے سر پر بزرگی و شرافت کا تاج ہے)

لَضُرَّيَا بِلْدَتِي عَنِ النَّشْوَاتِ

(ایسی مار ہے جو تمام نشہ کو بھلا دے گی)

لَسْتُ مَنَا وَلَيْسَ خَالِكُ مَنَا

(نہ تو ہم میں سے ہے نہ تیرا ماں میں سے ہے)

يَا مُضِلَّ الصَّلَاةِ لِلشَّهْوَاتِ

(اے شہوتِ نفس کے لیے فریضہ نماز کو ضائع کرنے والے)

فَاذَا مَا قَتَلْتَنِي فَتَنْصُرْ

(جب تو ہمیں قتل کر چکے تو عیسائی ہو جا)

و اشْرَبِ الْخَمْرَ فَاتْرُكِ الْجُمُعَاتِ

(شراب پی اور ادائے فریضہ جمعہ ترک کر دے)

مقامِ حَرَّہ میں مقابلہ ہوا، یہ واقعہ ۶۳ھ کا ہے جب کہ ماہِ ذی الحجہ میں
تین شبیں باقی رہی تھیں؛

اہلِ مدینہ کی مدافعت

قریش اور اُن کے حلیفوں اور متعلقوں کے سرگرمی عبد اللہ

ابن مطیع العدوی (حضرت) عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کے ابن عم تھے، انصار اور باقی لوگوں کے سرگروہ عبد اللہ بن حنظلہ غیل المملکہ بن ابی عامر الانصاری ثم الاوسی تھے؛

فریقین (یعنی اہل مدینہ و اہل شام) نے باہم سخت جنگ کی، حتیٰ کہ عبد اللہ بن حنظلہ شہید ہو گئے، اُن کے ساتھ مجاہدین و انصار اور اُن کے متعلقوں اور حلیفوں میں سے بھی متعدد افراد شہید ہوئے؛
 قریش و انصار کے شہید مردوں کی تعداد سات سو (۷۰۰) تھی اور باقی لوگ جن میں مرد بھی تھے، عورتیں بھی تھیں، اور لڑکے بھی تقریباً دس ہزار (۱۰۰۰۰) شہید ہوئے؛

یہ روایت محمد بن عمر الواقدی، صاحب منازعی و سیئر کی ہے، لیکن اقوالِ مجہولہ میں اس سے کم و بیش تعداد بیان کی گئی ہے؛

احرارِ اسلام بحیثیت غلام

مسلم نے مدینہ میں داخل ہو کر شہر کو لوٹ لیا اور تین دن تک لوٹ مار جاری رکھی، اہل مدینہ میں جو بقیۃ السیف رہ گئے تھے اُن سب سے اس اقرار کے ساتھ بیعت لی کہ وہ یزید کے ”قرن“ ہیں؛
 ”قرن“، موروثی غلام کو کہتے ہیں جس کے ماں باپ (دونوں) غلام بنائے گئے ہوں اور ”عبد“ وہ غلام ہے کہ خود اسی کو غلام بنایا گیا ہو اور اُس کے ماں باپ حلوک نہ ہوں؛

اس غلامی کے اقرار سے فقط دو صاحب محفوظ رہے؛

(۱) علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہم) کہ اہل مدینہ کی تحریک میں شریک و ذخیل ہی نہیں ہوئے تھے؛

(۲) علی بن عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ عنہم) جن کی حفاظت خود فرج (شام) کے قبیلہ کندہ والوں نے کی جو اُن کے انحصالی شتہ دار (حضرت) حسین بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہم) کی شہادت

کے بعد اسلام کا یہ سب سے بڑا دردناک حادثہ مصیبت تھا :

یزید کی ہلاکت

علاقہ دمشق کے مقام حواریں میں جو مقامات قار اور قُطیفہ کے متصل شہر حص کی ٹرک پر براہِ خشکی، واقع ہے، یزید ہلاک ہو گیا، یہ واقعہ سنہ ۶۴۴ء کا ہے جب کہ صفور کی سترہ (۱۷) مہینیں گزر چکی تھیں، یزید اس وقت تینتیس (۳۳) برس کا تھا، زمانہ حکومت تین سال سات مہینہ بائیس دن :
گہرے رنگ کا گندم گوں، بڑا سر، چہرہ پر چمک کے داغ نمایاں تھے، لذتِ عیش میں مبادرت اُس کا شیوہ تھا علانیہ معصیت کرتا، اپنی غلطی ہی کو اچھا کہتا، اور اگر اُس کی دُنیا ٹھیک اُترتی تو دینی معاملات کو سرسری دُساں سمجھتا :

اعوانِ استبداد

کاتب : (۱) حُبَیْد بن اوس الغسانی (۲) زمل بن عمرو العذری
(۳) سرجون بن منصور :

نقشِ خاتم : دِنا اللہ (اللہ ہی ہمارا پروردگار ہے) :

قاضی : ابوادریس الحولانی :

حاجب : خالد جو اُس کا آزاد غلام تھا، اور بقول بعض : صفوان :

واقعاتِ معاویہ بن یزید بن معاویہ

معاویہ بن یزید بن معاویہ کی کنیت ابو عبد الرحمن تھی، ابولیلی صرف تونج کے طور پر کنیت مشہور ہوئی کیوں کہ حکومت سے وہ عاجز رہا تھا، مردوں میں جو عاجز نکلتا تھا اہل عرب اُس کے ساتھ یہی برتاؤ کرتے تھے، شاعر اسی کے متعلق کہتا ہے :

اَلْی اِدٰی فِتْنَةً تَغْلٰی مَرَّ اَجْلٰهَا

(میں ایک ایسا فتنہ دیکھتا ہوں جس کی دگیں جوش کھا رہی ہیں)

والملاک بعد الی لیلی لمن غلبا

(ابولیلی یعنی مغلوب و عاجز آدمی کے بعد ملک اسی کے لیے ہے جو غالب آئے)
بقول ضعیف: شعر تو قدیم ہے، البتہ شاعر نے اُس کے زمانہ میں
تمثیلاً پڑھا تھا، ۛ

اُس کی ماں اُم خالد تھی، بنت ابی ہاشم بن حلتہ بن ربیعہ ۛ
معاویہ بن یزید کے ہاتھ پر اُسی دن بیعت ہوئی جس دن اُس کا باپ
مرا ہے، ربیع الاول ۳۵ھ میں بمقام دمشق اُس نے انتقال کیا اور وہیں
دفن ہوا، صرف چالیس دن اُس کا زمانہ رہا، اور بقول بعض، کم و بیش، ۛ
میانہ قد و قامت کے لوگوں میں تھا، دُبلّا جسم، زردی مائل، ۛ

شعارِ حکومت

کاتب: (۱) زل بن عمرو العذری (۲) سلیمان بن سعید الحُشنی
(۳) سرجون نصرانی ۛ

نقش خاتم: باللہ ثقۃ معاویہ (معاویہ کا بھروسہ اللہ پر ہے) ۛ
قاضی: ابوالدریس خولانی ۛ
حاجب: صفوان، جو اُس کا آزاد غلام تھا ۛ

واقعاتِ مروان بن حکم

مردان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف
کی کنیت ابو عبد الملک اور ابو الحکم تھی، والدہ: آمنہ بنت علقمہ بن صفوان
ابن امیہ، ۛ

رجب ۳۶ھ میں بڑے قحطیوں اور خرخشوں کے بعد بیعت
ہوئی کیوں کہ شیعہ بنی امیہ اور اُن کے ہوا خواہوں کے مابین اختلاف
تھا کہ مردان کو خلیفہ بنائیں یا خالد بن یزید بن معاویہ کو؟ ۛ
بات یہ ہے کہ معاویہ بن یزید بن معاویہ کے بعد معاملہ درہم و درہم ہو گیا۔

- (۱) ضحاک بن قیس الفہری نے کہ اُن دنوں دمشق کے حکمران تھے، عبداللہ بن زبیر سے بیعت کی (یعنی اُن کو خلیفہ مان لیا)؛
- (۲) مصر میں نخان بن بشیر انصاری نے؛
- (۳) قنسٹرین میں زفر بن الحارث کلابی نے؛
- (۴) فلسطین میں نائل بن قیس الجذامی نے؛
- حجاز و مصر و شام، و جزیرہ، و عراق، و خراسان، اور بقیہ تمام بلاد اسلام کے مندروں پر عبداللہ بن زبیر کے لیے دعائیں کی گئیں، البتہ علاقہ اُردن کا شہر طبریہ اس سے مستثنیٰ تھا، کیوں کہ وہاں حسان بن مالک ابن محدل کلبی موجود تھا جو بنی حارثہ بن جناب کے خاندان میں تھا،؛
- حسان نے ابن زبیر کے لیے دعا کرنے اور اُن کے (حلقہ) اطا میں داخل ہونے سے انکار کر دیا؛

انتخابِ خلافت

حسانہ خالد بن یزید کو خلیفہ بنانا چاہا جو اُن لوگوں کا بھانجا ہوتا تھا؛

بنی اُمیہ و شعیبہ بنی اُمیہ اور جو سردارانِ شام اُن کے ہوا خواہ تھے سب نے مجتمع ہو کر خالد بن یزید کو خلیفہ بنانے کے لیے مشورہ کیا، دوسرے لوگوں نے انکار کیا کہ یجز مروان کے اور کسی کو خلیفہ نہ بنائیں گے کیوں کہ خالد ایک لڑکا تھا جو ابن زبیر کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا اور مروان پیرمرد آزمودہ کار اور اپنے زمانہ میں بنی اُمیہ کے بقیہ (سرداروں) میں سے تھا؛

مجلسِ شوریٰ

مجلسِ شوریٰ شہرِ جابیہ میں منعقد ہوئی جو دمشق اور طبریہ کے درمیان واقع ہے؛

سب نے مل کے مروان کے حق میں فیصلہ کیا، لہذا بیتِ خلافت مروان ہی کے لیے ہوئی؛

خالد بن یزید بن معاویہ کو مروان کا ولی عہد منتخب کیا گیا، اور خالد کے بعد عمرو بن سعید الاشقر کے لیے قرار دیا ہوئی،

شیعہ ابن الزبیر کی چڑھائی

شہر دمشق سے نکل کے ضحاک نے ہوا خواہان ابن الزبیر کے ساتھ کوچ کیا اور ملک شام میں جو لوگ ابن الزبیر کے مطیع تھے اُن سے امداد طلب کی، سب نے فوج و مال و زرو اسلحہ سے مدد دی،

ضحاک تیس ہزار جمعیت کے ساتھ نکلے جن میں بیشتر قبیلہ قیس ابن عیلان کے اور اُن کے علاوہ قبیلہ مضر کے لوگ بھی تھے، اور زیادہ تر سوار تھے

شیعہ بنی امیہ کی مدافعت

مروان نے (مقابلہ کے لیے) تیرہ ہزار کے ساتھ کوچ کیا جو سب کے سب بنی (قطانی) تھے، بیشتر قبیلہ کلب کے اور اُن کے علاوہ دوسرے قبائل یمن کے لوگ بھی تھے، مگر زیادہ تر سیدل تھے، اسی واقعہ کے متعلق اور اسی دن مروان نے کہا ہے :

مروان کی طیاری

لَمَّا رَأَيْتُ النَّاسَ مَا لَوْاجِبًا

(میں نے جب دیکھا کہ لوگ ایک جانب مائل ہو گئے، ایک ہی طرف کے ہوئے)

وَالْمَلَائِكَةُ لَا يُوَخِّدُونَ الْأَغْصِيَا

(اور ملک و حکومت کی کیفیت ہے کہ بے غصب کیے اُسے حال نہیں کر سکتے)

أَعْدَدْتُ لَكُمْ عَسَانَ لَهُمْ وَكَلْبًا

(تو میں نے اُن لوگوں کے مقابلہ کے لیے قبیلہ بنی غسان و قبیلہ بنی کلب کو مستعد کیا)

وَالسَّكْسَكِيُّ رَجُلًا لَا غَلْبَ

دسکیوں کو آمادہ کیا جو غالب آنے والے اور مغلوب نہ ہونے والے لوگ ہیں)

وَطَيْيًّا يَا بَوْنَ الْأَضْرِبَا

(قبیلہ بنی طے کو فراہم کیا جو بجز لڑنے مارنے کے اور کچھ مانتے ہی نہیں)

وَالْقَيْنُ قَشِي فِي الْحَدِيدِ ثَلْبَا

(غلاموں کو طیار کیا جو لوہے کے ہتھیاروں میں اپچی بنے ہوئے طیر سے ترچھے چلے ہیں)

وَسَنَ تَنُوخَ شُشْحَجْرًا صَدْعًا

(قبیلہ تنوخ والوں کو ساتھ لیا جو بڑے سخت مغرور لوگ ہیں)

بِالْأَعْوَجِيَّاتِ يَثْبَنُ وَثْبَا

(اور ایسے اسیل عربی گھوڑوں پر سوار ہیں جو کو دود کے حملہ کرتے ہیں)

وَأَن دَنْتَ قَيْسُ فُقُلَ لَا قَرْبَا

(اب اگر قبیلہ بنی قیس جو ذریعہ مقابل کے لوگ ہیں نزدیک آئیں تو کہہ دو کہ دور ہو)

ہزیمتِ شیعہ ابنِ الرزیر

مَرْجِ رَاهِطٍ مِّنْ فَرِيقَيْنِ كَا مُقَابَلِهٖ هُوَا وَرَسَخَتْ جَنْكُ هُوَى جِسِّ مِیْنِ خَنْجَاك
قبیلہ بنی قیس کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ مقتول، اور باقی سب متحزم ہو گئے:
یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس مرغزار (راہط) میں فریقین میں دن تک پڑے
رہے اور ہر روز جنگ ہوا کی، کبھی ایک کو غلبہ ہوتا کبھی دوسرے کو، مروان
نے اپنے خریفوں کو فریب دے کر آشتی و مسالمت و صلح کی دعوت دی جب
وہ لوگ مطمئن ہو گئے تو ناگاہ حملہ کر دیا، وہ مصالحت کے دھوکے میں بغیر کسی
ساز و سامان کے (اطمینان سے بیٹھے) تھے، یہی اُن کی ہزیمت کا سبب ہوا:

استقرارِ ملکِ بنی اُمیہ

اسی واقعہ نے بنی اُمیہ کو حکومت واپس دلائی، ورنہ مٹ چکی تھی
اور بجائے بنی اُمیہ کے بنی اسد بن عبد العزیز میں جا چکی تھی، کچھ لوگوں کی
یہ رائے اسی بنا پر ہے کہ مروان پہلا شخص ہے جس نے تلوار کے زور سے

خلافت حاصل کی،

واقعاتِ عرب میں اس واقعہ کا نہایت شہرہ اور بہت کچھ تذکرہ ہے
قبائلِ نزار کے مقابلہ میں قبائلِ عین اس پر نازاں ہیں اور اُن کے اکثر و بیشتر
شعرانے اس پر فخر کیا ہے، عمرو بن مخلاۃ انجرا انکلبی نے کہا ہے :-

شَفَى النَّفْسَ قَتْلَى لَمْ تَوْسِدْ خَدَّوْهَا
(اُن مقتولوں نے طبیعت کو تسلی و شفا دی جن کے رخساروں کو کبھی کفنِ کلسہارا نصیب ہوا)
تَلَمَّ بِهَا طَلْسُ الذُّنَابِ وَسَوَّهَا
(میاں لے رنگ کے کانے کانے بیٹھیرے اُن کی جانب سےجہیں اور اُن کی لاشوں کے قریب تے جاتے ہیں)

بایدی کجاء فی الحروب مساعد
(وہ ایسے بہادر وں کے مکتول قتل ہوئے ہیں جو لڑائیوں کے دھنی اور آتشِ حرب کے شعلہ خیز ہیں)

على ضامرات ما تحق لبودها
(ایسے خیفہ لاغر گھوڑوں پر سوار ہو کے یہ لگ بھڑکاتے ہیں جن کے بال بھی دشمنوں کے ہوئے خشک نہیں ہوتے)

ابننا حیحی الحمیت قیسو سیراھط
(ہم نے برجِ رامہ میں قیسوں کے دونوں گروہوں کی جماعتِ محروسہ کو حلال کر ڈالا اور تلواریں سپر کر دیا)

وولت شدن اذا واستلیع شمردھا
(ان میں سے بہت تھوڑے بھاگ سکے اور جو بھاگے اُن سب کی جان و مال کو حلال قرار دیا گیا)
پھر کہا ہے :-

(ددنالمروان الخلفۃ بعد ما

(ہم نے مروان کو خلافت واپس دلا دی، بعد اس کے کہ)

جوی للزبیرین کل برید

(ہر ایک ڈاک چوکی زبیریوں ہی سے بھر چکی تھی اور انہیں کی حکومت ہو گئی تھی)

فالایک من الخلیفۃ لنفسه

(اس حالت میں اگر خود ہم میں سے کوئی خلیفہ نہ ہوا تو نہ سہی)

فما نالہا الا ونحش شہود

(خلیفہ نے خلافت چھوٹی ہے وہ ہمارے ہی حضور سے یعنی ہماری بدولت پائی ہے اور ہم اس میں شریک تھے)

فرارِ زفر

زُفر بن حارث الکلابی (من جملہ شیعہ ابنِ الزبیر) نے اس معرکہ سے جب فرار اختیار کیا اور بدنامی ہونے لگی، تو اُس دن اپنے بھاگ جانے کی معذرت میں کہا ہے:

لعمری لقد البقت و قیعة راہط
(مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ مرج راہط کے واقعہ نے)
لعروان صدًا بئنا متنا ئیًا
(مردان کے لیے ایک کھلا ہوا انتہائی فاصلہ کا صدمہ و درد سرباقی چھوڑا ہے)
أتذہب کلبٌ لم تنلہا رماحنا
دکھا قبیلہ کلب والے یوں ہی جاتے رہیں گے کہ ہمارے تیروں نے اُن کی خیرکشتی ہو)
و تترك قتلی راہطی ماہیا
(اور مقتولینِ مرج راہط جس حالت میں ہیں اُسی حالت میں چھوڑ دیے جائیں گے؟)
فقد ینبت الماعی علی دمن الثری
(کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مزبلہ بول و براز پر بھی چراگاہ کے سبزے لگتے ہیں)
وتبقى حرا ذات النفوس ماہیا
(اور طبیعتوں کی حسرت و درد و غیظ و غضب ہی کا جی ہی میں رہ جاتا ہے)
آرینی سلاحي لا ابالک انسی
(اے پدرِ مُردہ عورت مجھے میرے ہتیار دکھا، کیوں کہ)
ادی الحریب لا تزاد الا ما دیا
(میں دیکھ رہا ہوں کہ جنگ بڑھتی ہی جاتی ہے)
فلم ترمئی بئوۃ قبل ہلک
(اس سے پہلے مجھ سے کوئی لغزش نہیں دیکھی گئی)
فراری و ترکی صاحبی و راہیا
(میرا بھاگنا اور اپنے دونوں رفیقوں کو پیچھے چھوڑ جانا، میری پہلی لغزش ہے)

وَنَجَّالَتْ شَدَاتُ الْأَعْرَافِ

(اے مروان تجھے اُس روشن جبین کے جلوں نے نجات دلائی جس کی یہ حالت ہے کہ گویا)

يَرَى الْأَكْثَرُ مِنْ أَجْبَالِ سُلَيْمٍ صَّارِيَا

(کہ ہستانِ سلیمان واقعہ میں کے ٹیلے اُسے دشت و صحرا نظر آتے ہیں، یعنی وہ پہاڑ تک کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتا)

فَلَمَّا أَمِنَتْ الْقَوْمَ وَامْتَدَّتِ الْبُخْلَى

(جب لوگوں کے لیے میں نے امن و امان کا سامان کر دیا اور دینِ غنچہ مگر گیا)

لِسُنْجَارٍ أَذْرِيْتُ الدَّوْعَ الدَّوَارِيَا

(تو مقامِ سنجاریں میں نے مسلسل آنسو بہائے)

فرارِ نیکست چینی

جُو اس بنِ الْقَطْلِ الْكَلْبِي نے اس کا جواب دیا ہے اور زفر کی رد میں کہا ہے:

لَعِمَى لَقَدْ ابْقَتْ وَقِيْعَةُ رَاهِطٍ

(میرے) جان کی قسم میدانِ راہِ طے کے واقعہ نے)

عَلَى زُفَرٍ دَاءٌ مِنَ الدَّاءِ بَاقِيَا

(زفر کے سر پر ایک ایسی علت لگا دی جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے)

مَقِيْمًا ثَوِيًّا فِي الضَّلْوَعِ مُحَمَّدُ

(یہ وہ علت ہے جو اُس کے اندر قائم ہو چکی ہے، اُس کی پٹیلیوں کے درمیان علت چھپی ہوئی ہے)

وَبَيْنَ الْحَشَا أَعْيَا الطَّبِيْبِ الْمَدَوِيَا

{ اُس کی آنتوں کے بیچ میں ایسی جگہ کر لی ہے کہ دور کرنے والے طبیب کو بھی اُس نے }
تفکّر دیا ہے اور وہ بھی اُس کے علاج سے تھک گیا ہے،

دَحَابِ سِلَاحٍ شَمَّ اجْتَمَعَ اِذْ رَأَى

(زفر نے پہلے توڑنے کے لیے ہتھیار منگوائے پھر جب یہ دیکھا تو رگ گیا)

سَيْوِفَ جَنَابِ وَالطَّوَالِ الْمَدَاكِيَا

(کہہ سواروں کی تلواریں چمک رہی ہیں اور گھوڑے تنگا پو میں ہیں)

عَلَيْهَا كَأَسَدِ الْعَابِ فَتَيَانِ نَجْدَةَ

(اُس نے دیکھا کہ ان گھوڑوں پر ایسے جنگ آزمادہ سوار ہیں جنہوں نے جب)
 اذاما انتصوا عند النزال العوالیا
 (لڑائی میں تلواریں علم کیں تو شیرانِ بیشہ نظر آنے لگے)

یومِ راہط کا اثر

اسی باب میں فرزوق نے کہا ہے:

وقد جعل الاسلام في المرح والقنا

(اسلام دایمان لے اور تیر و پیکان نے مرجِ راہط میں)

لما وان آتيا مر عظام الملاحم

(ایسی ایسی لڑائیاں مروان کے حق میں فیصل کیں جن کے فتنہ اور ہنگامہ بہت ہی بڑے تھے)

رأيت بني مروان جلت سيوفهم

(میں نے بنی مروان کو خود دیکھا کہ ان کی تلواروں نے)

عشتى كان في الابصار تحت العائم

(بصارت میں جو خیرگی علاموں کے نیچے تھی اُس کا صفایا کر دیا)

ولورام قيس غلهم يوم راھط

(قبیلہ قیس والے اگر جنگِ راہط میں بنی مروان کے علاوہ کسی اور کے پیچھے پڑے ہوتے)

للاقي المنايا بالسيف الصوارم

(تو شمشیرِ بران سے اُس کو موت ہی سے ملنا پڑتا یعنی اُس کی جان قیسیوں کی تلوار سے کبھی نہ پہنچتی)

ولكن قيسار و غمت يوم راھط

(لیکن جنگِ راہط میں قیسیوں کو ناکِ رگڑنا پڑی)

بطود ابي الحاص الشل يد العائم

(بہادر و شجاع ابو الحاص کی خاکِ راہ پر جس سائی کیے بغیر کوئی چارہ نظر نہ آیا)

کثیر بن عبد الرحمن خزاعی نے عبد الملک کو خطاب کرتے ہوئے کہا ہے:

ابوك حي امية حليـنـ زالت

(وہ تیرا باپ ہی تو تھا جس نے بنی اُمیہ کی اُس وقت حمایت و حفاظت کی)

دعائےھا واصر للضراب

(جب کہ ان کے استقلال کا ستون اپنی جگہ سے ہٹ چکا تھا اور اُن کی حکومت میں تزلزل و اضطراب آچکا تھا)

وكان الملاك قد وهيت قواؤه

(سلطنت کی قوتیں ضعیف و کمزور ہو چکی تھیں)

فرد الملاك منها في النصاب

(پھر اُسی نے حکومت قائم کی اور گئی ہوئی چیز کو واپس لایا)

عبدالرحمن بن الحكم، برادر مروان بن الحكم، نے کہا ہے:

اری احادیث اهل المرح قد بلغت

(میں دیکھ رہا ہوں کہ مریخ راہِ مطاولوں کی باتیں)

اقص الفرات واهل الفيض والنیل

(متمای علاقہ فرات و باشندگان نہر بصرہ و مصر و رود نیل تک پہنچ چکی ہیں)

اموالهم حثوة فی الارض تلتقطها

(اُن کا مال و اسباب زمین پر لاوارث پڑا ہوا ہے جسے)

فزان کل علی الجرد المذلیل

(شہسواران قبیلہ کلب دراز قامت اور سخت مضبوط گھوڑوں پر سوار ہو کر چن رہے ہیں)

قبضہ

اس واقعہ کے بعد مروان نے مصر کی جانب یلغار کیا، اہل مصر عبد اللہ بن الزبیر کے مطیع تھے جن کے ساتھ مروان کی بڑی بڑی لڑائیاں ہوئیں، قرطبی کے بہت سے لوگ ان میں قتل ہوئے، آخر مروان کی اطاعت نہیں قبول کرنی پڑی ابن الزبیر کی جانب سے عبدالرحمن بن محمد الفہری اس ملک کے عامل و حکمران تھے، مصریوں نے اُن کو نکال دیا اور مروان نے اپنے بیٹے عبدالعزیز کو دہاں اپنا قائم مقام مقرر کیا

یہ سنہ ۶۵ھ کا واقعہ ہے، و

قبضہ بنزیرہ و عراق

مصر سے دمشق واپس آ کے مروان نے عبید اللہ بن زیاد کو جزیرہ عراق پر قبضہ کرنے کے لیے روانہ کیا اور بڑی گھنی فوجیں ساتھ کر دیں، شرط یہ کی کہ عبید اللہ کا جتنے شہروں پر قبضہ ہوتا جائے وہی اُن سب کا حاکم ہوگا۔ عبید اللہ تقریباً اسی (۸۰) ہزار کی جمعیت کے ساتھ روانہ ہوا، الجزیرہ (یعنی دواجنہ و جبل و فرات) کے علاقہ میں پہونچا تو اُس کو خبر ملی کہ سلیمان بن صرد الخزاعی و مسیب بن نجبه تقریباً چار ہزار کی جمعیت کے ساتھ روانہ ہوئے ہیں،

جیش ثوابین

سلیمان بن صرد الخزاعی و مسیب بن نجبه تقریباً چار ہزار کی جمعیت کے ساتھ (حضرت) حسین بن علی بن ابی طالب علیہما السلام کے خون کا بدلہ لینے چلے گئے۔

یہ جماعت جیش ثوابین کے نام سے موسوم کی جاتی ہے جو چلتے چلتے عین الوردہ کے پاس پہونچی کہ اُس جو نیار کے دانہ کا نام ہے، عبید اللہ نے حصین بن نمیر و غیرہ سردارانِ شام کو اُن کے مقابلہ پر بھیجا جن سے وہیں مقابلہ ہوا اور باہم نہایت سخت جنگ پیش آئی، نتیجہ یہ ہوا کہ سلیمان بن صرد و مسیب بن نجبه دونوں قتل ہوئے اور اس فوج کے بیشتر لوگ کام آئے جو باقی بچے رات ہوتے ہی کوفہ کو لوٹ گئے، یہ واقعہ اسی سال یعنی سنہ ۶۵ء کا ہے۔

وفات مروان بن الحکم

اسی سال (سنہ ۶۵ء) کے ۱۰ رمضان کی تین شبیں گزر چکی تھیں کہ دمشق میں مروان بن الحکم نے انتقال کیا اور وہیں تدفین ہوئی،

اکٹھ (۶۱) برس کی عمر تھی،
 آیام حکومت: نو مہینہ چند روز،
 قد و قامت دراز، بھورازنگ، ازرق چشم، دور بین، معاملات میں
 نڈر، مہمت امور میں بے خوف و درآنا، اور بے تاقل و اندیشہ تدبیر کر لینا،
 (یہ اوصاف تھے) :

شعارِ حکومت

کاتب: (۱) ابو الزَّحْنِیَّة، جو مروان کا آزاد غلام تھا :

(۲) ابن سرجون نصرانی :

(۳) سلیمان بن سعید الحُثَنی :

(۴) عُبَیْدُ بن اوس الغسانی :

نقشِ خاتم: العزّة لله (غلبہ و عزّت اللہ ہی کے لیے ہے) اور بقول بعض :
 (۱) امنت باللّٰہ (میں اللہ پر ایمان لایا) (۲) امنت باللّٰہ العزیز الحکیم
 (میں حکمت والے خدا سے غالب پر ایمان لایا) (۳) امنت باللّٰہ العزیز الحکیم
 (میں اُس پر ایمان لایا جو صاحبِ غلبہ اور حکمت والا ہے) :

قاضی: ابو ادیس الخولانی :

حاجب: ابوشیئل اسود، جو مروان کا آزاد غلام تھا، اور بقول بعض :
 ابومنہال، کہ یہ بھی مروان ہی کا آزاد غلام تھا :

واقعات عبد الملک بن مروان

نام: عبد الملک بن مروان :

کنیت: ابوالولید :

والدہ: عائشہ بنت معاویہ بن المغیرہ بن ابی العاص بن اُمَیَہ :

تاریخِ بیعت: رجب سَنَہ ۶۵ھ - (یہ ولایتِ عہد کی تاریخ ہے)

بیعتِ خلافت وفاقِ مروان کے بعد ہوئی :

یہ وہ زمانہ تھا کہ (۱) حجاز (۲) عراق (۳) فارس (۴) خراسان (۵) و دیگر ممالک متصلہ، یہ سب عبداللہ بن الزبیر کے ہاتھ میں تھے، اور مختار بن ابی عبید بن مسعود الثقفی نے کوفہ پر تغلب کر لیا تھا،

انتقام شہداء کے کر بلا

مختار بن ابی عبید بن مسعود الثقفی نے کوفہ پر تغلب ہو کے (۱) خلافت (ابن الحنفیہ رضی اللہ عنہ) کی دعوت ظاہر کی اور قاتلان (مصر) حسین (رضی اللہ عنہ) سے بدلہ لینے کے لیے اپنے آپ کو شمیر برہنہ بنالیا، اور اُن میں سے بہتیری خلقت ہلاک و تباہ کر ڈالی، عبید اللہ بن زیاد نے موصل کا رخ کیا تھا کہ مختار نے ابراہیم بن مالک الاشتر بن رث انخی کو اُس کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا

قتل ابن زیاد

مختار نے ابراہیم بن الاشتر کو بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) فوج کے ساتھ مقابلہ کو بھیجا تھا، علاقہ مُوسَل کے مقام زاب میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا اور بڑے معرکہ کارن پڑا،

اس معرکہ میں عبید اللہ بن زیاد، حصین بن نمیر السکونی، شریعیل بن ذی الکلاع الحمیری قتل ہوئے جن کے زمرہ میں اہل شام کی بہتیری خلقت بھی قتل ہوئی،

یہ واقعہ روز عاشوراء (۱۰ محرم) سنہ ۶۷۷ء کا ہے،

عبید اللہ کے واقعہ قتل کے متعلق ابن مفرغ حمیری کہتا ہے:

ان الذی عاش خیاراً بذمتہ

(وہ جس کی زندگی اپنے عہد و پیمان کے توڑنے ہی میں بسر ہوئی)

ومات عبدًا قاتل اللہ بالزواب

(اور مرا تو غلام ہو کے مرا، وہ وہی ہے جسے خدا نے قتل کیا اور مقام زاب میں مارا گیا)

جنگِ مصعب و مختار

مختار کا قیام برابر کوفہ ہی میں رہا تا آن کہ مصعب بن الزبیر نے جمعیتِ بصرہ کے ساتھ اُدھر کا رخ کیا، مصعب کے ساتھ مہلب بن ابی صفرۃ الازدی ثم العتیکلی وغیرہ سردارانِ عرب بھی تھے، یہ مقابلہ ہوا تو مصعب نے مختار کو شکست دی اور کوفہ کے ایوانِ حکومت میں محاصرہ کر لیا، آخر مختار نے موت کے لیے ہتھیار ہمو کے اپنے چند نفر ساتھیوں کی معیت میں یہاں تک جنگ آزمائی کی کہ جان دے دی؛ یہ واقعہ اسی سال یعنی سنہ ۶۷ء کے نصف ماہ رمضان کا ہے؛ یہ مختار کے ساتھیوں میں جو لوگ باقی رہ گئے تھے اُن کی تعداد تقریباً چھ ہزار تھی، ان سب نے بلا شرط اپنے آپ کو مصعب کے سپرد کر دیا اور انھوں نے سب کو قتل کر ڈالا؛ یہ لوگ خشیتہ کہے جاتے تھے، یہ

جنگِ عبد الملک و مصعب

مسعودی کہتے ہیں؛ عبد الملک نے عراق کی جانب کوچ کیا تو مصعب بن الزبیر کے ساتھ مقابلہ ہوا، میدانِ جنگ ملکِ عراق کا مقام مسکن تھا، مجاہدِی الاولیٰ سنہ ۷۲ء میں مصعب نے شہادت پائی، یہ حُبیبُ اللہ بن قیس الرقیات، جو شیعہ آلِ زبیر میں شامل ہیں، اسی واقعہ کی نسبت کہتے ہیں؛

ان الرزیتۃ یومہ مسکن والمصیبۃ والنحیبۃ

(وہ حادثہ، وہ مصیبت، وہ دردناک نتیجہ مسکن دکن لڑائی میں پیش آیا)

بابن الحواری الذی لعیداً یومہا الوقیعۃ

(یہ حادثہ فرزندِ حواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسگندہ کہ مجھوٹس کے اور کسی پر جنگ میں اس کا اثر نہ پڑا)

خدرت بد مضر العرا ق واقلت مندر ربيعہ

عراق کے قبیلہ مضر نے اُس کے ساتھ خدری و بے وفائی کی اور قبیلہ ربيعہ نے اُس کی ہلاکت کا موقع بہم پہنچایا

حجاج بمقابلہ ابن الزبیر

حجاج بن یوسف کو عبد الملک نے اپنی فوجوں کے ساتھ عبداللہ بن الزبیرؓ ابن العوام کی جانب روانہ کیا،

حجاج بن یوسف کے والد کا نام یوسف تھا، ابن الحکم بن ابی عقیل ابن سعود بن عامر بن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف ابن ثقیف

ثقیف کا نام قسی تھا، ابن منبہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن حکمرہ ابن خضفہ بن قیس بن عیلان بن مضر

حجاج بن یوسف نے عبداللہ بن الزبیرؓ کا پہلے تو مکہ میں محاصرہ کیا، پھر دائرہ کو تنگ کر کے مسجد حرام میں اُن کو محصور کر لیا، اور وہیں شنبہ ۷ جمادی الاولیٰ ۶۰ھ کو وہ شہید ہوئے، تھتر (۶۰ھ) برس کی عمر تھی، حجاج کے حکم سے اُن کی (لاش) کو سولی پر چڑھایا گیا،

عبداللہ بن الزبیرؓ کی والدہ اَسْمَاءُ ذات الغطفان تھیں جو (حضرت) ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کی بیٹی اور (حضرت) عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی بہن تھیں،

اُس وقت تک (حضرت) اَسْمَاءُ زندہ تھیں، اور سو برس کی ہو چکی تھیں، بایں ہمہ نہ کوئی دانت گرا تھا، نہ کوئی بال سفید ہوا تھا، نہ عقل میں اختلاط آیا تھا، البتہ اُن کی بصارت جاتی رہی تھی،

عبداللہ بن الزبیرؓ کی حکومت و ابتلا کی مدت آٹھ برس نو مہینہ تھی، من ابتدا کے موت معاویہ بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیانؓ تا بہ شہادت ابن الزبیرؓ

ہنگامہ ابن اشعث

تنگ آمد بجنک آمد

عبد الملک بن مروان کے زمانہ حکومت و سلطنت کے متعلق جو عظیم و جلیل واقعات و حوادث پیش آئے اُن میں ایک خاص واقعہ عظیمہ عبد الرحمن بن محمد بن الاشعث بن قیس بن معدی الکلب الکندی کا ہے جس نے سترہ اہم میں عبد الملک کو خلیفہ ماننے سے انکار کر دیا، پھر حجاج نے عبد الرحمن بن محمد بن الاشعث کو ایک بڑی گھنی فوج کے ساتھ سیستان روانہ کیا تھا جو اتنے اچھے ساز و سامان سے آراستہ و پیراستہ تھی کہ ”جیش الطوایس“ (آراستہ لشکر مثل طاؤس) کہتے تھے، غرض یہ تھی کہ رُمیل پادشاہ زابلستان سے جہاد کیا جائے، پھر

ابن الاشعث نے زابلستانیوں کے بہت سے علاقے اور شہر فتح کر لیے (مگر ان فتوحات کا صلہ یہ ملا کہ) حجاج نے خط میں ابن الاشعث کو سخت و درشت باتیں لکھیں اور جہاں میں ضعیف و عاجز و ناچار و کمزور قرار دیا، ابن الاشعث نے اپنے ساتھی سرداران عراق کو دعوت دی کہ حجاج کو خلع کر دیں، حجاج کے خوف و سطوت و بغض و نفرت کے باعث سب نے یہ بات مان لی اور مخلوع و معزول کر دیا، پھر

سیستان سے ابن الاشعث نے مراجعت کی کہ عراق سے حجاج کو نکال کر عبد الملک سے درخواست کی جائے کہ عراقیوں پر کوئی اور حاکم مقرر ہو، جمعیت روز بروز بڑھتی گئی اور جس قدر عراق کے قریب آتے گئے اُس قدر اہل عراق اور اُن کے سردار و قاری و تعلیم یافتہ مابعد و زاہد ملتے اور شامل ہوتے گئے،

قحطانی منتظر

ابن الاشعث نے اب عبد الملک کی معزولی کا بھی اعلان کر دیا اور

سب لوگوں نے خلع بیعت کر لیا، یہ واقعہ فارس کے مقام اَصْطَخَرِین میں آیا۔
ابن الاشعث نے ”ناصر المومنین“ اپنے آپ کو قرار دیا اور بیان
کیا کہ وہ قحطانی بزرگ میں ہی ہوں جس کا اہل مین انتظار کر رہے ہیں کہ انھیں
سلطنت دلائے گا اور اُن میں حکومت کو واپس لائے گا، اس پر
اعتراض ہوا کہ:

جس قحطانی کا انتظار ہے اُس کے نام میں تو فقط تین
حرف ہوں گے،

ابن الاشعث نے جواب دیا: میرا نام عبدالرحمن نہیں ہے صرف
”عبد“ ہے ”رحمن“ میرے نام میں داخل نہیں ہے۔

حجاج سے جنگ

حجاج نے ابن الاشعث سے مقابلہ کے لیے کوچ کیا اور
علاقہ اَہواز میں شہر تَشَر کے ساتھ فرسنگ ادھر مقابلہ کیا جس میں حجاج
کی جمیعت کو شکست ہوئی اور اُن میں تقریباً آٹھ ہزار (۸۰۰۰) قتل ہوئے،
اب حجاج نے بصرہ کی جانب کوچ کر کے مقام زاویہ میں قیام کیا اور
ابن الاشعث نے چل کر خَزِیْبہ میں قیام کیا،
یہ سنہ ۸۳ء کا واقعہ ہے،

تقریباً دو مہینے تک یہ دونوں جمیعتیں باہم لڑتی رہیں، جس کے بعد
کوڈ پر قبضہ کرنے کے لیے بہت ہی تھوڑی جمیعت کے ساتھ ابن الاشعث
نے شب میں کوچ کر دیا، جمیعت ابن الاشعث نے جو اس عزم سے
بے خبر تھی حیرت کی حالت میں (صبح کی اور آخر کار عبدالرحمن بن عباس
ابن ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب کے (سات پر) بیعت کر لی، مگر
حجاج نے اُن سے مقابلہ کر کے شکست دے دی اور وہ دو ماں سے
ہٹ کے) ابن الاشعث کے ساتھ شامل ہو گئے،

ایامِ دیرِ جاجم

ابن الاشعث نے کوفہ سے نکل کر دیرِ جاجم میں اور تجاج نے دیرِ قزو میں مقام کیا، عبد الملک سے تجاج نے مدد بھی طلب کی تھی اور عبد الملک نے اپنے بیٹے عبد اللہ بن عبد الملک اور اپنے بھائی محمد بن مروان کو (مع فوج امدادی) بھیجا بھی تھا، ۛ

دیرِ جاجم میں قریب قریب چار مہینہ تک فریقین لڑتے رہے اور جیسا کہ کہا گیا ہے تقریباً اسی (۸۰) لڑائیاں باہم ہوئیں، ابن الاشعث کی جمعیت قریب اسی ہزار (۸۰۰۰۰) اور تجاج کی اس سے کم تھی، واقعاتِ مصیفین کے بعد کوئی لڑائی اور کوئی حملہ ایسا نہیں ہوا تھا جو ان محاربوں سے بڑا ہول انگیز رہا ہو، ۛ

آخر ابن الاشعث کو شکست ہوئی، اہل عراق بھاگ بھگے، اور اُن کی ایک بڑی جماعت قتل ہوئی، ۛ

ابن الاشعث نے بصرہ کا رخ کیا، تجاج نے بھی پیچھا کیا، ناچار وہاں سے بھی نکلنا پڑا، علاقہ عراق کے مسکنوں میں پھر فریقین کا مقابلہ ہوا اور اہل عراق کو پھر شکست ہوئی اور بے دریغ قتل ہوئے، ۛ

انجامِ ایام

ابن الاشعث نے اپنے شرکا و اتباع کے ساتھ سیستان کا رخ کیا اور مُزَیْمِل سے مرسلت کر کے سب وہیں جا پہنچے، ۛ

تجاج نے ایک بڑی گھنی فوج سیستان روانہ کی اور مُزَیْمِل کو لکھا کہ ابن الاشعث و اتباع ابن الاشعث کو اُس کے سپرد کر دے بہت سامعاً و منہ اور بارِ جزیہ و خراج سے سبکدوش کر دینے کی ترغیب بھی دلائی اور یہ ترغیب بھی کی کہ انکار کی صورت میں فوج کے ساتھ نیچے سیستان پہنچا ہوا سمجھ لے، ۛ مُزَیْمِل نے غدارِی کی اور ابن الاشعث کو تجاج کے قاصد کے

سپر دکر دیا جو حجاج کے پاس لے کر چلا، ابن الاشعث نے راستہ کی ایک منزل میں شمشیر خج کے ایک بالا خانہ پر سے اپنے آپ کو نیچے گر دیا اور جان دے دی قاصد نے سرکاٹ کر حجاج کے پاس بھیج دیا جسے حجاج نے عبد الملک کے پاس اور عبد الملک نے اپنے بھائی عبد العزیز کے پاس موصول بھیج دیا، ۶

یہ واقعہ سنہ ۸۴ھ میں ہوا، اور اسی کی نسبت شاعر کہتا ہے:

يَا بُعْدَ هَمْزٍ جَثَّةٍ مِنْ رَأْسِهَا

(وہ بھی کیسا عجیب مقتل تھا اور اُس کے جسم و سر کے درمیان کتنا بڑا فاصلہ واقع ہو گیا)

رَأْسُ هَمْزٍ وَجَثَّةٍ بِالرَّحْمِ

(سر تو ملک مصر میں اور دھڑ رنج میں رہا)

قَتْلُوهُ بَغْيًا شَرًّا لَوْ أَبَا يَحْوَا

(اُس کو غداروں سے قتل کر ڈالا اور پھر لوگوں سے کہا کہ اُوں بیت کرد)

وَجَوَى الْبُرَيْدِ بِرَأْسِ الرُّوْعِ اِبْلَجْ

(ایسے شریف سردار کا سر ڈاک چوکی پر روانہ کیا گیا)

وفات عبد الملک

تاریخ وفات : ۱۰۰ اشوال سنہ ۸۶ھ ۶

مدفن : دمشق ۶

مدت عمر : باسٹھ (۶۲) برس، اور بقول بعض : اس سے زیادہ ۶

مدت حکومت : اکتیس سال، دو مہینہ، دس دن ۶

ذاتی خصوصیت : بھور اگندھی رنگ، میانہ قد، دراز ریش،

معاملات کو خود انجام دینا، امور سلطنت میں بیدار مغز رہنا، دور اندیش

و محتاط و عاقبت میں دشمنوں اور جنگ آوروں کے متعلق بذاتِ خاطر نظام

کرنا اور کسی دوسرے کے بھروسے نہ رہنا، یہ اوصاف تھے، اکثر امور میں غلطیاں

بھی ہو کر تھیں، اگرچہ اچھا ہی نکلتا اور سلامتی اُس کو دھوکے میں ڈال دیا کرتی تھی، ۶

ارکان حکومت

کاتب : (۱) قبیصہ بن دویب الخزاعی (۲) ابوالزخیر عہدہ (۳) عمرو
ابن الحارث، جو بنی عامر بن لؤی کے آزاد غلام تھے (۴) سرخون بن منصور و موث
نقش خاتم : اَمَلْتُ بِمُخْلِصًا (میں اُس پر نکلے سنا یدان لایا ہوں) :-
قاضی : ابوالدیس الخولانی (۲) عبد اللہ بن قیس بن عبد مناف :-
حاجب : یوسف جو عبد الملک کا آزاد غلام تھا، ابوالزخیر عہدہ نے
بھی حجابت کا کام کیا ہے :-

ابن عباسؓ

عبد الملک ہی کے زمانہ میں (حضرت) عبد اللہ بن عباسؓ ^{المطلب}
(رضی اللہ عنہما) نے طائف میں وفات پائی، بصارت جاتی رہی تھی، سنہ ۶۸
میں وفات واقع ہوئی، اکھتر (۱۷) برس کی عمر تھی، ہجرت سے تین برس پہلے
پیدا ہوئے تھے، (حضرت) محمد بن الحنفیہ ابوالقاسم محمد بن علی بن ابی طالب
(رضی اللہ عنہما) نے اُن کے جنازہ کی نماز پڑھائی، :-

محمد بن الحنفیہ

(حضرت) محمد بن الحنفیہ (رضی اللہ عنہ) نے مدینہ میں وفات پائی،
محرم سنہ ۸۱ میں یہ حادثہ ہوا، پینسٹھ (۶۵) برس کی عمر تھی، اُبان بن ثاث
نے کہ اُن دنوں عبد الملک کی جانب سے والی مدینہ تھے، اُن پر نماز پڑھی،
شیعہ کیسے ان کے متعلق بہت سی طویل باتیں کرتے ہیں اور بہتیرے
دعوے رکھتے ہیں، :-

واقعات ولید بن عبد الملک

نام : ولید بن عبد الملک بن مروان :-

کنیت : ابو العباس :

والدہ : ولادہ بنت عباس بن خزہ بن الحارث العبسی :

مقام بیعت : دمشق ، اور یہی مقام وفات بھی ہے :

تاریخ بیعت : جس دن عبدالملک نے انتقال کیا :

تاریخ وفات : ۱۵ جمادی الاولیٰ - سنہ ۹۶ھ :

مدت عمر : تینتالیس (۲۳) برس :

مدفن : دمشق :

مدت حکومت : نو برس آٹھ مہینہ پانچ دن :

حلیہ : دراز قد ، گندم گوں ، چٹائی ناک ، جسم پر چھپک کے داغ تھے :

شامل و خصال

دراز قد ، گندم گوں ، چٹائی ناک ، چہرہ پر چھپک کے داغ ، ڈاڑھی کے

آگے والے بال سفید ہو گئے تھے مگر خضاب سے ان کو رنگین نہیں کیا تھا ،

تکلم و تلفظ میں غلطیاں کرنا ، سخت سطوت و جبروت ، غیظ و غضب کی

حالت میں ذرا بھی تاثر سے کام نہ لینا ، انجام کار پر نظر تک نہ کرنا ، سطوت و جبروت

کے وقت کسی کی مجال نہ تھی کہ کلام کر سکے ، خوں ریزی کوئی بڑی بات نہ تھی (۲)

سب عادات و اطوار تھے)

شعار حکومت

کاتب : (۱) عبداللہ بن ہلال الثقفی (۲) صالح بن عبدالرحمن ، جو

قبیلہ بنی مرہ بن عبید کا آزاد غلام تھا (۳) قعقاع بن خلیفہ العبسی (۴) سلیمان

ابن سعید الحبشی :

نقش خاتم : یا ولید انک مہیت (اے ولید تو مرنے والا ہے) :

قاضی : ابوبکر بن حزم :

حاجب : یزید جو ولید ہی کا آزاد غلام تھا :

تجاج بن یوسف

ولید اور ولید کے والد (عبدالملک) کے عامل (گورنر) یا فرماں فرما
ملک عراق تجاج بن یوسف بن عقیل نے رمضان سنہ ۹۰ میں وفات پائی،
یہ واقعہ عراق کے شہر واسط میں، ولید کی وفات سے نو مہینہ قبل پیش آیا،
تجاج نے بیس (۲۰) برس تک عراق پر حکومت کی اور بیت المال میں
دس کروڑ درم سے کئی کروڑ زائد چھوڑے؛

عراق کی ولایت جب تجاج کے ماتھے آئی ہے تو وہاں کا خراج اُس وقت
دس کروڑ درم تھا مگر تجاج نے اپنی درستی و بد تدبیری سے یہاں تک نوبت پہنچائی
کہ ڈھائی کروڑ درم رہ گیا،؛

ہند بنت اسماء بن خارجۃ الفزاری، تجاج کی مطلقہ بیوی تھی، اُس نے
تجاج (کی لاش) کو چاودیں لپٹا ہوا دیکھ کر کہا،؛

الایا ایہا الجسد المسبجۃ

(اے اوڑھے لپیٹے لکڑی سے ڈھنکے ہوئے جسم آگاہ ہو)

لقد قوت بمصر عاک العیون

(کہ تیرے مرنے سے آنکھیں ٹھنڈی گئیں)

و کُنْتَ قرین شیطان رجیم

(تو ایک رائدہ شیطان کا ساتھی تھا)

فلما مت سلمت القرین

(جب تو مر گیا تو اُس ساتھی نے تجھے تنہا چھوڑ دیا)

جو لوگ تجاج کے حملوں اور لڑائیوں میں قتل ہوئے وہ تو الگ ہے،
جن کو تجاج نے پکڑ کے قتل کیا ہے فقط اُن کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار
(۱۲۰۰۰) تھی جن میں (حضرت) عبداللہ بن عباس کے رفیق و صاحب سعید
ابن جبیر بھی تھے،؛

سعید کی کنیت ابو عبداللہ تھی اور یہ قبیلہ بنی والہ بن حارث بن ثعلبہ

ابن دودان بن اسد بن خزیمہ کے آزاد غلام تھے، رنگ سیاہ تھا، عبدالرحمن بن محمد ابن اشعث کا ساتھ دینے اور خروج کرنے کے باعث حجاج نے سنہ ۹۹ھ میں ان کو قتل کیا :

انھیں مقتولین میں قبیلہ بنی صہبان کے کمیل بن زیاد الخنقی بھی تھے جو (حضرت) علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کے مصاحب تھے :

حجاج نے جب وفات پائی ہے قید خانہ میں اس وقت پچاس ہزار (۵۰۰۰) مرد اور تیس ہزار (۳۰۰۰) عورتیں مقید تھیں :

زندگان حجاج بالکل ملک تھا جس میں کوئی ایسی چیز نہ تھی جو قیدیوں کو گرمی سردی سے بچا سکے، جو پانی ان کو پلایا جاتا تھا اس میں راکھ (دھن) ملی ہوتی تھی :

واقعات سلیمان بن عبد الملک

تاریخ بیعت : جس دن سلیمان کے بھائی ولید نے انتقال کیا :

نام : سلیمان بن عبد الملک بن مروان : کنیت : ابو الیوب

والدہ : ولادہ : کہ سلیمان کے بھائی ولید کی ماں بھی وہی تھیں

مقام و قبا : مرج دابق، علاقہ قنسیرین، سلیمان کے بھائی مسلمہ نے

قسطنطنیہ کا محاصرہ کر رکھا تھا، سلیمان نے مسئلہ کو مدد دینے کے لیے مرج دابق کو اپنا لشکر گاہ بنایا تھا اور اسی حالت میں وہیں انتقال کیا :

تاریخ وفات : روز جمعہ، ۲۰ صفر سنہ ۹۹ھ :

مدت عمر : ۳۹ سال :

مدت حکومت : دو سال، آٹھ مہینہ، پانچ شبیں :

شمال خصال : دراز قد، گورا رنگ، خوبصورت، نحیف الجسم، گونگروالے بال :

بالوں میں سفیدی آنے کی عمر تک فوج نہیں پہنچی تھی، فصیح زبان، بہت ہی مودب و مہذب، نرم مزاج، اپنی جوانی و خوبصورتی میں نہایت مکن خوراک بہت تھی اور کھانے کا بڑا شوق تھا، کثیر المباشرة، غلّیزی میں جلد بازی کی عادت نہ تھی لیکن مزاج میں حسد بہت تھا :

کاتب سلیمانی : (۱)، عبدالعزیز بن الحارث بن الحكم بن ابی العاص (۲)، سلیمان

ابن نعیم الحمیری (۳) ابن بطریق المضرائی :
نقش خاتم : امنت بالله (میں اللہ پر ایمان لایا) :

قاضی : محمد بن حزم :
حاجب : ابو عبیدہ ، جو سلیمان کا آزاد غلام تھا ، اور بقول بعض : مسلم ،
کہ وہ بھی سلیمان ہی کا آزاد غلام تھا :

خلافتِ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ

نام : عمر بن عبد العزیز بن مروان بن الحکم :
کنیت : ابو حفص :

والدہ : ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) :
تاریخِ بیعت : جس دن سلیمان نے انتقال کیا :

عمر بن عبد العزیز نے خلیفہ ہوتے ہی مسئلہ کو حاصرہ قسطنطنینیہ سے
واپس بلالیا ، اسی کتاب کے حصہ اولیٰ میں بعض تذکرہ سلاطین و مہموروں کا
بادشاہ تین دوس مشہور بہ ارمنی کے حالات میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ مسئلہ نے
کتنی مدت تک قسطنطنینہ کو محصور رکھا تھا :

مقام وفات : دیر سمعان ، علاقہ حمص ، متصل قنسطنینہ :
سبب وفات : بقول بعض اُن کو انھیں کے گھر والوں کی جانب سے
زہر دیا گیا :

تاریخ وفات : روز جمعہ ۲۰ رجب ۱۰۱ھ :

مدتِ عمر : ۳۹ سال :

مدتِ خلافت : ۲ سال ۵ مہینہ ۵ دن :

شکل و شمائل : گندم گوں ، خوش رو ، نحیف و لاغر جثہ ، اچھی ڈاڑھی ،
آنکھیں اندر دھنسی ہوئی ، چہرہ پر کسی سواری کے جانور کی چوٹ کا نشان ،
جس نے لڑکپن میں اُن کو لات لاری تھی ؛ بال سفید ہو چلے تھے مگر مرتے دم تک
خضاب نہ لگایا :

عادت و خصال: فاضل تھے، دین کو دنیا پر ترجیح دیتے، ایسے شخص کی طرح کام کرتے جو آج (کی دنیاوی زندگی میں احتسابِ عمل) سے ڈرتا اور کل (روزِ قیامت میں اجر و جزا) کی امید رکھتا ہو، جو بند و بست کرتے اُس میں اُن کے خاندان والے بھی اُن کی دین داری و تدبیر کا اقرار کرتے:

کاتب: لیث بن ابی رقیہ:

نقش خاتم: لکھل علی ثواب (ہر ایک کام کا ایک نہ ایک اجر ہے)
اور بقول بعض: عمر یؤمن باللہ مخلصاً (عمر اللہ پر مخلصانہ ایمان رکھتا ہے):
قاضی: عبد اللہ بن سعد الأملی:

حاجب: مزاحم، جو اُن کے آزاد غلام تھے، اور بقول بعض: حسین:

واقعات یزید بن عبد الملک

نام: یزید بن عبد الملک بن مروان:

کنیت: ابو خالد:

والدہ: عاتکہ بنت یزید بن معاویہ:

تاریخِ بیعت: جس دن (حضرت) عمر بن عبد العزیز نے انتقال کیا:

مقام وفات: بقاء علاقہ دمشق:

تاریخ وفات: روز جمعہ ۲۵ شعبان ۱۰۵ھ

مدتِ عمر: اثنائیس (۳۹) برس:

مدتِ حکومت: چار برس ایک مہینہ:

شمال و خصال: دراز قد، بھاری جسم، گوار رنگ، گول چہرہ، بالوں میں مہنوز

سفیدی نہیں آئی تھی، طبیعت میں جو انہر و کمی، مزاج میں نہایت غمزہ و کبر نمایاں

تھا، لہو و لب سے الفت تھی، حجاب کا طریقہ (یعنی ہر شخص کو اجازت

نہ تھی کہ بخلافِ عمد سابق، جب چاہے بدون اطلاع خلیفہ کے حضور میں چلا جا)

کسی کام کو اچھا جان کے کرنے اور بُرا سمجھ کر چھوڑ دینے کی مطلقِ مادت نہ تھی، یہ

کاتب: (۱) اسامہ بن زید (۲) زید بن اسلمہ (۳) زید بن عبد اللہ

نقش خاتم: قتی الحساب (یا اللہ مجھے حساب سے بچانا)؛
حاجب: سعید جو ولید بن عبد الملک ہی کا آزاد غلام تھا، اور قول البض: خالد؛

واقعہ یزید بن مہملک

یزید بن عبد الملک کے عہد میں حکومت و سلطنت کے متعلق بہت ہی بڑا
واقعہ جو پیش آیا وہ یہ تھا کہ یزید بن مہملک بن ابی صفرو نے یزید بن عبد الملک کو
(خافیت سے) طلع کر دیا۔

ابو صفرو کا نام ظالم تھا، ابن مرقا بن حنیج بن کندہ بن عمرو بن عدی بن اہل
ابن الہارث بن العتیک بن الناسد بن عمران بن عمرو مزیقیہ بن عامر بن ماء السماء
ابن حارثہ الفظریف بن ثعلبہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ بن یازن بن الازد،
ازد (کا اصلی) نام وڑا تھا، ابن الغوث بن ہشام بن مالک بن یزید بن کملان بن سبطہ
یزید بن مہملک عمر بن عبد العزیز کے قید خانہ میں اس مطالبہ کی بنا پر قید
تھے کہ مالک بن جر جان و طبرستان کو جب آنجھوں نے فتح کیا تھا تو سلیمان بن عبد الملک
کو لکھا تھا کہ (ان فتوحات سے اس قدر) مال (غنیمت) حاصل ہوا ہے اب
اسی مال کا اُن سے مطالبہ تھا، رجب سنہ ۱۰۱ء میں جب عمر بن عبد العزیز نے
وفات پائی تو یزید بن مہملک نے قید خانہ سے بھاگ کر بصرہ کا رخ کیا جہاں کی
حکومت عدی بن اڑخاۃ الفزاری کے مات میں تھی،

عدی نے جیسے ہی سنا تھا کہ یزید نے ادھر کا رخ کیا ہے اُسی وقت یزید
کے کئی بھائیوں کو گرفتار کر لیا تھا، یزید نے مال و زر دے کے انھیں رہا
کرائے کی خواہش کی مگر عدی نے انکار کر دیا،

یزید کے پاس عظیم الشان جمع ہوتا گیا، مال و زر خرچ کر کے
اور بھی اپنی جمعیت بڑھالی عدی کی جانب توجہ کی اور اس کو گرفتار
کر کے قید کر لیا، (مالک) بصرہ (۲) امواز (۳) فارس (۴) کرمان
پر یزید کا قبضہ ہو گیا اور یزید بن عبد الملک کو طلع بھی کر دیا؛

مقاتلہ و مقتل

یزید بن عبد الملک نے اپنے بھائی مسلمہ بن عبد الملک اور اپنے بھتیجے عباس بن الولید بن عبد الملک کو بہت بڑی گھنی فوجیں دیکر یزید بن مسلمہ کے مقابلہ پر مامور کیا، یزید بن مسلمہ بھی بصرہ سے نکل کر چلے، ان کے ساتھ بھی بہت بڑی جمیعت تھی علاقہ بابل کے مقام عفرہ پر مقابلہ ہوا اور نہایت سخت جنگ ہوئی جس میں یزید بن مسلمہ اور ان کے کئی بھائی عراق کی ایک جماعت کے ساتھ کام آئے اور باقی لوگ بھاگ گئے، یہ واقعہ سنہ ۱۰۲ھ کا ہے،

کہا جاتا ہے کہ یزید بن مملک کو قتل کرنے کی ہمت نہ تھی، قتل کیا تھا، قتل بن عیاش
ابن حسان بن سمیر بن شراحیل بن عیین بن ابی جابر بن زہیر بن جناب :

مفاخرات قبائل

سُیَّيْبُ بْنُ الرَّفْلِ الْكَلْبِيُّ نے اسی واقعہ پر فخر کیا ہے:

قُلْنَا يَزِيدُ بْنُ الْمُهَلَّبِ بَعْدَمَا

(۴) ہم نے یزید بنی مطلب کو قتل کر ڈالا بعد اس کے کہ

قَتَيْتُمْ إِنْ يَغْلِبَ الْحَقُّ بِاطْلَةٍ

(تم نے تو یہ تمنا کر رکھی تھی کہ حق پر باطل غالب آجائے)

فما كان من اهل العراق منافع

(عراق سے کوئی ایسا منافق نہیں اٹھا)

عن الدين الامن قضاة قاتله

(کہ اس کا قاتل قبیلہ قضاہ سے نہ رہا ہو)

رُفیع بن اذیر الاسدی نے یزید بن مطلب کے قتل ہی کی نسبت یزید
ابن عبد الملک ہی مروان سے خطاب کیا ہے:

إليك أمير المؤمنين مسيرنا

(اے امیر المومنین ہمارا سفر تیری جانب سے)
 عَلَى الْمُقَرَّبَاتِ وَالْمُحَدَّثَاتِ الْمُبْتَلَاتِ
 (اعلیٰ درجہ کے گھوڑوں پر سوار ہم تیری جانب آرہے ہیں، ایسے گھوڑے جن کی دُمیں کٹی ہوئی ہیں)
 نَزِيدَ امِيرِ الْمُؤْمِنِينَ بَارِضَهُ
 (امیر المومنین ہی کے ملک میں ہم اُس کی دولت و ثروت پر اضافہ کر رہے ہیں)
 رُؤُوسًا جَنَا هَا بَيْنَ بَابِلَ وَالْعَقْرِ
 (اور یہ اضافہ اُن سروں کا ہے جو مقامات بابل و عقر کے درمیان کٹے ہیں)
 وَلَا قِيَّ يَزِيدُ بْنُ الْمُهَلَّبِ بِأَكْرَأَ
 (یزید بن مہلب نے صبح ہی صبح ملاقات کی)
 مِنْ الْمَوْتِ سَاقَتَهُ الْحَتُوفُ وَمَا يَدْرِي
 (یہ موت سے ملاقات تھی جہاں اُس کو قضا لے گئی اور وہ جانتا بھی نہ تھا)

انجام آل مُہَلَّب

آل مُہَلَّب اور اُن کے تابعین میں جو لوگ باقی رہ گئے تھے جہازوں پر سوار ہو کر علاقہ سندھ (ہندوستان) کے مقام قنڈاہیل کو چلے گئے؛
 مُسَلَّمہ نے ہلال بن اَحْوَز المازنی کو اُن کے تعاقب میں روانہ کیا
 جس نے قنڈاہیل میں انھیں پایا، کچھ لوگوں کو قتل کر ڈالا اور بقیۃ السیف کو قید کر لیا؛
 مُہَلَّب نے مرتے وقت یزید بن مُہَلَّب کو اپنا جانشین بنایا تھا

۱۔ قنڈاہیل: اس قدیم عربی شہر کو آج کل ”گنداوہ“ کہتے ہیں جو خان قلات (فرماں روا اے بلوچستان) کی علداری میں واقع ہے، اب یہ ایک معمولی قصبہ کی حیثیت میں رہ گیا ہے مگر اُن دنوں ایک بڑا شہر تھا ہندوستان کے فتوحات عرب میں اس کا اکثر تذکرہ آتا ہے، اور ہندوستان میں قدیم عربی تمدن کا ایک مرکز یہ بھی رہ چکا ہے؛

اور یزید کے تمام بھائیوں کو یزید کی اطاعت کا حکم دیا تھا، یہ
ذی الحجہ سنہ ۸۲ میں مُتَلَب نے علاقہ خراسان کے مقام مُرُورود
میں انتقال کیا تھا جہاں کے اُن دنوں وہ حاکم تھے، ہمارے بنو تویستہ اتمیمی انھیں
کی نسبت کہتے ہیں:

الاذھب العز المقرب للثقی

(آٹا ہے کہ وہ عزت جاتی رہی جو تقویٰ و پرہیزگاری سے قریب کرنے والی تھی)

ومات التلی والجود بعد المہلب

(اور مہلب کے مرتے ہی فیاضی و سخاوت بھی مر گئی)

اقاما ہما والروذرہنی ضرا یحہ

(فیاضی و سخاوت یہ دونوں آ کے مہلب کی قبر کی محاذ ہو گئیں)

فقد غلبا عن کل شہرق ومغرب

(کیوں کہ تمام مشرق و مغرب ان دونوں سے خالی ہے، کہیں اُن کا پتہ نہیں ملتا)

واقعات ہشام بن عبدالملک

ہشام بن عبدالملک بن مروان :

نام

کنیت : ابو الولید :

والدہ : اُمّ ہشام بنت ہشام بن اسماعیل بن ہشام بن الولید بن الخیرہ المخزومی :

تاریخ بیعت : جس دن یزید (ابن عبدالملک) نے وفات پائی :

مقام وفات : رصافہ، علاقہ قنسطنین، متصل صحرا :

تاریخ وفات : چار شنبہ ۶ ربیع الاول سنہ ۱۲۵ ہجری :

مدّت عمر : تین (۵۳) سال :

مدّت حکومت : آئیس برس، سات مہینہ گیارہ شبیں :

شکل و شمائل : گورازنگ، نائل بہ زردی، آخول چشم، تہلیان جلد طبع پرتی ہوتیں

ڈاڑھی میں سیاہ خضاب، لوگوں کے دیکھتے قد و قامت معتدل و میانہ،

جسم اچھا تھا :

عادات و خصال: سخت مزاج، درشت اخلاق، باریک بین، مال و زر فراہم رکھنے اور علمیات میں کم خرچ کرنے کی عادت تھی، امور سلطنت میں بیدار مغز، رعیت کے نظم و نسق میں ماہر سیاست، بذاتِ خود کام کرنا، عہدات کو آپ انجام دینا، امور مملکت داری کی ہر بات سے باخبر رہنا اور کسی پہلو سے غافل نہ ہونا، یہ خصوصیت تھی :

کاتب : (۱) محمد بن عبد اللہ بن حارثہ الانصاری (۲) اُسامة بن زید السلیحی (۳) سالم، جو سعید بن عبد الملک کا آزاد غلام تھا :
نقش خاتم: الحکم للحکیم (حکمت والے - خدا - ہی کی حکومت ہے)
قاضی : (۱) محمد بن صفوان الجعفی (۲) نمیر بن اوس الاشعری :
حاجب: غالب، جو ہشام ہی کا آزاد غلام تھا :

شہادت حضرت زید رضی اللہ عنہ

ہشام کی حکومت کے سترھویں سال، یعنی سنہ ۱۲۲ھ میں (حضرت) زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہم) نے کوفہ میں ظہور کیا، تھوڑے ہی آدمی ساتھ تھے، کوفہ کا حاکم (اُن دنوں) یوسف بن العثقی تھا، پہلے تو بہت سے لوگوں نے (حضرت) زید سے بیعت کی تھی مگر آخر میں بیٹھ رہے اور بے وفائی کی، :

یوسف بن عمر نے بڑی جمعیت کے ساتھ مقابلہ کیا، (حضرت) زید نے سخت جنگ کی، تا اُن کہ اسی سال (سنہ ۱۲۲ھ) کے ماہ صفر میں مع اپنے ساتھیوں کے شہید ہو گئے اور مذبذب بول و ہراز پر اُن (کی لاش) کو پھانسی پر چڑھا دیا گیا :

واقعات ولید بن زید بن عبد الملک

نام : ولید بن زید بن عبد الملک :
کنیت : ابو العباس :

والدہ : اُمّ الحجاج بنت محمد بن یوسف بن الحکم بن ابی عقیل الشافعیؒ
تاریخ بیعت: جس وقت ہشام نے انتقال کیا:

ولید نے قبائل نزار کو تو پیش پیش رکھا، ہر بات میں ترجیح دی، اور
اپنا خاص مقرب بنالیا، مگر قبائل یمن کے ساتھ بڑی خشک مزاجی و بدسلوکی
سے پیش آیا، سب کو نظروں سے گرا دیا اور اُن کے شرف و عائد کے ساتھ
استخفاف کرنے لگا:

خالد قسری، یعنی خالد بن عبداللہ بن یزید بن اسد بن کرز بن عامر بن عبداللہ
ابن عبد شمس بن غنمہ بن جریر بن شوق الکاهل بن صعب بن نیشکر بن ربیعہ
ابن افرک بن افضی بن یزید بن قسری بن عبقّر بن آثار، اپنے زمانہ میں قبائل یمن
کے سردار تھے، تمام اہل قبائل کی نظریں انھیں پر پڑتی تھیں وہ خود ملک عراق
اور اُس کے مضافات، اہواز و فارس و جبال (صوبہ کوہستان یا قہستان)
کے والی تھے اور اُن کے بھائی اسد بن عبداللہ خراسان کے فرماں روا تھے،
ولید بن یزید نے خالد کو اپنے عامل عراق یوسف بن عمر الشافعی کے سپرد کر دیا،
جس نے انھیں کوفہ میں لے جا کے اتنا عذاب دیا کہ مار ہی ڈالا، اس موقع پر ولید
نے ایک طویل قصیدہ کہا ہے جس میں قبائل یمن کو جھڑکیاں دی ہیں، اُن پر دہشت
کنکٹاٹے ہیں، خالد کا ذکر کر کے قبائل نزار پر فخر کیا ہے، مطلع یہ ہے:

الموت متحجّ فتدکرو الوصالا

(کیا تجھے ابھی حوش نہیں آیا، طبیعت میں مہمان نہیں پیدا ہو کہ اتصال باہمی کو یاد کرے)

وحبلاکان متصلا فزالا

(اور اُس رسی کو یاد کرے جس کے سرے لے ہوئے تھے مگر اب نہیں رہے)

اسی قصیدہ میں ہے:

شدّ دنا ملکنا بئنی نزار

(ہم نے اپنی حکومت و مملکت کو قبائل نزار کے ذریعہ سے مضبوط کر لیا)

وقومنا بهمد من کان مالا

(اور جو لوگ منحرف ہو گئے تھے انھیں نزاریوں کے ذریعہ سے انھیں سیدھا کر دیا)

وهذا خالدٌ فينا اسيراً
(اسی خالد کو نہیں دیکھتے کہ ہمارے قہنیں گرفتار ہے)

الامنعوا ان كانوا رجالا
(یہ لوگ اگر مرد تھے تو اس کو بچا کیوں نہ لیا)

عميدهم، وسيدهم قد يمّا
(خالد ان قبائل کا پرانا امیر تھا، قدیم سردار تھا)

جعلنا الخزيات له ظلالا
دہم نے اسی کے لیے رسوائیوں اور فضیحتوں کا سایہ بان بنالیا)

ناراضی عوام اور پادشاہ کا انجام

ولید سے پے درپے ایسے افعال سرزد ہونے لگے جنہیں سب نے بُرا جانا، نتیجہ یہ ہوا کہ یزید بن الولید بن عبد الملک نے لوگوں کو ولید بن یزید ابن عبد الملک کے معزول کرنے کی دعوت دی جس کو تمام قبائل یمن نے بالاتفاق مان لیا، سب نے یزید کی مدد کی اور یزید کے ساتھ ہو کر ولید کے عامل دمشق کو گھیر لیا، اب اہل دمشق نے بھی یزید کی بات مان لی اور یزید کی بیعت کر لی، ولید اُس قلعہ میں تھا جو حصن الجزار کے نام سے مشہور ہے اور حصن و دمشق کے درمیان خشکی کے متصل واقع ہے، یزید کے ساتھ وہاں پہنچ کے ولید کو قتل کر ڈالا،

یہ واقعہ پچیسویں سنہ ۱۲۶ء کا ہے جب کہ ماہِ جمادی الآخرہ میں دو راتیں باقی رہی تھیں، ولید کی عمر اس وقت سیالیس (۴۲) برس کی تھی،

حکمران اور عثمان یہ دونوں ولید کے لڑکے اور ولی عہد تھے، جمہور نے ولید کو قتل کرنے کے بعد اُن کو بھی پکڑ لیا اور یہ دونوں بھی یوسف بن عمر الثقفی کے ساتھ دمشق میں قتل کر ڈالے گئے۔

ترانہ کامیابی

اصْبَحْ بنِ دُوْدِ الْكَلْبِيِّ اِسى بابِىں كُتبا هِى :

وَمِنْ مُبْلَغٍ قَلِيلًا وَخَنَدٌ فَكَلَّمَهَا
 (کون ہے جو تمام قبیلہ قیس و خندف کو جا کر خبر دے)
 وَ سَادَاتُهَا مِنْ عِبْدِ شَمْسٍ هَاشِمٍ
 (اور ان قبائل کے سرداروں کو بھی اطلاع دے جو بنی عبد شمس اور بنی ہاشم ہیں)
 قَتَلْنَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِخَالِدٍ
 (وہ یہ جا کے کہ ہم نے خالد قسری کے بدلے امیر المؤمنین کو قتل کر ڈالا)
 وَ بَعْنَا وَلِيَّتِي عَجَلًا بِالْدِرْهَمِ
 (اور امیر المؤمنین کے دونوں ولی عہدوں کو چند درم پر بیچ ڈالا)

خَلْفَ بْنِ خَلِيفَةَ الْبَجَلِيِّ كَتَاةً
 تَرَكْنَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِخَالِدٍ
 (خالد قسری کے انتقام میں امیر المؤمنین کو ہم نے اس حالت میں چھوڑا ہے)
 مَلِكًا عَلِيَّ خَلِيشُومَ غَيْرِ سَاجِدٍ
 (کہ وہ اپنی ناک اور سر کے بھلے اندھا ہو گیا ہے مگر سجدہ میں نہیں ہے)
 وَ اَنْ سَافَرَ الْقَسْرِي سَفْرَةً هَالِكَةً
 (خالد قسری نے اگرچہ سفر موت کیا اور وہ مر گیا)
 فَاتَّابَا الْعَبَّاسَ لَيْسَ بِعَائِدٍ
 (مگر ابوالعباس یعنی ولید بھی اب لوٹ کر واپس آنے والا نہیں ہے)
 اَقْرَبْنِي مَعَدًا بِالْهَوَانِ فَانْتَا
 (اے قبیلہ معد و الواب اپنی ذات کا اقرار کر لو)
 قَتَلْنَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِخَالِدٍ
 (کیوں کہ خالد کے قصاص میں ہم نے امیر المؤمنین کو مار ڈالا)

واقعات مروان بن محمد

نام و نسب: مروان بن محمد بن مروان بن الحکم
 کنیت: (۱) ابو عبد اللہ (۲) ابو عبد الملك

والدہ : ایک ام ولد لونڈی تھی جس کو زیادہ کہتے تھے، یہ پہلے
 ابراہیم بن الاشتر النخعی کی لونڈی تھی، ابراہیم کے قتل ہونے کے وقت محمد
 ابن مروان کی ملک میں آئی، یہ اُس جنگ کا واقعہ ہے جب کہ ابراہیم مصعب
 ابن الزبیر سے اور محمد اپنے بھائی عبد الملک بن مروان کے مقدمہ الجیش
 تھے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ لونڈی ابراہیم سے حاملہ تھی، محمد
 ابن مروان کے ہاں آنے کے بعد اُس کے لطن سے مروان بن محمد پیدا ہوا
 کینرک زادوں کی خلافت بنی اُمیہ کو گوارا نہ تھی، اس لیے کہ ان کی
 رائے قائم ہو چکی تھی کہ سلطنت بنی اُمیہ کا زوال ایک کینرک زادہ کے
 ہاتھوں ہو گا، آخر مروان بن محمد کی بدولت وہی ہوا :
 تاریخ بیعت : دوشنبہ، ۱۴ صفر سنہ ۱۲۷ھ

دار الملک : حران، جو علاقہ جزیرہ میں ہے، اس سے پہلے جتنے
 سلاطین بنی اُمیہ فرما رہے تھے سب کا مستقر دمشق ہی تھا، بعض ایسے بھی تھے
 کہ کچھ زمانے کے لیے دوسرے مقامات میں جا رہے مگر دمشق کی حیثیت برقرار
 رکھی، یہ مروان ہی تھا کہ حران کو دار الملک بنایا :

شورشیں اور جنگاں

اُس کا زمانہ تباہی و فساد و جنگ و جدال ہی کا زمانہ و حالات اور
 معاملات کبھی درست نہ ہوئے، اہل حمص نے مخالفت کی اور اُس کی اطاعت
 سے آزاد ہو گئے، مروان نے ان کا محاصرہ کر لیا اور کئی بار ان سے جنگ کی :
 اہل مصر نے بھی اس کو معزول کر دیا، مگر جب اُس نے فوجیں روانہ کیں
 تو پھر مطیع ہو گئے :

سلیمان و ابان : غیرہ فرزند ابی ہشام بن عبد الملک نے بھی مخالفت کی
 جن کے ساتھ خاندان بنی اُمیہ کے اور بھی بہت سے لوگ ہو گئے، ان سب
 نے متحدہ و مرتبہ مروان سے جنگ کی :

نہایت بن نعیم الجذامی نے بھی مخالفت کی اور فلسطین وغیرہ ملک شام کے

بہت سے صوبوں اور علاقوں نے اُس کا ساتھ دیا:

فتنہ خوارج

مُحَمَّد بن ذَلّ بن شیبان الخارِجی الصُّفّری کی اولاد میں سے ضحاک بن قیس الشیبانی نے عراق پر قبضہ کر لیا، خوارج میں نہ اس سے پہلے کوئی عراق پر قابض ہو سکا تھا اور نہ اس کے بعد کوئی غالب آیا، تھ مروان سے مقابلہ کے لیے ضحاک نے عظیم الشان فوجوں کے ساتھ کوچ کیا، سلیمان بن ہشام بن عبد الملک نے بھی ملے اپنے تمام غلاموں اور ساتھیوں اور بہادروں کے ضحاک کا ساتھ دیا، اور محض ساتھ ہی نہیں بلکہ ضحاک کی اقتدا بھی کی اور ماتحتی بھی قبول کر لی، بعض شعراء خوارج نے اسی باب میں فخر یہ کہا ہے:

الحمد لله انزل نصره
 کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد و نصرت نازل فرمائی
 وصلحت قریش خلف بکون اهل

(اور قریش نے باہیں ہر غر و عظمت قبیلہ بکون اهل کے پیچھے نماز پڑھی)
 علاقہ جزیرہ کے مقام کفر ثوثا میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا اور بہت دنوں تک نہایت ہی سخت لڑائیاں ہوتی رہیں تا آن کہ ضحاک و جانشین ضحاک غیبری دونوں قتل ہوئے اور جو لوگ خوارج میں باقی رہ گئے تھے ادھر ادھر منتشر و پراگندہ ہو گئے، یہ واقعہ سنہ ۱۲۹ھ کا ہے،

مکہ مبارکہ پر چڑھائی

عبد اللہ بن یحییٰ الکندی، الملقب بہ طالب الحق، کی جانب سے فرقہ خوارج اباضیہ نے ملک یمن سے کوچ کیا، ان کے سرشکر (۱) ابو حمزہ الجعفی ابن عوف الازوی (۲) اور بلج بن عقیب تھے، اسی سال عین حج کے دن،

یہ لوگ مکہ میں آکر ٹھہر گئے، عامل مکہ عبدالواحد بن سلیمان بن عبد الملک ابن مروان نے اختتام موسم حج تک کے لیے ہنگامی آشتی کر لی، حج ہو چکا تو بھاگ کر مکہ کو خالی چھوڑ دیا اور مدینہ میں پناہ لی، خوارج مکہ میں جب داخل ہو گئے تو عبدالواحد نے ان سے مقابلہ کرنے کے لیے ایک فوج طیار کی اور عبدالعزیز بن عبد اللہ بن عمرو (بن عثمان) کو سالار فوج مقرر کیا:

جنگِ قدید

صفر سنہ ۱۲۰ میں بمقامِ قدید مقابلہ ہوا جس میں عبدالعزیز کی جا گئی اور ایک بڑی جمعیت (عبدالعزیز کی جانب سے) کام آئی، اس جمعیت میں خاص مدینہ کے سات سو آدمی تھے جن میں بیشتر قریش ہی کے لوگ تھے اکاد کا جو بھاگ گئے وہ توبج رہے اور کسی کی جان نہ بچی، اسی کے متعلق مدینہ کی ایک سوگوار عورت کہتی ہے:

مَالِ الزَّمَانِ وَمَالِيهِ
(زمانہ کو کیا ہو گیا اور خود مجھے بھی کیا ہو گیا)
افنت قدایک رجالہ
(قدید نے تو میرے تمام بہادروں کو ہلاک کر ڈالا)
فلابکین سرورہ
(اب میں پوشیدہ طور پر فی الواقع رویا کر دوں گی)
ولابکین علانیہ
(اور پوشیدہ ہی نہیں بلکہ علانیہ بھی گریہ و بکا میں سرگرم رہوں گی)

مدینہ شریفہ خوارج کے قبضہ میں

مدینہ میں خوارج داخل ہو گئے اور تین مہینہ تک اُس پر قابض رہے مروان نے ان کے مقابلہ کے لیے عبد الملک بن محمد بن عطاء السعدی کو روانہ کیا:

سعدی منسوب بہ قبیلہ سعد بن بکر بن ہوازن،
عبدالملک کے ساتھ چار ہزار فوج تھی، وادی القری میں دونوں فوجیں
معرکہ آرا ہوئیں۔

خوارج کی شکست

بلج بن عقبہ (سر لشکر) اور بیشتر خوارج اس جنگ میں قتل ہوئے، ابو حمزہ
نے کچھ کر مکہ کا رخ کیا مگر عبدالملک نے جا پکڑا اور مکہ ہی میں ابو حمزہ اور صحابہ ابو حمزہ
کی ایک جماعت کو قتل کر ڈالا۔

عبدالملک نے (ان سب سے فراغت حاصل کر کے) یمن کی راہ
لی (جو خوارج کا مرکز تھا) وہاں عبداللہ بن یحییٰ سے نواح صنعاء میں مقابلہ ہوا
بڑے معرکہ کارن پڑا جس میں عبداللہ اور بیشتر فوجاے عبداللہ قتل ہوئے۔
یہ تمام واقعات اسی سال (سنہ ۳۰ھ) میں پیش آئے۔

آغاز امر بنی عباس

خراسان میں ابو مسلم کی میا بیاں

خراسان میں (اس وقت) ابو مسلم (داعی دولت عباسیہ) کا معاملہ سختی
و استواری اختیار کر چکا تھا، نصر بن سیار کو جو مروان کی جانب سے خراسان
کا عامل (فرما) تھا ابو مسلم نے وہاں سے نکال دیا تھا۔
قطیبہ بن شیبہ الطائی کو لشکر حجاز کے ساتھ (مروانیوں کے مقابلہ
کے لیے) روانہ کیا، جر جان میں مروان کا عامل نہاد بن حنظلہ انکلا بی تھا
جس نے تقریباً تیس ہزار (۳۰۰۰۰) فوج کے ساتھ مقابلہ کیا مگر قطیبہ نے اس کو
شکست دی اور قتل کر ڈالا۔

اصفہان کا عامل عامر بن ضبارة المزی تھا، اُس نے چالیس ہزار (۴۰۰۰۰)
فوج سے مقابلہ کیا، قطیبہ نے اس کو بھی شکست دی اور قتل کر ڈالا۔

عراق پر قبضہ اور سفاح کی بیعت

قطیفہ اب اپنی فوجیں لیے ہوئے عراق کی جانب روانہ ہوا (ادھر سے) مقابلہ کے لیے یزید بن عمر بن ابی سہرۃ (افزاری جلا جو عراقی تھے) مروان کا عامل تھا؛ دریاے فرات کے کنارہ کوفہ کے متصل مقابلہ ہوا جس میں ابن ہشیر کو شکست ہوئی اور قطیفہ نے (جو فاتح تھا اتفاقاً) دریا میں ڈوب کر جان دی؛ مَسُوْدَہ اب کوفہ کو روانہ ہوئے جہاں پہنچ کر ابو العباس السفاح کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت کر لی۔ (سفاح: خون ریز)؛

مروان سے مقابلہ

عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن العباس جو سفاح کے چچا تھے ایک انبوہ غلام کے ساتھ مروان کے مقابلہ کو روانہ ہوئے، مروان بھی عظیم الشان فوجیں لے کر بڑھا جو تعداد میں بہت بڑی اور جمعیت میں سخت ہولناک تھیں؛

سنہ ۱۳۲ھ / شبہ کے دن، جب کہ ماہِ جمادی الآخرہ میں گیارہ (۱۱) شبیں باقی رہی تھیں، علاقہ موصول کے مقامِ ذاب میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا جس میں مروان کو شکست ہوئی، عبداللہ بن علی مروان کی فوج پر متصرف ہو گئے اور مروانیوں کی ایک بڑی جماعت قتل کر ڈالی؛

۱۔ مَسُوْدَہ (بروزانِ مکرّمہ)؛ سیاہ پوشوں کی جماعت، بنی عباس کے پیروجن کا لباس سی سیاہ تھا، مُبَيْضَہ (سفید پوش) و حُمْرَہ (سرخ پوش) وغیرہ کی جماعتیں بھی انھیں کے مقابل قائم ہوئی تھیں، جن کے حالات تاریخ میں مبسوط ہیں؛

مضامین و تحریرات کے لیے جو مَسُوْدَہ اور مُبَيْضَہ مشہور ہے وہ فی الاصل مَسُوْدَہ (بسکون سین و فتح واؤ و تشدید دال) اور مُبَيْضَہ (بسکون با و فتح یا و تشدید ضاد) ہے۔ ادبِ اردو کو اس واقعی تفریق کے باقی رکھنے کی ضرورت ہے ورنہ تاریخ میں التباس آجائے گا؛

مقتل مروان

مروان وہاں سے بھاگا اور بھاگتا ہی رہا، حتیٰ کہ شام میں پہونچا، مگر فوجیں اُس کے نقاب میں تھیں، آخر مصر کو گیا جہاں صحید (بالائی قطعہ ملک مصر) کے مقام بومیر اشمونین میں قتل ہوا،

یہ واقعہ اسی سال (۳۲ھ) کی شب یکشنبہ کا ہے جب کہ ماوذی الحجۃ میں تین (۳) راتیں باقی رہی تھیں،

مروان کی عمر ستر برس (۷۰) تھی، اور بقول بعض اس سے کم، عہد حکومت، تا بقتل پانچ برس، دس مہینہ، گیارہ دن،

مروان کی سیاست

مروان کی لال لال آنکھیں، گورارنگ، مائل بہ سرخی، بھاری سرا چوڑے مونڈھے، بڑی ڈاڑھی تھی،

آزمودہ کار، مستقل مزاج، جفاکش، تعب و تکلف میں ثابت قدمی کا نمونہ تھا، قبیلوں کے درمیان شوشہ چھوڑ دیتا، ناراضی پیدا کر دیتا، اشتعال دلاتا اور انھیں آپس میں لڑا دیتا تھا،

ادبار آچکا تھا مگر اس حالت میں بھی معاملات کو مات میں لیتا تو ویراہ لانے کی کوشش کرتا،

قبیلہ قیس عیلان کو اُس نے اپنا خاص مقرب بنالیا اور قبائل بنی سہل سے بالکل منحرف ہو گیا، اور علانیہ اُن سے عداوت کرنے لگا، نتیجہ یہ ہوا کہ تمام بنی امیہ کے دشمن ہو گئے اور سب نے اُس سے جنگ کی ٹھان لی،

عبد الحمید کاتب

مروان کے کاتب عبد الحمید تھے، ابن کعبی بن سعد بن عبد اللہ بن جابر ابن مالک بن حجر بن معیض بن عامر بن لوی بن غالب،

عبدالحمید بڑے زباں آور، بلیغ انشا پرداز تھے، ان کے رسائل کا مجموعہ نقل و نقل چلا آتا ہے اور اُس کے اسلوب کا اتباع کیا جاتا ہے؛ میں نے فسطاط (دار الملک) مصر میں عبدالحمید کی اولاد بھی دیکھی تھی جو مہاجر کے نام سے مشہور ہیں، ان میں متعدد اصحاب (امراء) آٹھ لون کی کتابت پر مامور تھے؛

نقش خاتم: مروان کا نقش خاتم فوضت امہری الی اللہ تھا، دینی میں نے اپنے امرو کو اللہ کے سپرد کر دیا؛ قاضی: عثمان بن عمر البقی؛

عاجب: صقلاب، جو مروان کا آزاد غلام تھا؛

مدت سلطنت بنی اُمیہ

ابوالحسن علی بن الحسین بن علی السعودی کہتے ہیں: بنی اُمیہ کی مدت سلطنت، جیسا کہ ہم تاریخ میں بیان کر چکے ہیں، اُس وقت سے کہ (حضرت) حسن بن علی (رضی اللہ عنہ) سے صلح کی اور انھیں خلافت سپرد کر دی، اُس زمانہ تک کہ خاتم ملوک بنی اُمیہ مروان بن محمد قتل ہوا ہے، اکیانوے (۹۱) برس، سات مہینہ، ستائیس (۲۷) دن مقی؛ تاریخ دسیر کے راویوں اور حالات پادشاهان عالم پر توجہ کرنے والوں نے اس مدت کے متعلق اختلاف کیا ہے اور ہمارے بیان سے چند مہینہ اور چند روز کم و بیش مدت بیان کی ہے، مگر زیادہ مشہور وہی ہے جو ہم بیان کر چکے ہیں؛

علم بیات کے زیج نویسوں نے ان سے بھی اختلاف کیا ہے اور اپنی کتابوں میں مقدار زمانہ سلطنت بنی اُمیہ کچھ اور ہی لکھی ہے؛ بنی اُمیہ و سلاطین مابعد کی مدت سلطنت کے متعلق، اس وقت تک کہ سنہ ۳۴۵ھ ہے، جس فہرست نے جو کچھ کہا ہے (۱) کتاب مروج الذهب و معاون الجواہر فی تحف الاشراف من الملوک و اہل الدریات

(۲) کتاب فنون المعارف و ما جرى في الدهور المؤلف (۳) کتاب الاستذکار لما جرى في سالف الاعصار میں کہ ہماری یہ کتاب (تنبیہ اشرف) اسی کا تہمتہ اور اور اسی پر مبنی ہے، بیان کر چکے ہیں،
 اس کتاب کی صرف اتنی غرض ہے کہ اُن امور پر کچھ تھوڑی سی روشنی پڑے
 تشریح و توضیح مقصود نہیں ہے، یہ اسی لیے ہے کہ پڑھنے والے بہ آسانی پڑھ
 سکیں اور روایت کرنے والوں کو یاد رکھنے میں سہولت ہو۔

اجراحوال بنی امیہ بعد مروان بن محمد

مختلف مالک بن بنی امیہ کا تفریق و انتشا

اندلس پر عبد الرحمن بن معاویہ بن ہشام کا قبضہ

اولاد عبد الرحمن بن معاویہ بن ہشام کے متعلقات

مروان بن محمد بن مروان کے قتل ہوتے ہی بنی امیہ اپنی جان بچانے کے لیے مختلف ممالک میں منتشر ہو گئے،

ان میں سے تقریباً اسی (۸۰) آدمیوں کو عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے، علاقہ فلسطین کے ساحل نہر ابی فطرس پر ناک کان کاٹ کے قتل کر ڈالا تھا۔
 عبد اللہ کے بھائی داؤد بن علی نے حجاز میں ایسا ہی کیا اور تقریباً اسی ہی تعداد میں طرح طرح پر مشلہ کر کے بنی امیہ کی جان لی تھی،

مروان کے قتل ہوتے وقت دونوں فرزند ابی مروان عبد اللہ و عبد اللہ کہ ولی عہد بھی تھے، مروان کے ساتھ ہی تھے، اہالی و موالی و خاصان عرب و متعلقین خراسان کہ شیعہ بنی امیہ تھے، ان میں سے

جس نے ساتھ دیا ہمراہ لیے ہوئے مفروز ہو گئے اور جاتے جاتے صیغہ مصر کے علاقہ اسوان میں پہونچے، وہاں سے رود نیل کے کنارہ کنارہ بولے، آئیں کہ ملک نوبہ میں داخل ہوئے اور نوبیوں کے علاوہ دوسرے حبشی اقوام کے ملکوں میں بھی در آئے، پھر علاقہ بحیرہ کے اندر بچوں بیج کار راستہ پکڑا اور بحر قلزم کے ساحلی خطوں میں سے مقام باضع کے ارادہ سے چل کھڑے ہوئے :

عبید اللہ بن مروان

مفروز بن بنی امیہ اور ان کی جماعت رفا کو اس سفر میں بڑی بڑی مصیبتیں پیش آئیں، جن قوموں میں سے ہو کر گزرے ان کے ساتھ لڑنا پڑا جنگ و جدل کرنا پڑا، سخت زحمت و اذیت اور بڑی ہی مضرت سے دوچار ہوئے :

حتیٰ کہ عبید اللہ بن مروان کی تو اپنے متحد و ہمراہیوں کے ساتھ جان ہی پر آگئی، کچھ قتل ہوئے، کچھ پیاس کے مارے مرے اور بعض شکستیں برداشت کر سٹے کرتے واصل سخت ہوئے :

جو باقی بچے تھے انھوں نے بھی طرح طرح کی سختیاں دیکھیں اور گوناگوں عجائب و شہائدیں مبتلا ہوئے :

عبید اللہ بن مروان

عبید اللہ بن مروان کے ساتھ کچھ لوگ بچ رہے تھے، علاقہ بحیرہ سے ساحل عدن کے مقام باضع میں پہونچے، پھر سمندر کو قطع کر کے جدہ جو مکہ کا بندرگاہ ہے :

امالی و موالی جو بچے بچائے ہمراہی تھے سب اپنے اپنے بھیس بدلے چھپے چھپائے ملکوں ملکوں پھرتے رہے :

پہلے تو بادشاہ تھے مگر اب اسی پر راضی تھے کہ ادنیٰ بازاری بن کر توجینے پائیں :

ابوالعباس سفاح کے زمانہ میں عبداللہ بن مروان پکڑ لیے گئے اور قید میں ڈال دیے گئے، جب تک ابوالعباس زندہ رہے، پھر ان کے بعد منصور، پھر ہمدی، پھر ہادی کے زمانہ تک قید ہی رہے، رشید (ہارون) نے اپنے زمانہ میں رہا کیا، قید خانہ سے نکالا تو عبداللہ اندھے ہو چکے تھے اور بوڑھے تھے، کیفیت پوچھی تو کہا:

یا امیر المومنین! حبسْتُ غلاماً بصیراً وَاُخْرِجْتُ شَيْخاً ضَرِيراً
 دامیر المومنین! میں جب قید ہوا ہوں تو لڑکا تھا اور میری آنکھیں روشن تھیں
 اب جو نکالا گیا ہوں تو بوڑھا ہوں اور بصارت زائل ہو چکی ہے؛
 کہا جاتا ہے کہ رشید ہی کے زمانہ میں عبداللہ انتقال کر گئے، اور یہی
 کہا گیا ہے کہ رشید کے زمانہ میں وفات نہیں پائی بلکہ امین کے زمانہ میں؛

عالم افریقیہ کے کثوت

مردان کی جانب سے افریقیہ کا عامل (فراں فرما۔ حکمدار گورنر جنرل)
 عبد الرحمن ابن حبیب الفہری تھا، مروان جن دنوں مصر میں تھا عبدالرحمن
 نے اُس سے مراسلت کی تھی اور اپنے پاس آنے کی ترغیب دلائی تھی،
 خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ میری فوجیں بہت ہیں تعداد کثیر ہے، اور ملک
 محفوظ ہے،؛

لکھنے کو تو لکھ دیا مگر اس رائے پر نظر ثانی کی تو معلوم ہوا کہ مروان
 اگر آگیا تو (میری) منزلت جاتی رہے گی خود مختاری مٹ جائے گی، اور مروان
 کے متعلقین و افواج میں ایک نفر جیسا میں بھی رہ جاؤں گا، پھر مسودہ بھی
 مروان کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور وہ اُس کا تعاقب کریں گے،؛
 اس خیال کا آنا تھا کہ مروان کو دوسرا خط لکھا کہ یہاں کے لشکر کو یہ امر
 ناگوار ہے،؛

لیکن مروان نے جلدی کی دخط پہونچنے بھی نہ پایا تھا کہ افریقیہ کے
 ارادہ سے وہ چل کھڑا ہوا) روڈیل کو عبور کر کے صعیب پہونچا اور وہاں قتل ہو گیا؛

دوسری روایت

یہ بھی کہا گیا ہے کہ عبدالرحمن نے جس خط میں مروان سے افریقیہ آنے کی استدعا کی وہ مروان کو اُس وقت ملا جب کہ مُسَوَّدہ فسطاط مصر میں داخل ہو چکے تھے، مروان کو ان سے بچ کر نکل جانے کی جلدی تھی، لہذا روٹیل کو مغربی ساحل سے عبور کر کے بصریہ شمنونین پہونچا جو صعید کے علاقہ میں ہے، عرض یہ تھی کہ واحات کے راستہ سے افریقیہ پہونچ جائے، مگر مُسَوَّدہ بھی عبور کر کے پہونچ گئے، شیخون پڑا، اور مروان قتل ہو گیا۔ عبدالرحمن نے کوئی ایسا خط نہ لکھا تھا جس میں مروان کو اپنے پاس آنے سے روکایا تذبذب میں ڈالا ہو؟

(واحات: جمع وَاَحَة، ریگستانی نخلستان، جس طرح سمندر میں جزیرہ ہوتا ہے اُسی طرح بے آب و گیاہ ریگستان میں جو سرسبز و شاداب نکل آتا ہے اُسے وَاَحَة کہتے ہیں۔ جزیرہ سمندر کا ٹاپو۔ وَاَحَة خشکی کا ٹاپو۔)

دوشاہزادے عامل افریقیہ نے قتل کر ڈالے

مروان جب قتل ہو گیا تو بنی اُمیہ کی ایک جماعت عبدالرحمن بن حبیب الفہری کے پاس پہونچی، یہ لوگ اپنے متعلق امید لے کر یہاں آئے تھے، خاص خاص لوگ اُن میں یہ تھے:

(۱) عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبد الملک بن مروان بن حکم؛

(۲) لوتی بن الولید بن یزید بن عبد الملک؛

(۳) حاص بن الولید بن یزید؛

عبدالرحمن بن حبیب کو فرزدان ولید کی کوئی حرکت ناگوار گزری لہذا دونوں کو قتل کر ڈالا، اس واقعہ نے عبدالرحمن بن معاویہ کو اس کی جانب سے نہایت خوف زدہ کر دیا، وہ بھاگے اور وہاں سے مفور ہو گئے؛

عبدالرحمن الداخل

وہ آبنائے (مجاز) جو بحرِ محیطِ اوقیانوس سے بھر رہا تھا، افریقہ، اندلس کے درمیان ہے، عبدالرحمن بن معاویہ اُس کو عبور کر کے اندلس پہنچے جس کا عامل یوسف بن عبدالرحمن الفہری تھا،
اندلس میں قبائلِ یمن و قبائلِ نزار کے مابین کئی سال سے تعصب پھیلا ہوا تھا اور سخت ہنگامہ ہوتے چلے آ رہے تھے،

عبدالرحمن بن معاویہ کو اندلس پر قبضہ ہو جانے کی امید بندھ گئی، قبائلِ یمن سے مراسلت کی، انھیں اپنی حکومت تسلیم کرانے کی دعوت دی اور اپنے آزاد غلام بدر کو اُن کے پاس بھیجا، یہاں یوں نے عبدالرحمن کی بیعت کر لی اور فی الفور اُن کے حلقہٴ اطاعت میں آ گئے،

یوسف بن عبدالرحمن الفہری کو اس معاملہ کی اطلاع ہوئی تو قبائلِ نزار وغیرہ اعوان و انصار کو لیے ہوئے مقابلہ کو چلا، افریقین میں سخت جنگ ہوئی، یوسف بن عبدالرحمن منہزم ہوا اور اُس کے ساتھی بُری طرح قتل ہوئے،
یہ واقعہ سنہ ۱۳۹ھ کا ہے،

عبدالرحمن ملکِ اندلس پر قابض ہو گئے،

حکومتِ اندلس

یہ ایک جلیل القدر اقلیم اور عظیم الشان مملکت ہے، اس کا رقبہ چالیس (۴۰) دن کی مسافت اور عرضاً بھی اسی قدر ہے، اس میں بکثرت شہر اور مسلسل آبادیاں اور عمارتیں ہیں،

حنا لہین کو عبدالرحمن نے بزورِ شمشیر مطیع کیا، سرکشوں سے لڑنے کے حکومت استوار کر لی، حتیٰ کہ سب کے سب فرماں بردار ہو گئے،

بنی عباس میں سے کسی ایک کا خطبہ بھی آج تک اندلس میں جاری نہ ہو سکا، اسی لیے ہم نے یہ ایک مستقل باب جدا کر دیا ہے کہ سلاطینِ اندلس

نام بیان کر دیں، کیوں کہ بنی اُمیہ کی ایک مستقل سلطنت ہے اور آج تک انھیں کے قواعد و ضوابط و ماں قائم ہیں، نہ کوئی تبدیلی ہوئی ہے اور نہ اس خاندان سے کسی دوسری شاخ میں یہ ملک منتقل ہوا ہے؟

سلاطین بنی اُمیہ اندلس

(۱) عبد الرحمن نے تینتیس (۳۳) برس چار مہینہ اندلس پر حکومت کی، اور غزہ، حجاز، مدی الاولیٰ سنہ ۲۷۱ھ کو انتقال کر گئے؟

(۲) ہشام بن عبد الرحمن بن معاویہ، مدت حکومت سات (۷) برس نو مہینہ، وفات ماہ صفر سنہ ۸۰ھ

(۳) حکم بن ہشام بن عبد الرحمن، ستائیس (۲۷) برس ایک ماہ پچیس دن، وفات ۲۷۷ھ ذی الحجہ سنہ ۲۰۶ھ

(۴) عبد الرحمن بن حکم بن ہشام، بتیس (۳۲) برس، چار مہینہ وفات ربیع الآخر سنہ ۲۳۸ھ

(۵) محمد بن عبد الرحمن بن حکم، چونتیس (۳۴) برس، دس مہینہ بیس دن، وفات ۲۹۰ھ صفر سنہ ۲۷۳ھ

(۶) منذر بن محمد بن عبد الرحمن، ایک سال گیارہ مہینہ تیرہ دن، وفات ۱۵ھ صفر سنہ ۲۷۵ھ

(۷) عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمن، برادر منذر بن محمد پچیس (۲۵) برس پندرہ دن، وفات شب ہلال ربیع الاول سنہ ۳۰۰ھ

(۸) عبد اللہ بن محمد کے بعد ان کے پوتے عبد الرحمن پادشاہ بنو عبد الرحمن بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمن بن حکم بن ہشام بن عبد الرحمن (الرحمن)

ابن معاویہ بن ہشام بن عبد الملک بن مردان بن حکم، آج تک کہ سنہ ۳۴۵ھ ہے، عبد الرحمن ہی اندلس کے پادشاہ ہیں، ہینتا لیکس (۴۵) برس سے

وہ سلطنت کر رہے ہیں، ان کا ملک آباد ہے اور ملک ہمیشہ عدل و انصاف شامل حال ہے؟

اندلس میں خلافت

عبدالرحمن کے آباء و اجداد جو اندلس کے پادشاہ تھے، اور اُن کے نام ہم لکھ چکے ہیں، کسی کا بھی اُن میں امیر المومنین لقب نہ تھا، بلکہ بنی الحلاف (یعنی فرزندان خلفاء) کہلاتے تھے، عبدالرحمن پادشاہ ہوئے تو اُن کو (قوم کی جانب سے) امیر المومنین کا خطاب دیا گیا، جو فرمان اُن کی طرف سے جاری ہوئے اور جو معروفہ اُن کے حضور میں گزرے سب میں اسی لقب کا استعمال ہوا اور برسرِ منبر امیر المومنین کی حیثیت میں اُن کا خطبہ پڑھا گیا،

عبدالرحمن نے اپنے بیٹے حکم بن عبدالرحمن کو اپنا ولی عہد بنایا ہے اور اپنی تمام اولاد میں سے انھیں کو منتخب کیا ہے، کیوں کہ حکم کے آثارِ نجابت کا عبدالرحمن تجربہ کر چکے ہیں اور جہاں گیری اور جہاں بانی میں اُن کی سیاست واضح ہو چکی ہے۔

اِجْمَالِ اَحوالِ (۱) مَجْمَعَاتِ اندلس

مسعودی کہتے ہیں:

”اخبار المسعودیات“ میں کہ ہمیں سے منسوب ہے اور کتاب ”صلح الجبلین“ میں اندلس کے مذکور القصد فرمان رواؤں کے حالات ہم بیان کر چکے ہیں، ان سب کی سیاست بھی لکھی ہے اور ہمسایہ فرنگی اقوام جلالقہ و جاسقس و ٹنگنش و قرانیش و غوطش وغیرہ کے ساتھ مجروح ہیں اُن کی جو لڑائیاں ہوئیں ان سب کی تشریح بھی کر دی ہے۔

طارق نے کہ موسیٰ بن نصیر کے آزاد غلام تھے سنہ ۹۲ میں بہرِ حکومتِ ولید ابن عبدالملک، اندلس کو فتح کیا تھا اور سمندر کو پار کر کے وہاں پہنچے تھے اور یادِ شام اسپین لُزریق (راڈرک) کو قتل کیا تھا،

طارق کے بعد خود موسیٰ بن نصیر بھی سمندر پار کر کے اندلس پہنچے اور اقوام اندلس سے مقابلہ کیے، عجائب و غرائب مشاہدہ میں آئے، ماندہ ذہب (سونے کی میز، یا سونے کا خوان) مات لگا اور وہ گھر ملاحظہ میں آیا جس میں قدیم پادشاہان سپہین کے تاج رکھے تھے، یہ تمام واقعات، اُس وقت سے آج تک کے، کتب کورہ میں مسطور ہیں

(۲) مجملات افریقیہ

کتاب در فنون المعارف و ماجری فی الدہور السوالف، میں ملک افریقیہ کی لڑائیاں اور واقعات اور حلقے یہ سب ہم بیان کر چکے ہیں، جب سے یہ ملک فتح ہوا ہے اُس زمانہ سے (اب تک کے) حالات مدون ہیں، افریقیہ میں موسیٰ بن نصیر کے واقعات، موسیٰ کے بعد جتنے فرماں فرما کرے (اُن سب کے حالات کا تذکرہ ہو چکا ہے) تا اُن کہ رشید (مارون عباسی) کے عہد میں ابراہیم بن الاغلب بن سالم بن تیم بن شوادہ التیمی افریقیہ کے حاکم ہوئے اُن کے اور اُن کے بعد اُن کی اولاد کے حالات بھی بیان ہو چکے ہیں حتیٰ کہ داعی طالبتین ابو عبد اللہ شیعہ معروف بہ محتسب نے بنی الاغلب کے ملک پر قبضہ کر لیا اور ان لوگوں کے مات سے حکومت نکل گئی

حکومت شیعہ

ابو عبد اللہ شیعہ نے قوم بربر کے قبیلہ کتامہ کو لے کر بنی الاغلب پر خروج کیا، فریقین میں بہت سی لڑائیاں ہوئیں (جب بنی الاغلب کا استیصال ہو گیا اور ابو عبد اللہ کا تسلط بیٹھ گیا تو) اُس نے عبید اللہ (مورث سلطنت عبید اللہ) کو حکومت سپرد کر دی، عبید اللہ نے اُس کو قتل کر ڈالا، اُس کے بعد بہت سے واقعات پیش آئے، عبید اللہ نے شہر قندیت آباد کیا اور ملک مصر پر قبضہ کرنے کے لیے بار بار غزویں روانہ کیں، یہ واقعہ سنہ ۳۰۲ ہجری کا ہے،

آخروقات پائی ۛ

خروج ابو یزید خارجی

عبید اللہ کے بعد ابوالقاسم عبدالرحمن کو حکومت ملی، ابو یزید ثعلبہ ابن کیداد نے ابوالقاسم پر خروج کیا، یہ شخص قوم بربر کے قبیلہ زناتہ میں خاندان بنی یقزن کا (سرگروہ) تھا، خوارج کے فرقہ اباضیہ کا ایک شعبہ نکاریہ ہے، یہ اسی شاخ کا مشرک تھا، اباضیوں کی جمعیت ساتھ تھی ۛ

ابوالقاسم کی فوجوں کے ساتھ بہت سے واقعات پیش آئے بہت بڑی لڑائیاں ہوئیں، کتنے ہی لوگ مارے گئے، حتیٰ کہ انبیہ کے بیشتر ممالک پر قبضہ ہو گیا اور اُس نے (دار الملک) حمدیہ میں ابوالقاسم کا محاصرہ کر لیا، ۛ

یہ محاصرہ اتنے زمانہ تک رہا کہ ابوالقاسم نے اسی حالتِ محصور میں وفات پائی ۛ

اسماعیل بن ابی القاسم

ابی القاسم کے مرنے پر اُن کے بیٹے اسماعیل نے محاصرہ توڑ دیا اور شہر سے نکل کر ابو یزید سے مقابلہ کیا، متعدد معرکے ہوئے، ابو یزید کی جمعیت کم ہوتی گئی اور دُسی کی (فوجیں اُس سے جدا ہوتی گئیں، اب اسماعیل نے گھیر لیا اور ابو یزید کو محصور ہونا پڑا، حتیٰ کہ سنہ ۳۳۶ھ کے ماہ محرم کی پانچ شبیں باقی تھیں کہ ابو یزید قتل ہو گیا ۛ

ان لڑائیوں میں جو لوگ مارے گئے (آغازِ خروج سے ابو یزید کے انجام تک) اُن میں جس قدر تعداد شمار میں آسکی وہ تقریباً چار لاکھ تھی ۛ

المعز لدین اللہ بنی خلافتِ مصر

اسماعیل کے مرنے پر اُن کے بیٹے فرماں روا ہوئے جن کا نام معد اور کنیت ابوتیم تھا دُانھوں نے بڑی سطوت و جبروت سے سلطنت کی، جوہرِ صقلی

انھیں کاسپ سالار تھا جو اصل میں سسلی کا ایک عیسائی لڑکا تھا اور اسلامی فتوحات کی ذیل میں دربارِ مہدیہ تک پہنچا تھا، اُس نے اُس کو اتنی ترقی دی کہ قائدِ اعظم ہو گیا، ملکِ مصر کا فاتح اور شہرِ قاہرہ کا بانی وہی تھا، اس ملک کے فتح ہونے پر پادشاہ نے اسی کو مرکزِ سلطنت بنالیا، اپنی خلافت کا اعلان کیا جو نہایت شان و شکوہ کی تھی، خطابِ خلافت المعز لدین اللہ تھا) اب تک (یعنی تا بعدِ مصطفیٰ) یہی پادشاہ حکمران ہے،

یہ اور اس کے علاوہ جو واقعات پیش آئے کتابِ موعظت الدول و تغیرِ الآراء والملل، میں شرح و بسط سے ہم بیان کر چکے ہیں، اس مختصر میں تو صرف جملات ہیں کہ ہماری کتابوں میں ان سب عنوانات کے متعلق جو تذکرہ ہیں اُن کو یاد دلائیں۔

القابِ ملوکِ بنی اُمیہ

دورِ روایتیں

جو لوگ تمام بنی ہاشم سے منحرف ہیں، خواہ وہ بنی ہاشم کی اُس شاخ کے ہوں جو ابوطالب سے نکلی ہے یا اُس شاخ کے جس کی اصل (حضرت) عباس (رضی اللہ عنہ) تھے، یہ لوگ بنی اُمیہ کے جانب دار اور اُن کے خلیفہ و امام ہونے کے قائل ہیں، ان میں سے ایک مُتأخرِ موترخ کو میں نے دیکھا ہے جس نے بیان کیا ہے کہ بنی اُمیہ میں جتنے فرماں روا گزرے ہیں سب کے خطاب بھی تھے اور خلفائے بنی عباس کی طرح وہ بھی لقب رکھتے تھے، موترخ مذکور نے اس باب میں دو روایتیں ذکر کی ہیں۔

پہلی روایت

محمد بن عبد اللہ بن محمد القرشی نے مُصَنَّب بن عبد اللہ سے (مُصَنَّب سنی عبد اللہ سے، عبد اللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبد الملک بن مروان

کے آزاد غلام ”سابق“ نے مجھ سے بیان کیا کہ امیر المومنین عبد الملک کو میں
یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔

(۱) امیر المومنین معاویہ بن ابی سفیان کالقب ”الناصر لحق الله“ تھا دینی
اللہ کے حق کی نصرت کرنے والے)؛

(۲) یزید بن معاویہ: المستنصر علی الزینع (گمراہی پر غیاب ہونے والا)؛

(۳) معاویہ بن یزید: الراسخ فی الله (خدا کی جانب رجوع کرنے والا)؛

(۴) مروان: المومن بالله (خدا پر ایمان لانے والا)؛

دوسری روایت

ابو مطرقت نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے دادا سے روا
کی ہے؛

(۵) عبد الملک کالقب ”الموثر لاموالله“ تھا دینی اللہ کے حکم کو
ترجیح دینے والا)؛

(۶) ولید بن عبد الملک: المنتقم لله (خدا کے لیے دشمنان خدا
سے انتقام لینے والا)؛

(۷) سلیمان بن عبد الملک: المهدی (ہدایت یافتہ) یہ خطاب لوگوں
نے سلیمان کو دیا تھا کیوں کہ برسرِ منبر جو کچھ ہوتا تھا دینی حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ
کو برسرِ منبر جو گالیاں دی جاتی تھیں اس کا سلسلہ منقطع کر دیا اور عمر بن عبد العزیز کو
اپنا ولی عہد بنایا، ورنہ خود سلیمان نے اپنا لقب ”الداعی الی الله“ قرار دیا تھا
(یعنی اللہ کی جانب دعوت کرنے والا)؛

(۸) عمر بن عبد العزیز: المعصوم بالله (خدا کی حمایت سے محفوظ رہنے والا)؛

(۹) یزید بن عبد الملک: القادح بصلع الله (خدا کے حسن صنعت سے
سب کچھ قدرت رکھنے والا)؛

(۱۰) ہشام بن عبد الملک: المتخیّر من الله (خدا سے فیصلہ حاصل کرنے والا)؛
ہشام کا نام ”منصور“ رکھا گیا تھا اسباب یہ ہے کہ ہشام کی پیدائش اُس وقت

ہوئی جب مُصَنَّب بن الزُّبَیْر کے قتل کا خط آیا ہے، عبد المَلک کے اُسے پر جب یہ بچہ روبرو لایا گیا اور اُس کا نام بتایا گیا تو عبد المَلک نے کہا: یہ نام تو ہمارے خاندان کا نہیں ہے، اس کا اس کے نانا کے نام پر ہشام نام رکھو اور منصور سے لقب کیا کرو، یہ نام و خطاب اُس وقت تک راکہ یزید نے ہشام کو ولی عہد قرار دیا، جس کے بعد المُنْقِذِیْنِ مِنَ اللّٰہِ، لقب پڑا:

- (۱۱) ولید بن یزید: الصّاکفی باللّٰہ (خدا ہی پر کفایت کرنے والا)؛
 (۱۲) یزید بن الولید: اللّٰہ لا یغفر اللّٰہ (خدا کی نعمتوں کا شکر کرنے والا)؛
 (۱۳) ابراہیم بن الولید: المتعزّز باللّٰہ (خدا سے عزت و غلبہ حاصل کرنے والا)؛
 (۱۴) مروان بن محمد القائم بحقّ اللّٰہ (خدا کے حق کے ساتھ قائم رہنے والا)؛
 (۱۵) عبد العزیز بن مروان جب ولی عہد تھا تو منبروں پر المعظم المَحْرَمَاتِ اللّٰہ (خدا کی حرمتوں کی بزرگداشت کرنے والا) کے خطاب سے اُس کے لیے دعا کی جاتی تھی؛

(۱۶) مُسَلِّمَ بن عبد المَلک نے خلیج قسطنطینیہ پر جب اپنا شہر آباد کیا تو اُس کا نام ”مدینۃ القہر“ (غلبہ والا شہر) رکھا اور اپنا نام ”القاہر بعون اللّٰہ“ (خدا کی مدد سے غلبہ پانے والا) قرار دیا؛

کیا یہ روایتیں صحیح ہیں؟

مسعودی کہتے ہیں:

مؤرخ مذکور نے اگرچہ یہ دونوں روایتیں کی ہیں مگر تمام مؤرخین اس کے مخالف ہیں، جو بات اُس نے بیان کی ہے اگر درست ہوتی تو ظاہر و مشہور و متواتر ہوتی معمول نہ ہوتی، ایسی منقول روایتوں میں اور موروث امور میں اُس کا تذکرہ آتا جن کو رد کرنے کے لیے کوئی عذر و حیلہ ممکن نہ ہوتا، جب تمام حاکمان اخبار و ناقلان سیر و آثار نے بالاتفاق اس کا ذکر نہ کیا اور نہ مصنفین کتب تاریخ و سیر نے کبھی اُمَیّہ کے حالات بیان کیے ہیں اور اُن کے واقعات کی تشریح کی ہے اور ان میں ایسے بھی ہیں جو بنی اُمَیّہ کے دوست تھے، اُن سے موالات رکھتے تھے

اور وہ بھی ہیں جو اُن سے منحرف تھے جب ان سب میں سے کسی نے بھی یہ باتیں نہیں لکھیں تو معلوم ہو کہ یہ بے اصل ہیں :

تاریخ مناقب بنی اُمیّہ

سنہ ۳۲۴ میں علاقہ اُرْدُن واقع ملک شام کے قہر طبرہ میں ایک صاحب کے پاس جو بنی اُمیّہ سے موالات رکھتے ہیں، علم و ادب کے مدعی اور غمانیت کے جانب دار ہیں، میں نے ایک کتاب دیکھی جس میں تقریباً تین سو ورق تھے اور لکھا ہوا گنجان خط تھا، اس کتاب کا نام در البراہین، فی امامۃ الاموۃ میں، و نشر ما طوی من فضائلہم، تھا یعنی بنی اُمیّہ کی امامت و خلافت کے دلائل اور ان کے فضائل کی اشاعت جن پر آج کل پردہ پڑا ہوا ہے) اس کتاب کے ابواب و عنوانات اور تفصیل مباحث کا خلاصہ یہ ہے :

(۱) اس کتاب میں (حضرت) عثمان بن عفّان (رضی اللہ عنہ) و معاویہ و یزید بن معاویہ و مراد بن الحکم و عبد الملک بن مروان اور بعد کے مروانیوں کی خلافت کا تذکرہ ہے، تاہم مروان بن محمد بن مروان بن الحکم :

(۲) عبد الرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبد الملک کا بیان ہے اور لکھا ہے کہ مروان بن محمد نے اُن کی خلافت پر نص کیا تھا اور اپنے بعد انھیں کو ولی عہد بنا لیا تھا :

(۳) عبد الرحمن کی اولاد میں باقی جتنے فرماں روا یا بنی اُمیّہ نے اندلس میں سلطنت کی ہے اور جن کا تذکرہ ہم پہلے ہی کر چکے ہیں، اُن سب کے حالات سنہ ۳۱۰ تک بیان کیے ہیں :

(۴) اندلس کے فرماں رواے حال عبد الرحمن بن محمد کے واقعات بیان کیے ہیں، جو اس وقت کہ سنہ ۳۲۵ء ہے، وہاں کے پادشاہ ہیں :

(۵) ان میں سے ہر ایک کے فضائل و مناقب لکھے ہیں اور ان امور کی تشریح کی ہے جن کے باعث وہ خلافت و امامت کے مستحق ٹھہرے، سب کے نام دیے ہیں، ناموں کے متعلق نصوص بیان کیے ہیں کہ عیان بنی ہوئے ہیں ہر فرد کی خلافت متصوّر و متامی ہوئی ہے اور ہوگی :

(۶) ایسی روایتیں لکھی ہیں جن کی نسبت تو اتر کا دعویٰ ہے اور روایات متواترہ کی حیثیت میں انھیں پیش کر کے شیعہ عثمانیہ و اولیائے ابی سفیان و انصار مروان سے اُن کو منسوب کیا ہے :

(۷) ان روایات کے ساتھ ہی ساتھ (الف) منصوصات و منقولات میں اہل امامت یعنی جمہور شیعہ سے معارضہ ہے :

(ب) اصحاب اختیار، یعنی معتزلہ، زیدیہ، خوارج، مرجیہ، حشویہ، نابتہ کے اقوال پر استدلال کیا ہے اور ان کو فاسد بتایا ہے :

(ج) اُن اہل حدیث سے مناقضہ کیا ہے جو (حضرت) ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کی خلافت کو منصوص قرار دیتے ہیں، ایسے ہی مناقضات خوارج کے فرقہ بہرہ منیعہ و فرقہ بکریہ وغیرہ سے بھی کیے ہیں، بکریہ منسوب بہ بکر بن وائل و زائدہ عبد الواحد :

(د) سب کو لازم بنایا ہے، سب سے معارضہ کیا ہے، اور سب کے متعلق معترضانہ مسائل پیش کیے ہیں :

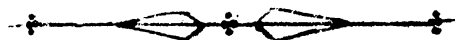
(۸) سب کے بعد آنے والے حوادث کا بیان ہے جو زمانہ مستقبل میں پیش آئیں گے، پیش گوئیاں درج کی ہیں کہ (الف) پھر بنی اُمیہ کو غلبہ ہوگا اور انھیں کو سلطنت ملے گی :

(ب) خاندان ابوسفیان کا ایک شخص مُلک شام کی وادی یا بس (خشک ندی) کے پاس ظہور کرے گا جس کے ساتھ قبائل غسان و قضاعہ و حم و ہذام ہوں گے، وہ حملہ کرے گا اور لڑائیاں لڑے گا :

(ج) بنی اُمیہ اندلس سے مُلک شام میں چلے آئیں گے :

(د) ان کے گھوڑے سفید، اُٹل بہ سیاہی اور چھٹے نر درنگ :

کے ہوں گے، جو واقعات اُن کو پیش آئیں گے، جو لڑائیاں، حملے، اور پیش قدمیاں انھیں کرنی پڑیں گی، اُن کا بھی تذکرہ ہے، اس کتاب میں نہ بنی اُمیہ کے خطاب و القاب ہیں اور نہ کچھ اس عنوان کا بیان ہے :



واقعات بنی العباس

خلافت ابی العباس السفاح

نام: عبداللہ

کنیت: ابو العباس

لقب: سفاح (خول ریز) پہلے ”المہدی“ کا خطاب تھا:

نسب: عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب

سلسلہ مادہ: سفاح کی ماں ریطہ تھیں، بنت عبید اللہ بن عبد اللہ

ابن عبد المہدی بن الدیان بن قطن بن زیاد بن الحارث بن مالک بن ربیعہ

ابن کعب بن الحارث بن کعب بن عمرو بن غلہ بن جلد بن مالک بن اود بن زید

ابن یثوب بن یحرب بن قحطان

تاریخ بیت: شب جمعہ ۱۳ - ربیع الآخر ۳۲ھ

مقام بیعت: کوفہ

خلافت عباسیہ کی ابتدا کیوں کر ہوئی؟

کوفہ و خراسان وغیرہ اسلامی ممالک میں بنی عباس کے لیے دعوتِ خلافت

کی ابتدا ۸۰ھ میں ہوئی:

واقعہ یوں ہوا کہ ابوالثم عبداللہ بن محمد بن الحنفیہ سنہ ۸۰ھ میں

سلیمان بن عبد الملک کے پاس آئے تھے، سلیمان نے خوش ہو کر ان کی

عز و تین لوہی کر دیں اور دکانیاں واپس کیا، کسی کو ساتھ کر دیا تھا جس نے

راستہ میں انھیں زیر دسے دیا، ابوالثم کو یہ کیفیت محسوس ہوئی تو محمد بن علی

ابن عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب کے پاس گئے جو ان دنوں حمیمہ میں

اور بقول بعض کراہ میں تھے، یہ مقام علاقہ دمشق کے کوہستان شراۃ و بلقاء

میں واقع ہے:

ابو ہاشم نے محمد بن علی سے دعوتِ اہل بیت کے اسرار کھ دیے،
 داعیوں سے اُن کا تعارف کرا دیا، اور جتنا دیا کہ خلافت انھیں کی اولاد کو
 ملنے والی ہے جن میں پہلا، خلیفہ ابن الحارثیہ ہوگا، یہ بھی کہا گیا کہ اس دعوت
 کا اعلان اُس وقت ہو جب ہجرتِ نبوی کے سو سال پورے ہو جائیں،

ابراہیم الامام

محمد جب مشرف بہ وفات ہوئے تو اپنے بیٹے ابراہیم کو اپنا وصی بنایا،
 اب یہ دعوت انھیں کی جانب منتقل ہو گئی اور امام اُن کا نام پڑا، ابو مسلم نے
 خراسان میں انھیں کے لیے دعوت کی:

مروان بن محمد الجحدی (خاتم بنی امیہ دمشق) کو جب اس کی خبر ہوئی تو
 اپنے عامل دمشق و لید بن معاویہ بن مروان بن الحکم کے پاس حکمنامہ بھیجا کہ
 چند آدمیوں کو جو بھروسہ کے ہوں حمیمہ یا کرار بھیج کے ابراہیم الامام کو پکڑ لیا
 اور میرے پاس بھیج دے:

ولید بن معاویہ نے اس حکم کے مطابق ابراہیم کو مروان کے پاس بھیج
 دیا جس نے انھیں اسی سال یعنی سنہ ۱۳۲ھ کے ماہ محرم میں قید کر دیا اور
 دہمینہ کے بعد قید خانہ ہی میں وہ قتل بھی ہو گئے:

ابراہیم نے اپنے بھائی ابو العباس عبد اللہ بن محمد کو اپنے بعد ولی عہد
 مقرر کیا، ابن الحارثیہ وہی تھے:

وفات سَفاح: ابو العباس نے مقام انبار میں خاص اپنے شہر کے اندر
 جسے خود ہی تعمیر کیا تھا اور مدائشیم، اُس کا نام رکھا تھا، وفات پائی:
 تاریخ وفات: یکشنبہ، ۱۲ - ذی الحجہ، سنہ ۱۳۶ھ:

مدتِ عمر: تینتیس (۳۳) برس:

مدتِ خلافت: چار برس آٹھ مہینہ ایک دن:

شکل و شمائل: دراز قد، گورارنگ، ابھری ناک، تنگ نٹھنے، پیچ میں ڈبلے
 ہوئے، خوش رو، گھونگروالے بال، ریش رکھے ہوئے تھے:

سیاست خصال: اسے صائب تھی، جو عزم کرتے پورا کر کے رہتے، اخلاق
شریفانہ تھے، زر و مال بخشش میں بڑے سخی، مزاج ایسا تھا کہ اپنے دشمنوں میں
ایک عالم کی خوں ریزی کا حکم دینا آسان اور معمولی بات تھی، یہ بھی نہ دیکھتے کہ
حقیقت کیا ہے؟

اسلام میں پہلا وزیر ”وزیرِ آلِ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم)“

دولتِ عباسیہ میں پہلے پہل جس شخص پر وزارت کا اطلاق ہوا وہ
ابو سلمۃ الخدّال حفص بن سلیمان تھا جو قبیلۂ ہمدان کے خاندانِ سبع کا آزاد غلام
تھا، اُس نے ابو العباس السفاح کی وزارت کی اُس کو ”وزیرِ آلِ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم)“
کہا جاتا تھا، ایک شاعر اُسی کے متعلق کہتا ہے:

ان النساء قد تكثر وربها

(برائی اور بدی بھی کبھی سترت گیزہ موتی ہے)

كان السرور بها كرهت جدرا

(اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جس بات کو تم بُرا جانتے ہو اُس پر خوش ہونا چاہیے)

ان الوزير وزير آل محمدؐ

(حقیقت میں وہ وزیر جو اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وزیر تھا)

أودى فمن يشنالك كان وزيرا

(وہ ہلاک ہو گیا، اب یہ یہ کہہ دو وہی وزیر تھا جو تم سے بغض و نفرت رکھتا تھا اور عداوت کیا کرتا تھا)

ابو سلمہ کے حالات اور اس کے قتل کا سبب کتاب ”روج الذهب“ و معادن جوہر
میں ہم بیان کر چکے ہیں، وہ پہلا وزیر تھا جس نے بنی عباس کی وزارت کی حالتِ وزارت
میں اس کا باپ بھی زندہ موجود تھا۔

تاریخِ وزارت

(۱) عبد بنی اُمیہ: سلاطین بنی اُمیہ اس امر کو بُرا جانتے تھے کہ اپنے

کسی کا تب (مستحق، یا سکرٹری) کو وزیر کا خطاب دیں، وہ کہتے تھے کہ ”وزیر“ لفظ ”وزارتہ“ سے مشتق ہے، اور خلیفہ کی شان اس سے کہیں بزرگ تر ہے کہ وہ وزارت کا محتاج ہو۔ (وزیر: پادشاہ کی ذمہ دار یوں کا بوجھ اٹھانے والا، باربردار، معاون، وزارت: معاونت)؛

(۲) سلاطینِ بین: عرب کے سلاطینِ بین و شام و حیرہ پادشاہ کے وزیر کو (۱) راہن (۲) وزیر (۳) و کافی (۴) و کامل، کہتے تھے، ان القاب و خطاب سے اُن کا مطلب یہ ہوتا کہ یہ وزیر تدبیر میں مرتن رہتا ہے، اہم بات را کا زعیم ہے، مہتمم بالشان امور میں پادشاہ کے لیے کافی ہوتا ہے، فضائل میں کامل ہے۔

(راہن: آمادہ و طیار و ثابت قدم و مستقل مزاج۔ زعیم: وہ شخص جو شریف بھی ہو، بزرگ بھی ہو، سردار بھی ہو اور مسلح بھی رہتا ہو)؛

(۳) سلاطینِ ایران: ایرانیوں نے اپنے پادشاہ کے وزیر کا نام (۱) باربردار (۲) تکیہ بازو (۳) کفایت کرنے والوں کا سردار (۴) بڑے بڑے کاموں کا مدبر، رکھا تھا،؛

ان خطابات کا سبب یہ تھا کہ حکومت کا نظام، مملکت کی آرائش، اور سلطنت کی رونق، وزیر ہی پر منحصر ہوتی ہے، وزیر ہی پادشاہ کی زبان گویا، خازنِ زرو مال، امینِ رعیت و ملک ہیں، تمام لوگوں سے زیادہ یہ خصوصیت انھیں میں ہے کہ پادشاہ و رعیت دونوں سے مستغنی ہیں مگر سب سے بڑھ کے فیاضی و بزرگوشت کے مستحق ہوتے ہیں؛

(۴) سلاطینِ روم: رومیوں نے پادشاہ کے وزیر کا نام (۱) دارالمہام (۲) و مرج راے و تدبیر رکھا تھا؛

(۵) دولتِ اسلام: جب اسلام آیا، قرآن نازل ہوا، اور اُس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کے واقعات میں بیان فرمایا: واجعل لی وزیراً من اہلی، ہارون اخي، اللہ دیدہ آذری، و اشركہ فی اموری (یا اللہ میرے خاندان میں سے میرا ایک وزیر بنا جو میرا بھائی ہارون ہو کہ میں

اُس سے اپنی کم مضبوط کروں اور اپنی حکومت میں اُس کو شریک کر لوں (تو بنی عباس یہی بہتر سمجھے کہ کاتب کو وزیر کے خطاب سے نامزد کیا جائے؛

خصائص وزراء اسلام

خلفاء و سلاطین اپنے کاتبوں کے زمرہ سے وزیر کا انتخاب کرتے، انتخابِ وزارت میں شرط یہ تھی:

(الف) وزیر صاحبِ کمال ہو، امین ہو، عقیف ہو، اور خاصانِ سلطنت میں سے ہو؛

(ب) خیر خواہ ہو، راست باز و راست گفتار و درست کردار و کارگزار آدمی ہو؛

(ج) اسرارِ سلطنت کا امین اور مال و دولت کا مومن ہو؛

(د) پادشاہ اپنے معاملاتِ حکومت میں اُس کے حزم و احتیاط و عاقبت اندیشی و فضیلتِ راست و حسن تدبیر پر بھروسہ کر سکے؛

سفاح کا دوسرا وزیر: ابوالعباس نے ابوسلمہ کے بعد ابوالعباس خالد ابنِ برمک کو اپنا وزیر بنایا؛

نقشِ خاتم: اللہ ثقۃ عبد اللہ و بکۃ یومن (اللہ ہی پر عبد اللہ کا بھروسہ ہے، اور وہ اسی پر ایمان لایا ہے)؛

قاضی: (۱) ابن ابی لیلیٰ الانصاری ثم الاوسی (۲) یحییٰ بن سعید الانصاری؛

حاجب: ابوغسان صالح بن الہشیم، جو سفاح کا آزاد غلام تھا؛

خلافتِ ابی جعفر المنصور

نام و نسب: عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن العباس؛

کنیت: ابو جعفر؛

لقب: المنصور؛

سلسلہِ مادہ: منصور کی ماں سلامہ بنتِ بشیر بصرہ کی مولاہات میں، اور

بقول بعض قوم بربر کی تھیں؛

تاریخ بیعت: منصور اسی دن خلیفہ ہوئے جس دن ستاح نے وفات پائی
منصور نے ابوسلم کو قتل کیا جس نے بنی عباس کی سلطنت قائم کی تھی
اور اُن کے دشمنوں سے اُن کا انتقام لیا تھا، ابوسلم رومیۃ المدائن میں قتل ہوا،
یہ واقعہ شعبان سنہ ۱۳۷ م کا ہے :

محمد (النفس الزکیۃ)

محمد بن عبداللہ بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب نے جمادی الآخرہ
سنہ ۱۴۵ م کی دوشنبیں باقی رہی تھیں کہ مدینہ میں ظہور کیا، فہریوں اور بدویوں
کی بہت بڑی جماعت نے اُن سے بیعت کی، اُنھوں نے اپنا نام ”مہدی“ رکھا
منصور نے اُن سے مقابلہ کے لیے عیسیٰ بن موسیٰ کو چار ہزار فوج
کے ساتھ روانہ کیا، مدینہ کے سامنے مقابلہ ہوا جس میں محمد اپنے کچھ رفقاء
کے ساتھ قتل ہوئے :

یہ واقعہ اسی سال (سنہ ۱۴۵ م) کے ماہ رمضان کا ہے :

ابراہیم بن عبداللہ

محمد کے بھائی ابراہیم نے رمضان کی چاند رات والے دن بصرہ میں ظہور
کیا اور بصرہ و اُتہواز و سواد کسکر کے علاقوں پر قابض ہو گئے :
ابراہیم کی جمیعت بہت بڑھ گئی اور وہ کوفہ کے ارادہ سے روانہ ہوئے :
منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کی سر لشکری میں فوجیں بھیجیں، مقام باعمری
میں مقابلہ ہوا جو کوفہ سے سولہ (۱۶) فرسنگ ہے :

یہ واقعہ بھی اسی سال کا ہے جب کہ ماہ ذی القعدہ میں پارتیں باقی رہیں :
اس جنگ میں ابراہیم اپنے رفقاء کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ قتل
ہوئے اور جو لوگ باقی بچے تھے بھاگ گئے :

محمد و ابراہیم کے قتل ہونے کے بعد ابو جعفر کو ”منصور“ کا لقب ملا :
منصور کی وفات: منصور نے ”بیریمون“ میں جو مکہ سے چھ (۶) میل

کے فاصلہ پر واقع ہے، وفات پائی :

تاریخ وفات : ۶ - ذی الحجہ ۸۵۸ھ

مدت عمر : ترستھ (۶۳) سال :

مدفن : حرم (بیت اللہ) :

مدت خلافت : اکیس برس گیارہ مہینہ بیس دن :

شکل و شمائل : دراز قد، گندم گوں، جسم کے دبلے پتلے، رخساروں پر گوشت کم تھا اور ڈاڑھی گھنی نہ تھی، سیاہ رنگ سے خطابہ کرتے تھے :

عاداً وخصال : تجربہ کار، راسے و تدبیر میں دوراندیش، شکنجہ روزگار میں کسے ہوئے، زمانہ نے اُن کی سطوت کے عقد سے کھول رکھے تھے، علم و حدیث کی روایت کی تھی اور حلال و حرام (فقہ) میں عرفان حاصل تھا :

جب کوئی حادثہ پیش آتا منصور میں مطلق فتور، اور کسی خوف کی حالت میں سستی عارض نہ ہوتی، :

مال و دولت کو (مصرف صحیح میں) اس قدر بخشے اور لٹاتے کہ کہا جاتا :

تمام انسانوں میں یہی شخص سب سے بڑا فیاض ہے، اور بعض اوقات جب موقع نہ ہوتا (اتنی کفایت شعاری کرتے کہ کہا جاتا : تمام انسانوں میں یہی شخص سب سے بڑا بخیل ہے، :

سیاست : منصور کی سیاست پادشانہ تھی، حملہ آور شیر کی طرح (منورت کے وقت) اٹھ کھڑے ہوتے اور اس بات کی ذرہ برابر پروا نہ کرتے کہ غیر کی ہلاکت ہی میں اُن کے ملک کی حفاظت منحصر ہے :

مال و دولت : منصور نے اس قدر مال و زر جمع کیا جتنا اُن سے پہلے تراور اُن کے بعد کسی خلیفہ سے جمع نہ ہو سکا، اس اندوختہ کی مقدار چھانوے کروڑ (۹۶۰۰۰۰۰۰) تھی، مہدی کو جب خلافت ملی تو، سب کا سب خرچ کر ڈالا :

وزیر سلطنت : کچھ مدت تک خالد بن برمک نے منصور کی وزارت کی

(۲) پھر ابوالوہب الموریانی الخوزی مزاج میں ذخیل ہو گیا اور خلیفہ نے اُس کو وزیر بنالیا اُس کے قتل کے حالات اور اُس کے بعد وزیر کو جو واقعات پیش

آئے، ہم اپنی گزشتہ کتابوں میں لکھ چکے ہیں (۳) ان دونوں کے بعد منصور نے اپنے آزاد غلام ربیع کو وزیر بنایا:

کاتب: وزیر اسے سلطنت کے علاوہ متحدہ افراد کاتب بھی تھے مثلاً (۱) سلیمان بن مجالد (۲) عبد الحمید بن عدی (۳) ابن ابی عطیۃ الیاءلیٰ: نقش خاتم: اللہ تبارک و تعالیٰ و بہ یومئذ (اللہ ہی پر عبد اللہ کا بھروسہ ہے اور وہ اُسی پر ایمان لایا ہے):

قاضی: (۱) یحییٰ بن سعید الانصاری (۲) ابان بن صدقہ (۳) عثمان ابن عمر البتئی (۴) عبد اللہ بن محمد بن صفوان: حاجب: (۱) عیسیٰ بن روضہ (۲) ابو الخضیب مزروق (۳) ربیع ابو الخضیب و ربیع یہ دونوں منصور کے آزاد غلام تھے، وزارت سے پہلے حجابت ہی ربیع کے سپرد تھی:

خلافت المہدی محمد بن عبد اللہ المنصور

نام و نسب: محمد بن عبد اللہ المنصور:

لقب: المہدی:

کنیت: ابو عبد اللہ

سلسلہ ادری: مہدی کی ماں اُمّ موسیٰ تھیں، بنت منصور بن عبد اللہ ابن شہر الحمری ثم الریعی:

تاریخ بیعت: جس وقت منصور نے انتقال کیا:

وفات: ماسبدان (ایران) کا مقام "الرقوالزاق"، جو علاقہ جبال میں واقع ہے:

لہ جغرافیہ تقسیم عرب کے مطابق ماسبدان کو علاقہ سیروان و جرجان میں تلاش کرنا چاہیے، مہدی کا مدفن "الرد الزاق"، بتائے ہیں تحریف ہوئی ہے، اس مقام کا نام "دار الزان" تھا اور جس خاصہ میں انتقال ہوا ہے "زوزین" کہتے تھے مصنف نے خود بھی کتاب المروج میں یہی لکھا ہے، باب ۱۰۹، ذکر خلافت مہدی ص ۲۲۵ (۴۷ دی) ۱۳

تاریخ وفات: ۲۳- محرم سنہ ۱۶۹ھ

مدت عمر: بیالیس (۲۴) برس

مدت خلافت: دس برس پینتالیس دن

شکل و شمائل: خوب رو، خوش اندام، گندم گوں، دراز قد، داہنی آنکھ

میں ایک سفید داغ تھا

عادات و خصائل: شریفانہ مزاج، طبیعت میں شرف، کرم، ہر دل عزیز، فیاض منش تھے

سیاست: قصور کو نہایت کشادہ پیشانی سے معاف کرتے، اور جب

کسی دشمن پر کامیابی ہوتی تو اس کے ساتھ بہت ہی شرافت کا برتاؤ کرتے، کسی

خوف کے موقع پر مزاج میں غفلت طاری نہ ہوتی، معاملات حکومت میں کسی

ایسے شخص پر بھروسہ نہ کرتے جو بھروسہ کے قابل نہ ہوتا، قربت داروں کے ساتھ

حق صلہ رحمی بجالاتے، اہل خاندان کے ساتھ عمدہ سلوک مرعی رکھتے، طبیعت

میں نرمی تھی، عمدہ داروں کو اکثر منصوب و معزول کرتے اور بے سبب کرتے

وزیر: (۱) ابو عبید اللہ معاویہ بن عبید اللہ الاشعری الطبرانی،

نسب: بے شہر طبریہ (۲) یعقوب بن داؤد، جو قبیلہ بنی سلیم کے آزاد غلام تھے

(۳) البوصالح الفیض

نقش خاتم: اللہ فقہ محمد و بیریومن (اللہ ہی پر محمد کا بھروسہ

ہے اور وہ اُسی پر ایمان لایا ہے)

قاضی: (۱) عافیہ بن یزید الازدی (۲) ابی علاشہ العقیلی

حاجب: (۱) بزیج (۲) خضر بن سلیمان (۳) فضل بن الزبیر

خلافت موسیٰ المادی بن محمد المہدی

نام: موسیٰ بن محمد المہدی

لقب: المادی

کنیت: ابو جعفر

سلسلہ مادری: مادی کی والدہ ایک اُمّ وکد لوٹدی تھیں جن کو وہ خیزران

کہتے تھے، یہ ملک یمن کے مقام جُرش کی مُولّدہ تھیں ۛ
 - اس کی بیعت، جس وقت مہدی نے انتقال کیا ۛ

مقام وفات: عیسیٰ آباد قریب مدینۃ السلام (بغداد) ۛ
 تاریخ وفات: ۱۸ - ربیع الاول - سنہ ۷۰ ہجری ۛ
 تیرہ سو چھترہ پچیس (۲۵) برس ۛ

مدّت خلافت: ایک سال ایک ماہ پچیس دن ۛ
 شکل و شمائل: دراز قد، بھاری جسم، گوار رنگ، کشادہ منہ، اوپر کے ہنٹ
 میں سفیدی تھی، شجاع دہا در جسم کے اعتبار سے بڑے ہی شدید و سخت اور
 بہت ہی دلیر، پیش قدمی میں سب سے زیادہ جرات کرنے والے، مزاج میں
 یک گونہ تندی و تیزی و جبر تھا جس کے باعث لوگ اُن کو شوریدگی کے ساتھ
 منسوب کرتے تھے ۛ

کاتب: عبید اللہ بن زیاد بن ابی لیلیٰ ۛ
 وزیر: ربیع ہادی نے پہلے کاتب ہی پر کفایت کی تھی، بالآخر ربیع
 کو وزارت سپرد کی جو اُنھیں کا آزاد غلام تھا ۛ
 علاوہ بریں ہادی نے عمرو بن بَرّاج اور ابراہیم بن ذکوان الحرانی سے
 بھی کتابت کا کام لیا ۛ

”اخبار الوزراء“

مسعودی کہتے ہیں: جو روایت ہم نے پہلے بیان کی ہے وہی اکثر مؤرخین کا بیان ہے،
 لیکن اسی ذیل میں دوسری روایت بھی ہے، ۛ
 ابو عبد اللہ محمد بن داؤد بن الجراح نے جو وزیر خلافت عباسیہ
 ابو الحسن علی بن عیسیٰ کے چچا تھے، ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ”اخبار الوزراء“
 ہے، ابو القباس احمد بن عبید اللہ بن عمار نے اس کتاب پر اضافہ کیے ہیں
 اور محملات کی تشریح کر دی ہے، ۛ

کتاب مذکور میں ہے کہ موسیٰ الدادی نے ابراہیم بن ذکوان الحمرانی المعروف صاحب طاق حران کو وزیر بنایا، اُس کے دائرۂ وزارت میں بغداد کے مغربی حصہ سے مہتمائے ممالک مغربیہ بنی عباس تک کے علاقے شامل تھے اور زمام حکومت کے تمام محکمہ اور خاتم خلافت ربیع کے ہات میں دیئے۔ ابو عبد اللہ محمد بن عبدوس الجہشیری نے بھی اخبار الوزراء والکتاب لکھی ہے، اُس میں ہے کہ دادی نے مینۃ السلام بغداد پہنچ کر اپنے آزاد غلام ربیع کو وزیر بنایا مگر کچھ دنوں کے بعد وزارت سے الگ کر کے ابراہیم ابن ذکوان الحمرانی کو وزیر اور ربیع کو دواوین زمام کا متولی مقرر کیا، ربیع کی وفات تک جو سنہ ۱۶۹ میں واقع ہوئی، ایسی کام سپرد رہا، وفات کے وقت ربیع کی عمر اٹھاون (۵۸) برس تھی، اس کے بعد دادی نے ابراہیم بن ذکوان ہی کو دیوان زمام کی افیسری بھی تفویض کی،

دوسرے مصنفین نے بھی وہ اخبار الوزراء والکتاب، میں کتابیں لکھی ہیں:

(۴) متاخرین میں ابو عبد اللہ محمد بن عبدوس؛

(۵) ابن ماشطۃ الکاتب؛

(۶) ابوبکر محمد بن یحییٰ الصولی الجلیس؛

(۷) علی بن الفتح المعروف بالمطوق؛

ان مصنفین نے سنہ ۳۲۰ تک کے وزیروں اور کاتبوں کے

حالات لکھے ہیں اور ان میں بھی ایسی ہی روایت ہے؛

دادی کا نقش خاتم: اللہ لدی دیر پروردگار خدا ہے؛

قاضی: (۱) ابویوسف زریق (امام اعظم) ابوصیفہ نعمان بن ثابت؛

قاضی ابویوسف کا نام یعقوب تھا، ابن ابراہیم بن حلیب، جو خاندان انار

کے تھے، انار بن اراش بن عمرو بن الغوث بن ثبّت بن مالک بن زید بن کلان

کا انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں شمار تھا، انصاریوں میں

بنی عمرو بن عوف کے سلسلہ میں تھے جو قبیلہ اوس کی ایک شاخ ہے؛

(۲) سعید بن عبد الرحمن الجہمی؛

خلافت (مارون) الرشید

نام : مارون بن المہدی
لقب : الوشید
کنیت : ابو جعفر

والدہ : خیزران، کہ وہی اُن کے (بڑے) بھائی ہادی کی والدہ بھی تھیں
تاریخ بیعت : جس وقت ہادی نے انتقال کیا اُسی وقت خلافت کی بیعت ہوئی

رشید نے اپنے بیٹے محمد بن زبیدہ (الامین) کے لیے اپنے بعد اور عبداللہ المامون کے لیے محمد کے بعد بیعت لی، مامون کو ملکِ رے و خراسان و مضافات کا والی مقرر کیا، دونوں (بھائیوں) سے وفایِ عہد و میثاق کی قسمیں لیں، مامون کے بعد اپنے (تیسرے) بیٹے قاسم کے لیے بھی ولایتِ عہد کی بیعت لی، مگر شرط یہ کر دی کہ خلیفہ ہونے کے بعد مامون کو اختیار ہے کہ مناسب سمجھیں تو قاسم کو ولی عہد رہنے دیں ورنہ برطرف کر دیں

مقامِ وفات : رشید نے ایک گانوں میں وفات پائی جسے سنا باد کہتے ہیں یہ گانوں سرزمینِ خراسان کے علاقہ طوس (مشہد) میں واقع ہے
تاریخ وفات : شنبہ - ۴ جمادی الآخرہ - سنہ ۱۹۳ھ

مدتِ عمر : چوالیس برس چار مہینے

مدتِ خلافت : تینتیس برس دو مہینے سولہ دن

شکل و شمائل : کامل الخلقہ، حسین و جمیل، بلند بالا، گورازنگ، فرجہ جسم، بالوں میں سفیدی آچلی تھی، سر پہ پہنچے تھے، جب حج کرتے تو مونڈا ڈالتے
عادات و خصائل : تمام آداب و اخلاق میں کامل و مکمل، فیاض، بہادر و شجاع، حج اور جہاد کا بڑا شوق تھا، اپنی خلافت کے عہد میں آٹھ حج اور آٹھ ہی جہاد کیے، سیاست : خلیفہ ہونے کے کچھ زمانہ بعد رشید سید ارہو گئے اور تمام معاملاتِ حکومت سے آگاہی حاصل کر لی، جو لوگ سلطنت کے پروردہ و دستِ گرفتہ

تھے انھیں خراب کر ڈالا اور مال و زر کی فراہمی پسند کی،

وزارت : براکہ یعنی یحییٰ بن خالد بن برمک اور جعفر و فضل فرزند ان یحییٰ کو وزیر مقرر کیا، پھر صفر سنہ ۸۷ میں ان کا استیصال کر دیا، جعفر کو اپنی خلافت کے سترھویں سال قتل کیا،

براکہ کو تباہ کرنے کے بعد علی بن یقطين کو خاتم خلافت سپرد کی، فضل بن یحییٰ اور اسماعیل بن یحییٰ مرتے دم تک مزاج میں نہایت دخیل رہے، اسماعیل کے باپ صبیح، سالم افطس کے اور سالم افطس بنی امیہ کے آزاد کردہ غلام تھے،

براکہ کے بعد رشید کے کاروبار میں خلل آگیا اور لوگوں میں خلیفہ کی بد تدبیری و سوء سیاست کھل چلی،

نقش خاتم : باللہ یثقی ہارون (اللہ ہی پر ہارون بھروسہ کرتا ہے) قاضی : فریضہ قضاء بہت سے لوگوں نے ادا کیا، مثلاً (۱) علی ابن حرمہ (۲) عون بن عبد اللہ السعودی (۳) حفص بن عیاش (۴) شریک ابن عبد اللہ بن ابی شریک النخعی (۵) محمد بن ساعۃ الحنفی،

حاجب : (۱) بشر بن میمون (۲) محمد بن خالد بن برمک (۳) فضل بن یحییٰ

خلافت الامین

نام : محمد بن ہارون الرشید

لقب : الامین

کنیت : ابو موسیٰ

والدہ : ام جعفر زینبہ بنت جعفر بن ابی جعفر المنصور

تاریخ بیعت : شنبہ ۱۵ جمادی الآخرہ سنہ ۱۴۳ھ

امون نے بھی خراسان میں امین کی بیعت کی (در بعد و بیان سابق کے مطابق اپنی اطاعت گزاری و انقیاد و فرمان برداری لکھ بھیجی، لیکن امین نے امون کو معزول کرنے کی کارروائی شروع کر دی اور اس کے لیے حیلے اور بہانے

کلافش ہونے لگے :
 بعض مناصب اور عہدے جو امون سے متعلق تھے ، ان سے دست کش ہو جانے کو لکھا کہ یہ خدمتیں انھیں کو ملیں گی جنھیں میں خود امور کروں ، امون نے جب اس کو تسلیم نہ کیا تو حکمنامہ بھیجا کہ تدبیر مملکت میں مدد دینے کے لیے میرے پاس چلے آؤ ، امون نے عذر خواہی کی اور جواب میں جوہ اسبابِ عذرت بیان کیے ، ان کے مرتبہ ولایتِ عہد میں امین نے اپنے بیٹے کو امون سے مقدم رکھنے کی خواہش کی اور اس کے متعلق ترغیب و ترہیب سے بھی کام لیا ، امون نے اس کو بھی نہ مانا اور فضل بن سہل (الملقب بہ) ذی الریاستین نے امین سے جنگ کرنے پر امون کا قصدِ قتل بنا دیا :

”النَّاطِقُ بِالْحَقِّ“

سفارت نے واپس آ کر جب امون کے عزم و استقلال کی خبر سنائی تو امین نے اپنے بیٹے موسیٰ کے لیے بیعتِ خلافت لی اور اُس کو ”النَّاطِقُ بِالْحَقِّ“ کا خطاب دیا (یعنی گویا حقیقت) یہ ولی عہد اُس وقت بہت چھوٹا تھا سا بچہ تھا :

علی بن عیسیٰ بن مامان کو عظیم طاقت و ساز و سامان کی پچاس ہزار فوج کے ساتھ بھیجا کہ امون کو بکڑ لائے :

”ذو الیمینین“

امون نے ابن مامان سے مقابلہ کے لیے طاہر بن الحسین بن مُضْعَب ابنِ زریق بن حمزہ الرستمی کو روانہ کیا جو مشہور بہادر اور سخت کوش رستم دستاں کی اولاد میں تھا ، اسلام میں یہ خاندان قبیلہ خزاعہ کا مولیٰ تھا اور یہ لوگ اسی قبیلہ کے ساتھ اپنے آپ کو منسوب کرتے تھے :

طاہر نے رے میں نزول کیا اور چلتے چلتے علی بن عیسیٰ بن مامان بھی رے کے قریب آ گیا :

فریقین میں مقابلہ ہوا اور سخت جنگ ہوئی جس میں علی بن عیسیٰ مار گیا، اُس کی جمیعت درہم و برہم ہو گئی، اور طاہر اُس کی فوج پر قابض ہو گیا؛ یہ واقعہ ۱۰۱- شعبان ۱۹۵ھ کا ہے؛

اسی موقع پر مامون کو ”امیر المومنین“ کے لقب سے سلام کیا گیا اور طاہر کا نام ”ذولہیمینین“ پڑا جو دناں سے چل کر ایک ایک شہر کو فتح کرتا ہوا اور مقابلہ کرنے والی فوجوں کو شکست دیتا ہوا حلوان میں پہنچ کر فروکش ہوا؛

ہرثمہ بن اَعین

ہرثمہ بن اَعین ایک لشکرِ حِزّار لیے ہوئے طوان میں طاہر کے ساتھ شامل ہو گیا؛

مامون نے طاہر کو لکھا تھا کہ ہرثمہ کو (دراور راست) مدینۃ السلام (بغداد) جانے دے اور خود آہواز کے راستہ سے کوچ کرے؛ اس قرار داد کے مطابق ہرثمہ نے کوچ در کوچ کرتے ہوئے مدینۃ السلام کے مشرقی گوشہ کے سامنے پڑاؤ ڈالا، اور طاہر نے جا کے آہواز و واسط و دائن کو فتح کر لیا، کوفہ و بصرہ پر قابض ہو گیا، اور مدینۃ السلام کے مغربی گوشہ کے سامنے چھاؤنی چھائی؛

یہ واقعہ سنہ ۱۹۶ھ کا ہے؛

حصارِ بغداد

ہرثمہ اور طاہر دونوں نے (دونوں طرف سے) بغداد کا محاصرہ کر لیا اور صبح و شام و شب و روز بغدادیوں سے جنگ ہونے لگی؛

مدینۃ السلام میں طاہر و ہرثمہ کے پہنچنے سے پیشتر ہی حسین بن علی بن عیسیٰ ابن مالان پہنچ چکا تھا، یہ شخص شہرِ رقہ سے آیا تھا اور ایک پڑی فوج اپنے ساتھ لایا تھا، پہلے یہ عبد الملک بن صالح بن علی بن عبد اللہ بن العباس کے ساتھ تھا، عبد الملک نے جب انتقال کیا تو اسی سال (۱۹۶ھ) کی تیسری رجب کو

مدینۃ السلام پہنچ کر محمد (امین) کو تو معزول قرار دیا اور مامون کی خلافت کے لیے دعوت کرنے لگا جسے لوگوں نے بھی مان لیا:

امین کی نظر بندی اور پھر آزادی

حسین نے محمد (امین) کو، اُن کی والدہ (زبیدہ خاتون) کو، اور محمد کے لڑکوں کو شہر ابوجعفر میں (یعنی قدیم بغداد میں جسے خلیفہ ابوجعفر منصور نے آباد کیا تھا) قید کر دیا:

فوج نے حسین سے اپنی تنخواہیں طلب کیں، اُس کے پاس کیا تھا کہ انھیں دیتا، اُمید دلاتی کہ ہر شے کو آجانے دو د اُس وقت تنخواہ دی جائے گی:

فوج نے (ناراض ہو کر) محمد کو رہا کر دیا جو دور واز تک قید رہے تھے اور پھر اُسی حالت پر پہنچا دیا اور از سر نو بیعت کی، یہ بیعت جمعہ کے دن ہوئی، جب کہ اسی سال کے ماہِ رجب کی سولہ (۱۶) شبیں گزر چکی تھیں:

حسین بن علی کو سپاہی پکڑ لائے، مگر محمد نے درگزر کیا اور قصور معاف کر دیا، اپنے معاملات کی سربراہ کاری اُس کے سپرد کی اور خاتمِ خلافت اُس کے مات میں دی، مگر اُس نے غداری کی اور ہر شے کے پاس جانے کے قصد سے بھاگ گیا، تعاقب کرنے والوں نے اُس کو چا پکڑا، بغداد سے ایک ہی فرسنگ کی مسافت پر نہروان کے راستہ میں قتل ہوا اور اُس کا سر محمد کے پاس لایا گیا:

سقوطِ بغداد

محرم سنہ ۱۹۸ میں ہر شے بغداد کے مشرقی حصہ اور طاہر مغربی حصہ کے اندر داخل ہو گیا، طاہر نے جنگ میں اس قدر کوشش کی کہ مغربی جانب کے بیشتر حصوں پر قابض ہو گیا اور محمد (امین) کو ابوجعفر منصور کے شہر میں محصور کر لیا:

امین نے ہر شے کے پاس جانے کے لیے درپردہ مراسلت کی کیوں کہ ظاہر سے زیادہ اُس پر بھروسہ تھا، ہر شے نے اس کا انتظام کر لیا اور اپنے ایک حراقہ (آتش زن کشتی) پر سوار ہو کر ایک گھاٹ کی جانب چلا، امین بھی اُسی حراقہ پر سوار ہو گئے؛

ظاہر کو اطلاع ملی تو اُس نے اپنے چند مخصوصین بھیجے جنہوں نے حراقہ پر سنگ باری کی (اور وہ غرق ہو گیا) مگر امین کی جان بچ گئی اور وہ پیر کر کنارہ پہنچ گئے لیکن یہاں ظاہر کے کچھ لوگوں کے ہات پڑے اور گرفتار کر لیے گئے؛

مقتل امین

ظاہر کو جب یہ حالات معلوم ہوئے تو اُس نے کسی کو بھیج کر امین کو قتل کرادیا، امین کا سر اُس کے پاس لایا گیا جسے اُس نے امون کے ہاں خراسان بیع دیا؛

اسی سال یعنی سنہ ۱۹۸ھ کی پچیسویں محرم کو کیشنبہ کی شب میں واقعہ قتل پیش آیا، امین کی عمر اُس وقت تینتیس (۳۳) برس تھی اور مدتِ خلا چار برس سات مہینے دس دن؛

حلیہ امین: خوش رو، پورا قد و قامت، مفرہ بدن، چھوٹی چھوٹی آنکھیں، کشادہ و فرائخ موٹے سے، سخت و شدید جسم، سخاوت و فیاضی میں ہات کھلا ہوا تھا؛ سیاست: بدخصلت، ضعیف الزامے، نہایت خوں ریز، ہوا و ہوس (کے گھوڑے) پر سوار، معاملات کو مہمل چھوڑ دیتے، مہمات امور میں غیروں پر بھروسہ کرتے اور ایسوں پر وثوق رکھتے جو ان کے خیر خواہ نہ ہوتے؛

وزارت: امین نے فضل بن ربیع کو وزیر بنایا، لیکن کچھ زمانہ کے بعد جب فضل پر ناہت ہو گیا کہ امین کی حکومت مختل ہوئی جاتی ہے اور ٹپی جاتی ہے تو روپوشی اختیار کر لی، اب کتابوں کی جامعیت میں سے جو لوگ موجود تھے وہی وزارت کا کام بھی کرنے لگے، مثلاً: اسماعیل بن صبیح؛

امین کے مزاج میں بہت سے لوگ دخیل ہو گئے مثلاً: محمد بن عیسیٰ

ابن ہبیک - سندی بن شاہک (شخص در اصل ہندوستانی تھا) اور سلیمان
ابن ابی جعفر المنصور

نقش خاتم : نعمہ القادر اللہ (اللہ کیا اچھا قدرت والا ہے) اور بقول بعض :
سائل اللہ (لا یخیب) (اللہ سے مانگنے والا ناکام نہیں رہتا) :

رقاضی : (۱) محمد بن سماعہ (۲) محمد بن حبیب (۳) اسماعیل بن حماد
ابن ابی حنیفہ (۴) ابوالبحرہ بن وہب بن وہب القرظی :
عاجب : عباس بن الفضل بن الزبج :

خلافت المامون

نام : عبد اللہ بن ہارون :

لقب : المامون :

کنیت : ابو جعفر :

والدہ : مامون کی ماں بادغیس کی ایک اُم ولد لونڈی تھیں جن کا

نام مراحل تھا :

تاریخ بیعت : عام طور پر مامون کے لیے بیعت خلافت اُس وقت ہوئی
جب خلیفہ مخلوع (امین) قتل ہو گئے، یعنی بروز یکشنبہ ۲۵ محرم سنہ ۱۹۸ھ

ولایت امام رضا (رضی اللہ عنہ)

مامون نے علی الرضی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی
ابن ابی طالب (رضوان اللہ علیہم) کے لیے بیعت لی اور اپنے بعد ان کو ولی عہد
بنایا، سیاہ لباس کو جو شعار خلافت بنی العباس تھا ترک کر دیا اور بجائے اس کے
سبز لباس پہنا اور لوگوں پر بھی اسی کو لازم قرار دیا :

مدینۃ السلام (بغداد) میں جس قدر بنی ہاشم تھے اس
واقعہ نے سب کو مضطرب کر دیا، اہل بغداد پر عموماً اور بنی ہاشم پر خصوصاً یہ بات
گراں گزری کہ ان کے قبضہ سے مکمل کے ابوطالب کی اولاد میں حکومت منتقل

ہو جائے ؟

منصور بن المہدی

قوم نے حسن بن سہل کو جو ذی الزیاستین (فضل بن سہل) کا بھائی تھا بغداد سے نکال دیا، یہ شخص ملک میں مامون کا قائم مقام تھا، منصور ابن مہدی کے مات پر سب نے بیعت کی یعنی منصور کو خلیفہ بنایا، مگر منصور ایک ضعیف الزائے اور کمزور فطرت کا آدمی تھا، کام نہ چل سکا اور اس کی خلافت یوں ہی رہ گئی :

ابراہیم بن المہدی

منصور کے بعد قوم نے اس کے بھائی ابراہیم بن المہدی سے بیعت کی ۵۔ محرم سنہ ۲۰۲ھ کو خلیفہ بنایا، اور مدینۃ السلام کو غیر ملک کے منبروں پر اُن کے لئے دعا کی گئی :

ابراہیم نے حسن بن سہل سے جنگ کرنے کے لیے، جو نواح و اُٹن میں تھا فوجیں روانہ کیں، لڑائیوں کا سلسلہ جاری رہا جن میں کبھی ایک فریق کو شکست ہوتی تھی کبھی دوسرے کو :

تالیف قلوب واسترضائے عوام

بغداد چلنے کے لیے مامون نے مرو سے کوچ کیا، علی بن موسیٰ الرضی (رضی اللہ عنہ) بھی ساتھ تھے اور ذوالزیاستین فضل بن سہل جو مامون کا وزیر اور اس سلطنت کا قائم کرنے والا تھا :

سرش کے ایک حاکم میں ناگماں فضل بن سہل قتل ہو گیا، یہ واقعہ اسی سال ۵۔ شعبان روزِ دو شنبہ کا ہے :

غزوہ ماہِ صفر سنہ ۲۰۳ھ کو طوس میں رضی بھی قتل ہو گئے (رضی اللہ عنہ) :

شورشِ مٹ گئی

مامون کا بغداد کے قریب پہنچنا تھا کہ ابراہیم کو جن لوگوں کی نصرت پر

اعتماد تھا برگشتہ ہو گئے اور بیشتر افراد بنی ہاشم وغیرہم جو بیت کر چکے تھے ٹھہر رہے،
ناچار ابراہیم نے روپوشی اختیار کر لی۔

یہ واقعہ اسی سال کی گیارھویں ذی الحجہ کا ہے۔

عباسیوں کی شکایت میں ابراہیم کہتے ہیں۔

فَلَا حُرِّيَّةَ بَنُو الْعَبَّاسِ خَيْرًا عَلِيٌّ تَعْنِي وَلَا اعْتَبَطْتُ بِرِيٍّ

(بنی عباس کو جزائے خیر نہ ملے، اگرچہ یہ میری خواہش کے خلاف ہے، اور نہ قابل رشک
سیرانی ان کو حاصل ہو)

أَتَوْنِي مَهْطَعِينَ وَقَدْ أَتَاهُمْ

بُوَادِلْدِهِم بِالْحَبْرِ الْجَلِيلِ
(وہ میرے پاس بڑے تھکے تھے، کیونکہ ان پر زمانے کی طاقت عرصہ بربادی کی
خبر لائے ہوئے آچکی تھی)

وَقَدْ ذَهَلُ الْخَوَافِنُ عَنْ بَيْهَاتِهَا وَصَدَّ التَّدْيِ عَنْ فِرَ الصَّبِيِّ

(حالات یہ تھیں کہ انیس اسپے بچوں کو بھول گئی تھیں، اور بچے کے غم سے چھاتی ہٹا لی گئی تھی)

وَحُلَّ عَصَائِبُ الْأَمْلَاقِ مِنْهَا فَشَدَّتْ فِي رِقَابِ ابْنِي عَلِيٍّ

(عصائے حکومت بنی عباس کے سگے سے آثار کے بنی علی کی گردنوں میں باندھ دیئے گئے تھے)

فَضْجَتِ ان تَشَدُّ عَلَى مَرُوسٍ تَطَا لِبْهَائِمِ رَاثِ السَّنِي

(نہا عباس چیخ اٹھے تھے کہ ببادایہ دستار ایسے سروں پر نہ بندے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی میراث کا ان سے مطالبہ کرتے ہیں)

ابراہیم کا عہد حکومت، مبنی ابتداء سے بیعت تاروپوشی، ایک سال گیارہ

مہینے چند دن تھا۔

قدم بغداد

شعبہ ۱۸۔ صفر ۳۰۸ کو مامون دارالسلام میں داخل ہوئے اور آٹھ دن

کے بعد حکم دیا کہ سیاہ لباس (جو شعار خلافت عباسیہ تھا) پھر اختیار کیا جائے اور

مہر رنگ کو (جو شعار بنی علی تھا) پارہ پارہ کر دیا جائے۔

ابراہیم کا انجام

مدینۃ السلام میں مدتوں ابراہیم روپوش اور ایک جگہ سے دوسری جگہ سرگرداں رہے یہاں تک کہ اسی عالم میں شب یکشنبہ - ۱۷ - ربیع الآخر ۱۱۸۱ھ کو بچپڑے گئے، مامون نے اُن کو معاف کر دیا، پہلے تو کچھ روز نظر بند رہے، پھر آزاد کر کے تمام مال و اسیاب واپس دیا اور پھر وہی پہلی منزلت عنایت فرمائی۔

مامون کی وفات

مقام وفات: چشمہ بدندون، واقع ملک روم، متصل طرطوس۔
تاریخ وفات: ۱۳ - رجب ۲۱۸ھ۔

مدت عمر: ۴۹ برس۔

مدفن: طرطوس۔

مدت خلافت: ۲۰ سال ۵ ماہ ۸ یوم۔

شکل و شمائل: گورارنگ، زردی مائل، دراز ریش، تنگ پیشانی۔

عماد و خصال: باکمال، صاحب علم، فیاض، بہت ہی معاف کرنے والے،

قدرت حاصل ہونے پر شریفانہ برتاؤ کے خورگ، بابرکت و بلند اقبال۔

سیاست: تہذیب و انتظام عمدہ، اچھے اچھوں کی تربیت، بڑے فراخ صلا

نہ ہوس اُن کو فریب دے سکتی تھی اور نہ فریب اُن پر کارگر ہو سکتا تھا، مالک محروسہ کے

دور دست مقامات سے بھی ویسی ہی واقفیت تھی جیسے قریبی مقامات سے، کبھی

ایسا بھی ہوا کہ اشتعال و غیظ و غضب کے عالم میں جلد سزا دے دی۔

وزیر اطفال: (۱) فضل بن سہل۔

(۲) حسن بن سہل، برادر فضل

حسن جب مختلف عوارض کی وجہ سے کام نہ کر سکے

ابراہیم کا انجام

مدینۃ السلام میں مدتوں ابراہیم روپوش اور ایک جگہ سے دوسری جگہ سرگرداں رہے یہاں تک کہ اسی عالم میں شب یکشنبہ - ۱۷ - ربیع الآخر ۱۱۸۱ھ کو بچے کے ناموں نے اُن کو معاف کر دیا، پہلے تو کچھ روز نظر بند رہے، پھر آزاد کر کے تمام مال و اسیاب واپس دیا اور پھر وہی پہلی منزلت عنایت فرمائی۔

مامون کی وفات

مقام وفات: چشمہ بدندون، واقع ملک روم، متصل طرطوس۔
تاریخ وفات: ۱۳ - رجب ۲۱۸ھ

مدت عمر: ۴۹ برس۔

مدفن: طرطوس۔

مدت خلافت: ۲۰ سال ۵ ماہ ۸ یوم۔

شکل و شمائل: گورارنگ، زردی مائل، دراز ریش، تنگ پیشانی۔

عماد و خصال: باکمال، صاحب علم، فیاض، بہت ہی معاف کرنے والے،

قدرت حاصل ہونے پر شریفانہ برتاؤ کے خورگ، بابرکت و بلند اقبال۔

سیاست: تہذیب و انتظام عمدہ، اچھے اچھوں کی تربیت، بڑے فراخ صلا

نہ ہوس اُن کو فریب دے سکتی تھی اور نہ فریب اُن پر کارگر ہو سکتا تھا، مالک محروسہ کے

دور دست مقامات سے بھی ویسی ہی واقفیت تھی جیسے قریبی مقامات سے، کبھی

ایسا بھی ہوا کہ اشتعال و غیظ و غضب کے عالم میں جلد سزا دے دی۔

وزیر اطفال: (۱) فضل بن سہل۔

(۲) حسن بن سہل، برادر فضل

حسن جب مختلف عوارض کی وجہ سے کام نہ کر سکے

(۳) تاریخ محمد بن عبدوس الجندی (۴) تاریخ ابن ماشطہ کاتب ان میں بعض نے تو ابن وزرا کو وزیر لکھا ہے اور بعض نے نہیں، سبب وہی ہے جرم نے بیان کیا۔
نقش قائم، اللہ ثقۃ عبد اللہ و بید یومن (عبد اللہ کا بھروسہ اللہ پر ہے اور وہ اسی پر ایمان لایا ہے)۔ (مامون کا نام عبد اللہ تھا)۔

قاسمی، محمد بن عمرو اقدی، یحییٰ بن اکثم۔
حاجب، شیب بن محمد بن قوطیہ، علی بن صالح صاحب المصلى۔
محمد بن قنادر بن و نقش۔

خلافت المعتمد باللہ

نام : محمد بن مارون الرشید۔
لقب : المعتمد باللہ۔
کنیت : ابو اسحاق۔
والدہ : ایک ام ولد تھیں جن کا نام مارودہ تھا۔
تاریخ بعیت : جس وقت مامون نے وفات پائی۔
قدم بغداد غزوة ماہ رمضان ۳۱۹ھ کا ہے۔

بابک خرمی

معتمد نے افشین وغیرہ امراء سرداران فوج کو بابک خرمی سے لڑنے کے لیے آذربائیجان روانہ کیا، یہ واقعہ ۳۲۰ھ کا ہے، ماہ رمضان، اور بقول بعض شوال، ۳۲۲ھ میں فتح ہوئی، بابک قید کر لیا گیا اور (شہر) سترمن رانی میں لایا گیا جہاں صفر ۳۲۲ھ میں قتل ہوا۔

مقتولین بابک

جو محض مسلمان ہونیکے باعث قتل ہوئے

بابک نے (اپنے) بائیس برس کے (عہد تہلب میں) انوار مامونؒ کے متصم کے جتنے سالار و سر لشکر قتل کئے اور ان کے علاوہ جس قدر عام طبقے والوں کو ذبح کیا، اُن کا شمار کم سے کم تعداد بیان کرنے والے پانچ لاکھ (... بہ) بیان کھتے ہیں، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس سے بہت زیادہ تعداد تھی، حتیٰ کہ ان مقتولین کی (کثرت تعداد شمار میں آ سکتی ہی نہیں۔

بابک نے سن ۲۸۵ میں، اور بقول بعض ۲۸۶ میں، خروج کیا تھا، یہ خلافت مامون کا زمانہ تھا، مقام خروج کو ہندین تہاجو علاقہ آذربائیجان میں واقع ہے، فرقہ جاویدانیہ والے اُس کے ساتھ تھے، یہ لوگ جاویدان بن شہرک خرمی کے رفیق تھے جو خود بابک کا ساتھی اور مصاحب تھا، ان کے علاوہ بابک کے ساتھیوں میں اور لوگ بھی تھے۔

فرقہ خرمیہ اور اس کے مذاہب

مسعودی کہتے ہیں: ہم اپنی کتاب «المقالات فی اصول الدیانات» اور «تہذیب الحیاء» میں فرقہ خرمیہ کے مذاہب بیان کر چکے ہیں، ان میں ایک گروہ تو «خرمیہ» کو دیکھتا ہے اور دوسرا «خرمیہ» کو شاہیہ کا، نواح اصفہان، بروج، گرگ، ابی دلف، نرین، یعنی زرّ معقل، زرّ ابی دلف، رستاق و رستجان، قسم،

گوشت جو ہر جان قذق کے علاقہ ہیمیرہ میں واقع ہے، بلاد سیروان (شیروان یا خردوان) آذربایجان جو علاقہ ماسیدان میں واقع ہے، ہمدان، ماہ کوسہ، ماہ بصرہ، آذربایجان، ارمینیہ، قم، قاسان (کاشان) تہران، خراسان، اور بقیہ عجمی ممالک میں یہ لوگ آباد ہیں، ان میں مذہبی تنازع بھی ہے، خود کو دیکھو کہ وہ شاہیہ میں اختلاف ہے اور پھر ان دونوں کے اور فرقہ ہائے مجرہ و غیر ذکیہ، مانینہ و غیر مانس کے درمیان بھی اختلافات ہیں، ان مقامات میں جن لوگوں کے ساتھ ہماری ملاقات ہوئی ان سے ہمارے مناظرے بھی ہو چکے ہیں، مستقبل کے متعلق یہ فیصلے قنطرنیں کہ آئندہ زمانے میں انھیں کو سلطنت نائیکی اور فرائی روائی انھیں میں عود کر آئیں گی۔
غرض کہ ان سب کے حالات ہم بیان کر چکے ہیں۔

ہرمزان بھی اسی قبل کا تھا

ہرمزان ایک ایرانی سردار تھا، لڑائی میں گرفتار کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جہد خلافت میں مدینہ مبارکہ لایا گیا بظاہر تو مسلمان ہو گیا مگر دیر بعد مجوسی بھی رہا۔ اسلام سے انتقام لینے کی تدبیر میں لگا رہتا تھا، یہ سازش کامیاب ہوئی اور ایک ایرانی غلام "فیروز" دیلی کے شجر سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے حبیب اللہ بن عمر بن الخطاب نے اپنے والد عمر رضی اللہ عنہ کی وفات پر اس کو قتل کر ڈالا، انھیں (مجوسیوں) میں سے جو لوگ (حقیقہ) اسلام سے جدا مگر بظاہر اسلام ہی کے تابع رہے ہیں ان سب کے حالات ہرمزان سے لے کر آج تک کے (کتاب المقالات و ستر الحیاة میں) ہم بیان کر چکے ہیں اور اور باتیں بھی لکھی ہیں،

ان کے علاوہ دوسرے اصحاب الاثنین کے واقعات (جو دوضائل یاد پوتاؤں کو مانتے ہیں) نیز ان تمام لوگوں کے حالات جو باوجود ماہمی اختلافات کے قدم (یعنی) عالم کے ازلی وابدی و قدیم ہونے کے قائل ہیں

اسی طرح باقی مخالفین توحید و مناقضین ملت اسلامیہ کے مفصل تذکرے بھی مکمل شرح و بسط کے ساتھ کتاب "الایمان فی اصول الدیانہ" میں آچکے ہیں ہمارے یہ کتاب (تنبیہ و اشراف) تو فقط ایک تاریخی کتاب ہے، مباحثہ و مناظرہ کی کتاب نہیں ہے۔

نصرانیت پر چڑھائی

معتصم نے جہاد کے لئے ملک روم پر چڑھائی کی، غزوات کرتے ہوئے انقرہ تک پہنچ گئے، اُس کو فتح کر لیا، اور ماہ رمضان ۲۲۳ھ میں شہر عمُورِیہ کو فتح کیا۔

خیزر بن کاؤس آشروسنی بنی افشین پر معتصم کی ناراضی کا واقعہ ۲۲۵ھ کا ہے۔ (انقرہ وہی مقام ہے جسے فرنگی تلفظ کے اتباع میں آجکل انگورہ کہتے ہیں، عہد نصرانیت میں شہرہ آفاق شاعر عرب امرؤ القیس کا مقبرہ بھی شہر تھا، اسلامی تمدن نے اس کے امتیازات بڑھا دیے، عہد معتصم سے آج تک دارالاسلام ہے) ہاھا اللہ وایلا بھادینہ فی حشاشق الامہن و معنار بھا۔ معتصم کی وفات: بخشبہ کے دن سُمرنِ رآی میں جبکہ ماہ ربیع الاول ۲۲۸ھ کی گیارہ شبیں باقی رہی تھیں معتصم نے انتقال کیا۔

مدت عمر: چھیالیس برس دس مہینے۔

مدت خلافت: آٹھ برس آٹھ مہینے دو دن۔

شکل و شمائل: گورازنگ، سرخی نائل، اچھا بھرا جسم، تنومند، خوشرو، میانہ قد، چوڑا سینہ، سخت اور گٹھا ہوا بدن، دراز ریش، گرہ بال پکے نہ تھے۔

عادات و خصال: جسمانی طاقت، شدت رعب و ہیبت، شجاعت قلب،

اور مکالمہ اخلاق میں نہ کوئی اُن کا ہمسر تھا نہ ہو سکتا تھا

اپنے ترک ظالموں کو جنفیں خود ہی بنایا تھا، خود ہی تربیت

کی تھی، پرانے دفا داروں اور اپنے والد کے خیر خواہوں پر ترجیح دیتی

خلیفہ عثمانؓ بمقتضیٰ کانام الخلیفۃ المثنیٰ پڑ گیا تھا، اس لئے کہ خلفائے بنی عباس میں (۱) اعتبار شمار) وہ آٹھویں خلیفہ تھے (ب) سائنس میں پیدا ہوئے (ج) آٹھ برس آٹھ مہینے آٹھ دن خلافت کی (د) نوں کی تعداد بجائے آٹھ کے (دہی صحیح ہے)۔ (ج) جب وہ مرے ہیں تو بقول بعض اُس وقت اُن کے آٹھ لڑکے اور آٹھ لڑکیاں موجود تھیں (د) بیت المال میں آٹھ ہزار دینار اور آٹھ ہزار درم چھوڑے۔ (۵) آٹھ عظیم الشان فتوحات اُن کو حاصل ہوئے۔

فتوح عہد معتمد

(۱) بایک اور مازیا رہن تارن جو طبرستان کے کوہستان کا مالک تھا ان دنوں کی گرفتاری (۲) شمرہ کے خرمی لوگوں کا مغلوب کرنا جن کی تعداد دو لاکھ تھی یہ ملامت اور جل کے شہروں پر غالب آچکے تھے اور انھوں نے پوری طاقت بڑھا کر اپنا زبردست اقتدار قائم کر لیا تھا۔

ہندوستان کا بیڑا

(۲) ہندوستان کے جہازوں کی گرفتاری جن میں ہندوستان کی طاقتور فوج بھری ہوئی تھی اور اُن کے قدم فارس اور عمان کے ساحلی مقامات اور نواح بصرہ میں پورے طور سے جم گئے تھے (۴) بطائح سے جاٹوں کا اخراج۔

عرب ہندوستان کا اخراج

جاٹ بصرہ کے قریبی اور بصرہ اور واسط کے درمیانی مقامات پر غالب آ گئے تھے اور راستے کو ٹٹے خوں ریزیاں کرتے پھرتے تھے، ان کا جتھا بڑا اور طاقتور تھا، چونکہ ہندوستان میں گرانی ہو گئی تھی اس لئے یہ

ہندوستان کے ایک گوشے سے نکل کر چکر لگاتے ہوئے ملک کرمان، فارس اور کورالہ ہواڑ سے ہوتے ہوئے ان مقامات میں آ پہنچے تھے اور یہاں بود و باش اختیار کر لی تھی اور غلبہ حاصل کر کے اپنا پورا اقتدار قائم کر لیا تھا، اور ان کے خوف و دہشت سے ملک دہل گیا تھا۔ آخر کار مقتضی نے ان کو خراسان کے راستے سے خائفین اور جلوہ کے ملکوں میں اور شامی سرحد کی طرف سے عین زریہ کے ملک میں خارج کر دیا۔

ہند کی بھینس عرب میں

اسی زمانے میں شام میں بھینسیں پائی جاتی ہیں اس سے پہلے ان کا وہاں وجود تک نہ تھا، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ شامی سرحد اور شام کے سواحل میں بھینسوں کی ابتدا آل مہلب کی بھینسوں سے ہوئی جو بصرہ، بطنخ، اور طوف میں رہا کرتی تھیں، جب یزید بن مہلب مارا گیا تو یزید بن عبد اللہ بن مروان بہت سی بھینسوں کو ان علاقوں میں لے آیا۔

یاجوجیں مہم جعفر بن مہریش کردی کا قتل ہے، اس کی بہت بڑی جمعیت موصول ہو، آذربائیجان اور ارمینیا کے مابین تھی اس نے کئی شہروں پر چیرہ دستی کر کے راستوں کو پر خطہ بنا دیا تھا اور قتل و غول ریزی میں دراز دستی شروع کر دی تھی۔

مجھے افشین کا بادشاہ روم توفیل کو شکست دینا۔
ساتویں عمریہ کا فتح کرنا۔

اور آٹھویں عمریہ کے بطریق یا طس کا قید کرنا، عمرویہ قسطنطینیہ کے یہ رومیوں کا سب سے بڑا شہر تھا۔

ہم نے اپنی کتاب "آخبار الزمان" میں ابادہ الحدثان میں جو گزشتہ قوموں، اگلے قبیلوں اور برباد رفتہ سلطنتوں کے حالات پر مشتمل ہے،

ان ہمار بات اور واقعات کا بیان شرح و بسط کے ساتھ کیا ہے۔

وزارت: مقتضی نے وزارت کے عہدے پر فضل بن مروان کو مامور کیا جب اُس کی خلافت سے پہلے اُس کا میزبانی رہ چکا تھا، پھر احمد بن عمر بن شاذی بصری کو اس عہدہ وزارت پر فائز کیا، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ شخص وزیر ہیں بنایا گیا تھا بلکہ لوگوں کی عرضداشتیں مقتضی کے حضور میں پیش کرنے کی مخصوص خدمت اُس کی تفویض کی گئی تھی، نیز اسے محمد بن عبد الملک بنیات کو اسی عہدہ وزارت پر مقرر کیا۔

نقش خاتم: اس کی انگوٹھی میں "الحمد لله الذي ليس كمثله شئ وهو خالق كل شئ" کا نقش درج تھا۔

قضاء: منصب قضا پر جعفر بن عیسیٰ الحسنی (جو حسن بن الحسن بصری کی اولاد سے تھے) شعیب بن سہل، اور محمد بن سماعة کا تقرر کیا۔ قاضی القضاة کے عہدے پر احمد بن ابی داؤد الایادی (یہ فقہی مسائل میں بصریوں کے مذہب کی جو حسن بصری کا طریقہ تھا پیروی کرتے تھے) عبد اللہ بن حسن العنبری عثمان البتی، اصم نیز اور لوگوں کو مقرر کیا۔ اصم کے جانشین اُن کے بیٹے ابو الولید ہوئے۔ احباب کے عہدے پر محمد بن خناد بن نقش اور بنو الکبیر کو مامور کیا۔

نیا دارالخلافہ

خلفائے عباسیہ میں مقتضی سے پہلا خلیفہ ہے جو مدینۃ السلام سے جس کی تعمیر منور نے کی تھی منتقل ہو کر دوسری جگہ چلا آیا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب اُس کے ترک اور عجیب غلاموں کی کثرت ہو گئی تو مدینۃ السلام کے لوگوں کو مقتضی سے نفرت ہونے لگی اور اُس کے مالی موالی اذیتیں دینے لگے، کیونکہ آئے دن ان غلاموں کی سختیوں سے لوگوں کو دوچار ہونا پڑتا تھا، اکثر ایسا ہوتا تھا کہ یہ غلام بے تاج شاگھوڑے دوڑاتے جاتے تھے جس سے راستہ چلنے والوں کو دھکے لگتے تھے۔ لوگ برا فروختہ ہو کر اُن پر جھپٹ پڑتے

اور اُن کو جان سے مار ڈالتے تھے، اس بنا پر مقتوم نے ان غلاموں کو وہاں سے بھاگ دیا اور خود بھی مدینۃ السلام سے علیحدہ ہو جانا پسند کیا، اور سلسلہ میں تمام قافلہ کے ایک حصے میں جا کر اُس قصر میں فروکش ہوا جو اردن الرشید کے نیچے وہاں بنا دیا تھا، یہاں اُس نے ایک شہر بسانے کا ارادہ کیا یہاں تک کہ اس کا یہ خیال پختہ ہو گیا، وہ ہمیشہ اس نواح میں آمد و رفت کیا کرتا تھا آخر کار اُس نے موضع سامرا سے کو جو بلاد کو رة الطیر مان میں واقع ہے پسند کیا، سلسلہ میں شہر کی تعمیر کی داغ بیل ڈالی اور اُس کا نام مَصر میں راعی رکھا، تعمیر کا کام نہایت قلیل مدت میں انجام کو پہنچا، مکانات اونچے اونچے اور تمام بازار قصر ایک دوسرے کے پاس پاس آتے تھے، تمام دفاتر، عملہ اور خزانے یہاں منتقل ہو کر چلے آئے، شہر میں خلفہ کی آمد، جگہ کی پاکیزگی، منظر کی دل فریبی، مکانات کی خوبصورتی اور ذرائع معاش کی فراوانی کے سبب لوگوں نے بھی یہاں کا رخ کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ یہ شہر پرانے وقت سے اسی نام کے ساتھ چلا آتا ہے اور یہ نام سام بن نوح کی مناسبت سے رکھا گیا تھا، پہلے ایک بڑا آیا وہ شہر تھا جس میں برابر چیل چیل رہا کرتی تھی لیکن زمانے کے امتداد سے اس میں تھریل آتا رہا یہاں تک کہ آخری دیرانی امین و مامون کے عہد فتنہ میں انجام کو پہنچی۔ وہ مقام جہاں اب مقتوم کا قصر ہے وہاں عیسائیوں کی خانقاہ اور اُن کی اراضی تھی جن کو اُن سے اُس نے خرید لیا تھا، وہ سات بڑے بڑے شہر جو مسلمانوں کے عہد حکومت میں بسائے گئے تھے اُن میں مصر میں راعی آخری شہر تھا۔

اسلام کے سات بڑے شہر

اس جگہ ہم اُن تمام شہروں کا ذکر کرنا چاہتے ہیں، کیونکہ اُن کے بیان، اُن کی یکجائی ترتیب اور جن موقع سے اُن کے اجتماعی تذکرے کی حالت مقتضی ہے۔

بصرہ پہلا شہر بصرہ ہے، ایک شخص عتبہ بن عزیوان نے (جو قبیلہ بنی یازن بن منصور سے تھا اور اس قبیلہ کے لوگ سلیم بن منصور بن عکر مرہ

بن حفصہ بن قیس بن عیلان بن مضر کے بھائی تھے (محرم ۱۱۰ھ میں اس شہر کو بسایا اور بصرہ کی مسجد تعمیر کی، بعض مورخوں کا خیال ہے کہ شہر ربیع الاول یا ربیع الثانی ۱۱۰ھ میں آباد کیا گیا، اور عتبہ بن غزوہ ان مہاجرین سے اُس وقت آیا جب حضرت سعد بن ابی وقاص کو فارس کی اہم جنگ سے جو جلاوطن چھڑی ہوئی تھی فرصت ملی، جب عتبہ بصرہ پہنچا اُس زمانے میں اُسکا شمار ارض ہند میں تھا اور یہاں سفید پتھر ہونے لگے۔ عتبہ نے مقام خرمیہ میں آکر قیام کیا۔

ابو مخنف لوط بن یحییٰ غامدی، ابوالحسن علی بن محمد مدائنی، ہنشم بن عدی اور دوسرے مورخین کا خیال ہے کہ عتبہ بن غزوہ ان نے مقام بصرہ میں ۱۱۰ھ میں اقامت کی تھی اور حضرت عمرؓ نے عتبہ کو وہاں اس لیے بھیجا تھا تاکہ مدائن اور اُس کے اطراف و جوانب سے اہل فارس کی امداد کو وہ روک دے (مسعودی کہتے ہیں) کہ اسی وجہ سے بعض لوگوں کو دھوکا ہو گیا ہے کہ بصرہ اسی سال آباد کیا گیا ہے۔

کوفہ اور سر اشہر کوفہ ہے، کوفہ جس کی تعمیر حضرت سعد بن ابی وقاص نے کی ہے۔ اس میں بھی لوگوں کو اختلافات ہیں بعض کا قول ہے کہ شہر ۱۱۰ھ میں آباد کیا گیا ہے و اقدی کا خیال بھی دوسرے مورخین کیساتھ اسی طرف منقل ہوا ہے اور بعض دوسرے مورخین اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ کوفہ ۱۱۰ھ میں بسایا گیا ہے، اور عبد المسیح بن یقیلہ غسانی نے حضرت سعد کو اس مقام کی اطلاع دی تھی غسانی نے کہا کہ ”میں آپ کو ایسے قطعہ زمین کی خبر دیتا ہوں جو وادیوں سے اوپر اور کف دست میدان کے نشیب میں واقع ہے“ مگر سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کوفہ اور بصرہ اُس وقت آباد کئے گئے ہیں جب فارس کا دارالسلطنت مدائن زبیر بن ہوشب تھا اور شاہ فارس یزدگرد بن شہریار بن کسریٰ پرویز نے مدائن سے بھاگ کر حلوان میں دم لیا تھا اور جلاوطنی سخت مہم سر ہو چکی تھی۔

فسطاط | تیسرا شہر فسطاط مصر ہے، حضرت عمر بن العاص نے ۱۱۰ھ میں اس شہر کو آباد کیا، حضرت عمر بن العاص کا اس مقام پر آنا، یہاں کے

باشندوں سے جنگ کرنا مسئلہ کا واقعہ ہے، مگر اس واقعے میں بھی اختلاف ہے۔
 احمد بن یحییٰ بن جابر بلاذری نے اپنی کتاب فتوح البلدان میں بیان کیا
 ہے کہ وہ قلعہ جس پر مسلمان حملہ آور ہوئے تھے، شہر فسطاط کے وسط میں
 واقع تھا، اس کا نام بالون اور بقول بعض بونہ تھا مگر اس وقت قصر الشیخ کہلاتا
 تھا، مسلمانوں نے اُس کا نام فسطاط رکھ دیا کیونکہ وہ اس جگہ کو فسطاط القوم
 کہنے لگے یعنی قوم کا اجتماعی مقام۔

عبدالرحمن بن عبداللہ بن الحکم مصری نے اپنی کتاب ”فتوح مصر
 والاسکندریہ والمغرب والاندلس واخبار ما“ میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمر
 نے سات ماہ تک اس مقام کا محاصرہ جاری رکھ کر بالآخر اُس کو اپنی مفتوحہ
 میں داخل کیا، یہاں سے اسکندریہ کی طرف کوچ کیا جب اُس کو بھی فتح کر لیا
 تو اُس کے مکانات اور عمارتوں کو خالی دیکھ کر اس شہر میں سکونت کا
 ارادہ کیا اور کہا ”یہ مکانات ہمارے لیے کافی ہیں چنانچہ انھوں نے
 حضرت عمرؓ کو خط لکھ کر اجازت طلب کی، حضرت عمرؓ نے ہر کارے سے
 پوچھا ”کیا ہمارے اور وہاں کے مسلمانوں کے درمیان کوئی دریا بھی
 حائل ہے؟“ ہر کارے نے جواب دیا ”ہاں امیر المؤمنین دریا سے نہیں
 واقع ہے“ حضرت عمرؓ نے حضرت عمر بن العاص کو لکھا ”ہم پسند نہیں
 کرتے کہ مسلمان ایسے مقام میں مقیم ہوں کہ ہمارے اور اُن کے درمیان
 دریا حائل ہو جائے جو جاڑے اور گرمیوں میں یکساں نہ رہے“ یہ حکم پا کر
 حضرت عمرؓ اسکندریہ سے چل کر فسطاط میں آ گئے۔

جانوروں کی راحت سانی

عبدالرحمن اور دوسرے مورخین کا بیان ہے کہ فسطاط کا یہ نام اس وجہ
 سے ہوا کہ حضرت عمرو بن العاص نے جب اسکندریہ پاکر وہاں کے رومیوں سے
 جنگ کرنی چاہی تو انھوں نے اپنے خیمے کے اٹھاڑنے کا حکم دیا اس وقت

اُن کو منوم ہوا کہ خیمے میں ایک کبوتر نے کھونسلانگایا ہے، انھوں نے کہا اب اس کا احترام ضروری ہو گیا ہے، حکم دیا کہ خیمہ علیٰ حالہ قائم رہنے دیا جائے، اور قصر الشنع کے افسر کو اس کی ہدایت بھی کرتے گئے۔

جب مسلمان اسکندریہ سے واپس آئے تو انھوں نے قیام کے متعلق آپس میں مشورہ کیا، کسی نے کہا فسطاط میں ٹھہرنا چاہیے، یہ نام عمرو کے فسطاط (خیمہ) کی وجہ سے ہو گیا تھا جس کو وہ اسکندریہ جاتے وقت چھوڑ گئے تھے یہیں مسلمان فروکش ہوئے اور نئی آبادی کی بنیاد ڈالی، اور جب تک مسلمانوں نے مسجد کے قبلہ کی سمت متعین نہ کی حضرت عمرؓ براہِ روٹاں ٹھہرے رہے۔

رملہ | چوتھا شہر رملہ ہے، جب ولید بن عبد الملک نے اپنے بھائی سلیمان کو فلسطین کی سیاح کا افسر مقرر کیا تو وہ مقام لڑیں اقامت پذیر ہوئے اور شہر رملہ کی بنیاد ڈالی اور اس کو آباد کیا، سب سے پہلے انھوں نے قصر اور وہ مکان تعمیر کیا جو آج بھی دار الصلّٰیین کے نام سے مشہور ہے، لوگوں نے بھی اجازت پا کر مکانات تعمیر کئے، سلیمان نے عوام کیلئے ایک نہر جو بردہ کے نام سے نامزد ہے اور بہت سے کنیں کھدوائے اور ایک مسجد کی بنیاد ڈالی جس کی تعمیر بھی شروع کر دی، ابھی مسجد مکمل نہیں ہوئی تھی کہ وہ سریر آرائے خلافت ہوئے۔ اور اس کی تعمیر اپنے دور حکومت میں بھی جاری رکھی، حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنے عہد میں تعمیر کی تکمیل کرائی مگر انھوں نے اصلی خاک سے مسجد کو چھوٹی کر دیا، اور کہا کہ ”ہم نے جتنی بڑی مسجد تیار کرائی ہے اہل رملہ کیلئے کافی ہے“، احمد بن یحییٰ بلاذری نے اس واقعہ کو اسی طرح بیان کیا ہے۔

واسطہ | پانچواں شہر واسطہ عراق ہے، احمد بن یحییٰ بلاذری کا بیان ہے کہ ”اس شہر واسطہ میں حجاج نے شہر واسطہ عراق کی بنیاد ڈالی، اور یہاں مسجد، قصر اور گنبد خضر تعمیر کرائے، اس سرزمین میں تھیب یعنی نرکل زیادہ ہوتے تھے، اس مناسبت سے شہر واسطہ القصب کہلاتے لگا، شہر واسطہ سے بصرہ، کوفہ، اہواز، اور بغداد کی فاصلہ ایک دن یعنی چوبیس فرسخ ہے۔“

دار السلام | چھٹا شہر مدینۃ السلام ہے، شہر کے وسط میں بغداد کی غریب جانب ابو جعفر منصور نے ایک شہر کی بنیاد ڈالی اور اپنی طرف اس کو منسوب کیا، اس مقام پر ایک باغ

اور ایک پرانی خانقاہ شہر صرۃ کے متصل واقع تھی، باغ فارسی زبان کا لفظ ہے جس کی وجہ سے اس جگہ کا نام بنداد ہو گیا، بعض مورخین کا خیال ہے کہ یہاں ایک بت تھا جو باغ کہلاتا تھا یہ واقعہ مجوسیت کے ظہور اور اہل فارس کے اس نواح میں غلبے سے پہلے کا ہے جسکو ابن ابی طاہر نے اپنی کتاب اخبار بنداد میں اور دوسرے مصنفین نے بیان کیا ہے۔

اسی اثنا میں محمد بن عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہم) نے مدینہ میں اور اُن کے بھائی ابراہیم نے بصرہ میں خروج کیا، اس خبر سے منصور کو خفا آیا اور اُس وقت تک یہاں ٹھہرا کہ جب تک دونوں قتل نہ کر دئے گئے، ۶۷ھ میں وہ بنداد واپس آیا اور اُس کی تمغہ پوری کرائی، اس کا نام مدینۃ السلام رکھا، پھر تمام خزانے اور دفاتر یہاں منتقل کرائے۔

جب مہدی کے لئے بنداد کی مشرقی جانب میں جس وقت وہ رہے جانے لگا تھا رصافہ کی آبادی قائم کی گئی تو لوگ اس حصے کو مہدی کے لشکر کے رہنے کے سبب عسکر المہدی کہنے لگے، اس لئے کہ مہدی جب رہے سے واپس ہوا تو اسی رصافہ میں اُس نے قیام کیا۔

یہ آبادیاں جو بنداد کی شرقی و غربی دونوں جانب تعمیر مسلسل ملتی ہوئی چلی گئیں، لوگ بنداد کی غربی جانب کو زوراء (کج) کہنے لگے، کیونکہ قبلہ کی سمت قائم کرنے میں کج ہونا پڑتا تھا اور شرقی جانب روعاء کہلانے لگا اور یہ نام اب تک قائم ہے۔ ساتواں شہر سرمن رائی ہے، جس کا بیان اوپر گزر چکا۔

خلافت والفقہ باللہ

ابو جعفر کلینت، مارون بن محمد مستقیم نام، اور والفقہ باللہ لقب تھا۔ اس کی ماں ام ولد تھی، جس کا نام قراطیس تھا۔

بروز جمعہ ۱۹۔ ربیع الاول ۲۲۷ھ میں مستقیم کی وفات کے وقت اُس کی بیعت لی گئی، اور بروز چار شعبان ۲۴۲ھ ذی الحجہ ۳۳۲ھ میں سرمن رائی میں اُس کا

انتقال ہوا، اس وقت اس کی عمر ۴۴ سال کی تھی، پانچ سال نو مہینے اور چھ روز تک اُس نے حکومت کی۔

علیہ یہ تھا: گورارنگ جس میں سرخی غالب تھی، بدن سڈول، سینہ چوڑا، گھٹن کی ڈاڑھی، اور آنکھوں میں سفید پتیلیاں تھیں، اکثر باتوں میں ماموں کی روش اختیار کی تھی، مذہبی معاملات میں لوگوں کو مصائب میں ڈال کر خوش ہوتا تھا، جس کی وجہ سے اُن کے دل پھر گئے اور طعن و تشنیع کرنے لگے۔

وزارت کے عہدے پر محمد بن عبد الملک زیات کو اسی طرح بحال رکھا جس طرح وہ معتصم کے زمانے میں تھا، اسکی انگشتی میں اللہ ثقہ الوثاق عبارت کندہ تھی، واثق نے منصب قضا پر احمد بن ابی داؤد کو امور کیا اور حجابت کے عہدے پر محمد بن حماد بن دلقش، ایٹاخ، اور وصدیف کو مقرر کیا۔

خلافت متوکل علی اللہ

الوجود کینیت، جعفر بن محمد معتصم نام، اور متوکل علی اللہ لقب تھا، اسکی ماں ام ولد تھی رشباع نام تھا، اور طخارستان میں پیدا ہوئی تھی، واثق کی وفات کے روز اسکی بیعت لی گئی، اُس نے اپنی خلافت کے بعد اپنے تین بیٹے معتز، ابو عبد اللہ المعتز اور ابراہیم المودکی ولی عہد کی بھی بیعت لی۔

اُس نے ترکی غلاموں پر غنیمتیں کیں، کسی کو موقوف کیا، اور کسی کے درجے توڑے، اور اُن کی جگہ دوسروں کو مقرر کرنا شروع کیا، اُن کو مغلوب کرنے کی بہت کوششیں کیں، تقریباً بارہ ہزار بے نوابان عرب اور دوسرے لوگوں کو شہزادہ المعتز کی فاطمہ بنت اللہ بن کحلی بن خاقان وزیر کے پاس جو شہزادہ کی اتالیقی بھی کرتا تھا رکھا۔ ان عربوں کے امور سونے کے بعد سے ترکی غلاموں کی مالی امداد بالکل کم کر دی اور اُن سے اسنیصال کے منصوبے سوچا کرتا تھا۔

اُس نے اپنے بیٹے محمد کو بڑی طرح ذلیل و رسوا کیا تھا اس وجہ سے وہ بھی متوکل کے قتل پر آمادہ و مستعد ہو گیا، مقصد براری کے لئے اُس نے وصدیف، لباء

اور دوسرے غلاموں سے ساز باز کی، جنہوں نے اس مہم کو انجام دینے کے لیے کسین غلاموں کی ایک جماعت تیار کی جس میں باغ بھی شریک کیا گیا، انجیام کار بروز چار شنبہ ۳۔ شوال ۴۰۷ھ اسی کے آباد کردہ شہر ”جعفریہ“ مطلق ستر سن راہی میں اُس کا سترن سے جا کیے گئے۔

متوکل نے ۱۴ سال کی عمر پائی، چودہ سال نوپہنچے اور نوروز اُس نے حکومت کی۔

اُس کا حلیہ یہ تھا، گندمی رنگ، زردی اُٹل، منہم چھوٹا، خوبصورت چہرہ، چھوٹے چھوٹے رخسارے، اور آنکھیں بڑی بڑی تھیں، وہ نہایت بدو بار اور حاضر جواب تھا، دینی امور میں کشت و خون کو روک کر اُس نے لوگوں کو مذہبِ انبیا سے نجات دی، دنیا پر اُس کی پوری حکومت تھی، اُس نے اُس کی لذتوں سے حظِ وافر حاصل کیا، مگر ایسی لالچینی اور مضحک اور مہمل باتوں کو اُس نے اختیار کیا تھا جو بادشاہوں کے لیے باعثِ ننگ ہوا کرتی ہیں۔

محمد بن عبد اللہ زبایات کو اپنے عہد میں چالیس روز تک وزیر رکھ کر قتل کر دیا، بعد ازاں محمد بن فضل جرجرائی اور اُس کے بعد عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان مروزی کو وزارت دی، جس وقت عبید اللہ کو قلمدان وزارت سپرد کیا گیا تھا اُسکا باپ یحییٰ بن خاقان زندہ تھا۔

اُس کی انگشتی میں ”جعفر علی اللہ متوکل“ کا نقش کندہ تھا۔ منصبِ قضاء پر یحییٰ بن النعمان جعفر بن محمد برجمی کو اور حجابت کے عہدے پر وصیف، بُنا، اور زرافہ کو مقرر کیا۔

خلافت مختصر باللہ

ابو جعفر کنیت، محمد بن جعفر متوکل نام اور مختصر باللہ لقب تھا، اس کی ماں ام ولد تھی، روم کی رہنے والی اور حبشیہ نام تھا، علی الصباح متوکل کے قتل ہوتے ہی اُس کی بیعت لی گئی اور جو پختی ربیع الاول ۴۰۷ھ میں بمقام سمرن راہی وہ

جاں بحق تسلیم ہوا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب اُس کی عمر اٹھائیس سال کی تھی تو لوگوں نے اُسے زہر دے کے مار ڈالا، وجہ یہ ہوئی کہ جب اُس کے غلاموں کو اس بات کا علم ہوا کہ اُس کی نیت اُن کی طرف سے خراب ہو گئی ہے، اور وہ اُن کے خلاف تدبیریں کیا کرتا ہے تو انہوں نے اُس کے قتل کرنے میں بڑی عجلت اور چابک دستی کا اظہار کیا، اُس نے گل چھ مہینے اور ایک روز حکومت کی۔

طیہ یہ تھا، قدمیاء، حسین چہرہ، گندمی رنگ، نہایت جسیم لمیم اور عباد تھا، ہر وقت باخبر رہا کرتا تھا مگر نہایت مسک واقع ہوا تھا، مال و زر کی اتنی حفاظت کرتا تھا کہ لوگ اُسے بخیل اور کنجوس کہا کرتے تھے۔

اُس نے احمد بن خصیب کو وزارت کا عہدہ دیا۔ اسی اثنا میں اس کا انتقال بھی ہو گیا، آگشتری میں "محمد باللہ ینتصرہ" کی عبارت کندہ تھی، منصب قضاء پر جعفر بن محمد اور یہ قول بعض جعفر بن عبد الواحد ہاشمی کو اور حجابت کے عہدے پر وصیف اور بنا کو مقرر کیا۔

خلافتِ تعین باللہ

ابو عبد اللہ کنیت، احمد بن محمد بن محمد منقسم نام اور ستین باللہ لقب تھا، اُس کی ماں ام ولد تھی اور مہار ق کہلاتی تھی۔ انصصر کی وفات کے روز اس کی بیعت لی گئی، بنا انکبیر کا بھانجا اوتا مش نامی، اور اُس کا میرمنشی شجاع ابن القاسم سیاہ و سفید کے مالک ہو کر ہر قسم کے احکام نافذ کرنے لگے تھے جس سے غلاموں کی جماعت میں سخت

شورش برپا ہو گئی یہاں تک کہ اس جماعت نے اوتا مش اور شجاع کو
۲۴۹ھ ربیع الاول کی وسطی تاریخوں میں تہ تیغ کر دیا۔

اب تک مستعین سرمن راہی میں مقیم تھا، مگر جس وقت
وصیف اور بنانے ترکی غلام باغیہ کو جو متوکل کے قتل کی سازش
میں پیش پیش تھا ارڈالا، تو غلاموں نے سخت ہنگامے برپا کیے
اور وہ گروہ درگروہ آٹھ کھڑے ہوئے، اس وقت مستعین
وصیف اور بنانے کو ساتھ لے کر مدینۃ السلام آگیا، ادھر ترکوں
نے مدینۃ السلام کے لوگوں سے جنگ کی ٹھان لی اور سرمن راہی
میں ابو عبد اللہ المعتز کی بیعت لے کر جنگ چھیڑ دی اور تقریباً ایک
سال تک یہ جنگ جاری رہی۔

مستعین کے تمام معاملات کو محمد بن عبد اللہ بن طاہر انجام
دیا کرتا تھا، مگر بعد کو مستعین نے سخت سے دست بردار ہو کر خلافت
معتز کے حوالے کر دی، انجام کار بروز چار شنبہ تیسری شوال ۲۵۰ھ
میں سرمن راہی کے ایک مقام قادسیہ میں وہ قتل کیا گیا، اس وقت
اُس کی عمر ۳۵ سال کی تھی، اُس نے بیعت کے دن سے مغزول ہونے
تک تین سال آٹھ مہینے اور اٹھائیس روز حکومت کی اور اُس کے
مغزول ہونے سے مقتول ہونے تک صرف نو مہینے کا وقفہ تھا۔

مستعین نہایت لحیم جیم اور خوبصورت تھا، ڈاڑھی
سیاہ تھی، وہ نرم مزاج مگر لالینی باتوں کی اتباع میں سخت
مطلق العنان تھا، خوف سے اُس کو جان کے لانے پڑے
رہتے تھے، اسی خوف اور بے اطمینانی کے باعث اپنے
دارالحکومت اور مرکز عزت سے اُس نے راہ گریز اختیار کی، اور
امور سلطنت کے بار سے سبکدوش ہو گیا۔

اُس نے احمد بن خصیب کو وزیر مقرر کیا، مگر جب وہ
معتوب ہوا تو قسرۃ وزارت ترکی النسل اوتا مش

نامی ایک شخص کے نام نکلا اور شجاع بن القاسم کو میرنشی نامزد کیا، یہ لوگ جس طرح چاہتے تھے امور سلطنت کا انصرام کرتے تھے۔ اوتامش اور شجاع کے قتل کے بعد احمد بن صالح بن شسیر نے ادا کو عہدہ وزارت عطا کیا۔ اُس کی انگشتی کے نیچے پر جو جبل کے نام سے مشہور تھا، احمد بن محمد کی عبارت کندہ تھی۔

نصب قضا پر حسن بن ابی الشوارب اموی کو اور حجاب کے عہدے پر وصیف اور بنا کو مقرر کیا۔

خلافت المعتز باللہ

ابو عبد اللہ کنیت، زبیر بن جعفر متوکل نام، اور المعتز باللہ لقب تھا، اُس کی ماں رومی النسل ام ولد تھی، اور قبیحہ کے نام سے موسوم تھی،

مستقین کی خلافت سے دست برداری کے بعد بروز پنجشنبہ ۲۵۲ھ میں المعتز کی عام بیعت لی گئی، اُس کی خدمت میں وصیف اور بنا حاضر ہوئے اُس نے اُن کو سابق عہدے پر بحال کر دیا، مگر بعد بھی وہ ان دونوں کے خلاف برابر تدبیریں کیا کرتا تھا، چنانچہ آخر سال ۲۵۳ھ میں غلاموں نے ہنگامہ برپا کر کے وصیف کو مار ڈالا۔ ایک شب معتز سوار ہو کر کہیں جا رہا تھا کہ اُسے بنا کی سازش کی اطلاع ملی جس میں معتز کو وہ مبتلا کرنا چاہتا تھا، ناچار بنا فرار ہو کر نواح موصل کی طرف چلا گیا، مگر کچھ دنوں کے بعد ایک چھوٹی کشتی پر سوار ہو کر براہِ دجلہ پوشیدہ طریقے سے پھر واپس آیا، اور معتز کے خلاف کارروائیاں کرنے لگا، لیکن یہ راز بھی ظاہر ہو گیا، اور سرمنِ رائے کے ایک پل پر وہ گرفتار کر لیا گیا اور جب معتز کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو

اس نے اس کے قتل کا حکم دیا، چنانچہ آخر ذی القعدہ ۳۵۸ھ میں قتل ہو کر اس کا سر معتز کے پاس لایا گیا۔

اب صالح بن وصیف نظام حکومت پر سرکار آیا اور تمام معاملات کو خود ہی انجام دینے لگا، لیکن معتز کی طرف سے اس کا دل صاف نہ تھا۔ صالح کو اپنے خلاف کارروائیوں کی اطلاع پہنچا کرتی تھی، بالآخر اُس نے معتز کو قابو میں لا کر، ۲۷ جمادی الثانی ۳۵۸ھ میں معزول کر دیا، اور اسی سال ۳ شعبان کو بمقام سرمن راسی وہ قتل کر دیا گیا۔ اس وقت اُس کی عمر چوبیس سال کی تھی، ہستین کے عزل سے خود اپنے عزل تک اس نے تین سال چھ مہینے اور چوبیس روز حکومت کی۔

حلیہ یہ تھا، رنگ گورا، چہرہ حسین، کالے بال، خوبصورت آنکھیں، وہ اتنا حسین تھا کہ اُس کے حسن و جمال کی نظیر تمام خلفائیں نہیں ملتی ہے، مگر وہ عیش و نشاط میں ہر وقت دو بار ہوتا تھا، اور تدمیر و راکے میں نہایت بے بہرہ تھا، اس کی ماں قبیحہ اور دوسرے لوگ اس کی طرف سے سلطنت کے معاملات انجام دیا کرتے تھے، جس کی وجہ سے ہر ایک کو امور مملکت میں تغلب و تصرف کا موقع ملتا رہا گیا، اور وہ کارنامے سلطنت میں لوگوں کی نظروں سے بالکل اتر گیا۔ اس نے وزارت کے عہدے پر جعفر بن محمود الاسکانی بعدہ عیسیٰ بن فرخ بادشاہ اور یحییٰ بن اسرائیل کو مقرر کیا۔ تمام مراسلات صالح بن وصیف کے نام سے جاری ہوتے تھے یہ شخصوں حکومت میں اُس قدر دخیل ہو گیا تھا کہ وزارت اسی کے لیے نامزد ہو چکی ہے۔ اس کی اکثری میں ”المعتمد باللہ“ کندہ تھا منصب قضا جس بن ابی الشواربجہ کو اور حجابت کے عہدے پر صالح بن وصیف، اور ابی کیاک کو مقرر کیا۔

خلافت مہندی باللہ

ابو عبد اللہ کنیت، محمد بن ہارون واثق نام، اور مہندی باللہ لقب تھا، اس کی ماں رومی النسل ام ولد تھی، جس کا نام قرب تھا، بروز چار شعبان ۳۵۸ھ رجب ۳۵۸ھ میں اس کی پیدائش ہو گئی۔ اس کی حکومت میں صالح بن وصیف دخیل کار اور معاملات سلطنت کا نگران اور کفیل تھا۔

موسیٰ بن بغا الکبیر جو رستے کا عامل تھا، جب یہاں آیا تو اس نے ہندی کی تمام سرگذشت کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھا، ہندی نے اُسے رستے واپس جانے کو لکھا اور چند پیامبر بھی اُس کے پاس بھیجے مگر اُس نے واپس جانے سے انکار کیا، اس کی آمد سرسبز رائی میں خرم لاشہ میں ہوئی تھی، جس وقت وہ اس شہر کے قریب پہنچا، تو صالح بن وھیف روپوش ہو گیا۔

چونکہ موسیٰ بن بغا الکبیر بغیر اجازت کے چلا آیا تھا، اس لیے ہندی اُس سے سخت برہم تھا، اس نے اُس پر نافذمانی کا الزام عائد کیا، بالآخر دونوں نے ائیکدوہتر کی وفاداری اور اخلاص مندی کا عہد و پیمان کیا، اسی وقت صالح کی جستجو لگی اور وہ گرفتار ہو کر ۲۲ صفر سنہ مذکور میں قتل کیا گیا۔

اسی زمانے میں مساور بن عبد الحمید شاری مولیٰ کی وجہ سے جیلہ جبال شہر زور، اور دوسرے شہروں میں حالت نہایت مخدوش ہو گئی تھی، موسیٰ بن بغا نے اُس پر لشکر کشی کی بڑی تیاریاں کیں، اور بایکاک بھی فوج گراں لے کر اُس سے جا ملا، دونوں فوجیں آگے بڑھیں جس وقت مساور کی فوج سے ٹھمبھیر ہوئی، دونوں کی فوجوں نے اُسے سخت شکست دیکر گشتوں کے پتے دکھائے۔ اس عہم کے سر ہونے پر ہندی نے بایکاک کو لکھا کہ وہ مولیٰ کو قتل کر کے اُسکی فوج کو اپنی قیادت میں لے لے، بایکاک نے اس کی اطلاع موسیٰ کو کر دی، یہ خبر معلوم کر کے موسیٰ نے سرمن رائی کی طرف کوچ کیا تاکہ وہ ہندی سے اسکا بدلہ لے، جب وہ دربار میں پہنچا تو وہ گرفتار کر لیا گیا جب اُس کے ساتھیوں نے سخت شورش اور ہنگامے برپا کئے، تو مولیٰ کا سر کاٹ کر اُس کی جماعت کے لوگوں میں ڈال دیا گیا، یہ واقعہ جب سنہ مذکور کا ہے۔

موسیٰ کے قتل ہونے کے بعد اُس کا بھائی ابو نصر بن بغا بھی باغی ہو گیا، اور غلاموں کی جمعیت لے کر سرمن رائی کے باہر فوجی تیاریاں کرنے لگا، ہندی نے اُس کو امان دے کر اپنے پاس بلایا، مگر جوں ہی وہ حاضر ہوا اُسے بھی قتل کر ڈالا جسکی وجہ سے غلاموں نے آمادہ فساد ہو کر ہندی کے خلاف سخت شور و شر برپا کیا، ناچار ہندی اُن سے مقابلے کے لیے مغاربہ، فراغندہ اور اشروسہ کی فوجوں کو لیکر

شہر سے باہر نکلا، اور عوام سے مکک حاصل کی، مگر غلاموں نے اُسے شکست دیکر گرفتار کر لیا، اس جنگ میں اُس نے کئی زخم کاری بھی کھائے، آخر ۱۶۔ رجب ۲۵۲ھ میں بمقام سبز ن رائی وہ قتل کیا گیا۔

اُس کا حلیہ یہ تھا، قدمیانہ، بدن حسین، پیشانی چوڑی، آنکھیں کنبی، پیٹ بڑا، داڑھی لانی، اور سر حنپ لاقما، وہ نہایت متقی تھا، اور تہذیب و شائستگی، علم و فضل، اعتدال و میانہ روی اور امانت و دینداری میں تمام خلفائے بنو عباس میں قریب قریب ویسا ہی تھا، جس طرح خلفائے بنو امیہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز تھے، اس کو ایسی جماعتوں سے سابقہ پڑا جن کی حالت یہ ہو گئی تھی کہ دینی اخلاق کو محورات سمجھ رکھا تھا، اور اور دنیاوی باتوں کے سوا کچھ نہیں چاہتی تھیں۔ ان لوگوں نے اُس کا ناحق خون کر کے اپنی حالت کو خراب اور پر آگندہ کر دیا۔

اس نے باوجود قلیل المدت حکومت کے اپنے زمانے میں ایک جماعت کو وزارت کا عہدہ دیا، اور ہر ایک شخص پر اس کی ذمہ داری عائد کی، چند وزیر کے نام یہ ہیں، جعفر بن محمود اسکانی، محمد بن احمد بن تمار، سلیمان بن وہب، اس کی انگلشتری میں محمد بن امیر المومنین کندہ تھا۔

اُس نے منصب قضا پر حسن بن محمد ابی الشوارب کو اور حجابیت کے عہدہ پر صالح بن وصیف، بعدہ موسیٰ بن بغا، اور عبداللہ بن دکین کو مقرر کیا۔

خلافت معتد علی اللہ

ابوالعباس کینف، احمد بن جعفر متوکل نام، اور معتد علی اللہ لقب تھا، اس کی ماں ام ولد تھی، جس کا نام فقیان تھا، بروز سہ شنبہ ۱۶۔ رجب ۲۵۶ھ میں اسکی بیعت لی گئی، جب یہ تخت نشین ہوا تو امور سلطنت کو پس پشت ڈال دیا اور عیش و طرب اور دنیاوی لذتوں میں مبتلا ہو گیا، جس کی وجہ سے اس کی حکومت کا خاتمہ ہوا جاتا تھا، دفعۃً اُس کا بھائی ابو احمد موفی طلحہ بن جعفر متوکل جس کا لقب ناصر لدین اللہ تھا، تدا بیڑی سیاست سلطانی اور نظام حکومت پر بروئے کار آیا، اور معتد کو ایسا بے دست و پا کر دیا کہ وہ کسی قسم کا فرمان نہیں جاری کر سکتا تھا، اُس نے نہایت خوش اسلوبی سے سلطنت کو

سنبھال لیا، دشمن جو سر پر کھڑے تھے اُن کا قلع قمع کیا، غلاموں کی شوریدہ سری،
نافرمانی، اور کاوشوں کو جو وہ اکثر کیا کرتے تھے، اور جو لوگ کہ اختیار سے باہر
ہو چکے تھے اُن کی اصلاح کی۔ ایک زمانے تک موفق نے امور سلطنت کو انجام دیا،
صفر ۱۱۷۱ء میں مدینۃ السلام میں اُس کا انتقال ہوا

(مسعودی کہتا ہے) معتد نے صفار کے مقابلے میں اپنی افواج لے کر
بروز شنبہ ۳۳ جمادی الاخریٰ ۱۱۷۱ء میں سرمن راعی سے مدینۃ السلام کی طرف
کو چلے گیا، اور ایک مقام پر پہنچا، جو نہر دجلہ کے کنارے سیب اور دیر العاقون
کے درمیان باضطرہ کے نام سے مشہور تھا، یہم یعقوب بن لیث صفار کیساتھ
بروز یکشنبہ ۲ رجب ۱۱۷۱ء میں پیش آئی، اُس نے صفار کو سخت ہزیمت دی
اور اس کا تمام لشکر لوٹ لیا۔

معتد شعبان ۱۱۷۱ء میں سرمن راعی واپس آیا، اور صفار نے جند سیلاب
کی راہ لی جو کورالہ ہواز کے قریب تھا، یہاں وہ شوال ۱۱۷۱ء میں جاں بحق تسلیم ہوا۔
علی بن نجھز نگیوں کا سرغنہ آل ابی طالب کی طرف آپ کو منسوب کرتا تھا
اُس کے قتل کا واقعہ صفر ۱۱۷۱ء میں پیش آیا وہ خلیفہ ہندی کے عہد خلافت
میں وسط شوال ۱۱۷۱ء میں ایک مقام جو برکجل کے نام سے موسوم تھا اور عال بصرہ
کے زیر اثر اور فتح کے ایک گوشے میں واقع تھا علم بغاوت بلند کر کے بصرہ اور
کورالہ ہواز کے اکثر حصے، ارجان کے قریبی مقامات جو سرزمین فارس اور واسط
میں تھے، نمایاں اور جو جرایا کے مشہور مقامات، جو نہر دجلہ کے کنارے واقع تھے،
طفوف اور کوفہ کے مضافات اور دیگر مقامات کو اپنے تصرف میں لے آیا تھا،
جس وقت اُس نے علم بغاوت بلند کیا تھا اُس وقت سے لے کر اُس کے مارے جانے
تک کل مدت جو وہ سال چار مہینے ہوتی ہے، اس معرکہ میں جتنے سرکاری آدمی اور
غیر سرکاری لوگوں میں جس قدر مرد، عورتیں، اور بچے، تیاروں سے مارے گئے،
اُن میں جلے گئے، باقی میں ڈبوئے گئے اور بھوکوں ہلاک ہوئے انکی تعداد میں اختلاف ہے بعض
لوگ دس لاکھ کا تخمینہ کرتے ہیں، لیکن لوگوں کی غالب رائیں یہ ہیں کہ اُن کا شمار نہیں
ہو سکا، کیونکہ کثرت اور بدشویروں کے سبب تعداد معلوم ہونی ناممکن تھی۔

بروز دوشنبہ ۲۶ جمادی الآخری ۱۸۸۷ء میں جس وقت اُس کا سرِ مہمہ کے سامنے
بغداد لایا گیا، تمام شہر کیسے آراستہ تھیں اور جابجا بجے بنائے گئے تھے۔

۱۹۔ رجب ۱۲۹۷ھ میں مہمہ کی وفات بغداد میں ہوئی، اُس وقت اُس کی
عمر چالیس سال اور چند ماہ کی تھی، اور بقول بعض اڑتالیس سال کی تھی، اُس نے
۲۴ سال اور ۳ روز حکومت کی،

اُس کا حلیہ یہ تھا، بدن خوبصورت، آنکھیں بڑی، قد اونچا، نہایت لچیم جسم
دار بھی لالہ، اور سر بڑا تھا، جب وہ تخت نشین ہوا تو اُس کو اپنوں سے خوف اور
غلاموں سے ڈر اُٹھتا تھا، اس وجہ سے اُس نے امور سلطنت کو انعمین لوگوں
کے ہاتھوں میں ڈال دیا تھا، یہاں تک کہ اُسکا بھائی ابو احمد موفق کارائے سلطنت
انجام دینے کے لیے آمادہ ہوا جس کا تذکرہ ہم نے اوپر کیا ہے۔

وزارت کے عہدے پر حسب ذیل لوگوں کو بہ ترتیب مقرر کیا۔

عبید اللہ بن کیمی بن خاقان، حسن بن محمد بن جراح، سلیمان بن وہب،
حسن بن محمد، (دوبارہ وزیر بنایا گیا) ابوالصفراء اسماعیل بن بلبل، حسن بن محمد
(اسے دوبارہ وزارت کا عہدہ ملا) ابوبکر بن صالح بن شیرزاد، اسماعیل بن بلبل
(اسے دوبارہ یہ عہدہ ملا)۔

اُس کی انگشتری میں ابوالمعتدل علی اللہ یعتمد، کندہ تھا، منصب قضایہ
حسن بن محمد بن ابی الشوارب اور اُس کے بھائی علی بن محمد کو اور حجاب کے عہدے
پر یار جوں خ ترکی، کیف خان، حسن جس کا نام حسن بن ترنگ تھا، خطارش اور کتھر کو مقرر کیا،

خلافت معتضد

ابوالباس کینیت، احمد بن طلحہ موفق نام اور معتضد لقب تھا، اس کی ماں
ام ولد تھی، اور حقیر نام تھا، بروز سہ شنبہ ۱۸۔ رجب ۱۲۹۷ھ میں اس کی بیعت لیگئی
اور بروز یکشنبہ یا سہ شنبہ ۲۲ یا ۲۴۔ ربیع الاول ۱۲۹۷ھ میں بغداد میں اسکا انتقال
ہوا، اُس وقت اُس کی عمر ۲۷ سال کی تھی، اس نے نو سال اور نو چھینے اور بائیس
روز حکومت کی۔

اس کا حلیہ یہ تھا، نحیف الجسم، لوگوں میں میانہ قدر نظر آتا تھا، دائرہ خوبی بصورت
 و خسار سے چھوٹے اور خضاب سے بالوں کو سیاہ کرتا تھا، کسی واقعے
 کے ہوتے ہی بخلا بیٹھتا۔ کاموں میں اتیری پسند نہ کرتا، تنہا امور سلطنت
 کو انجام دیتا، اور اخیر کبریٰ تامل کے اپنی تدابیر عمل میں لاتا تھا، اس نے نہایت ضابطہ
 آئین، تختہ کاری و تجربہ اور پوری قوت کے ساتھ حکمرانی کی، غلام جو برابر شور و غوغا
 اور ہنگامے برپا کیا کرتے تھے اُن کی بڑھتی ہوئی طاقت کو روک دیا۔

اسماعیل بن ہبل کو قابو میں کر کے وزارت کا عہدہ علیہ اللہ بن سلیمان
 بن وہب کو دیا، پھر قاسم بن عبید اللہ کو وزیر بنایا۔ اس کی انگشتی میں "الحمد
 للہ الذی لیس کمثلہ شیئ" و هو خالق کل شیئ" کندہ تھا۔

منصب قضا پر ابواسحاق اسماعیل بن اسحاق بن اسماعیل بن حماد بن
 مولیٰ ہاشم از دی کو مقرر کیا یہ مالکی المذہب تھے، پھر یوسف بن یعقوب جو قاضی
 اسماعیل کے چچا زاد بھائی تھے، اور ابو خازم عبد الحمید بن عبد العزیز جنفی بصری
 کو مشرقی حمالک کے عہدہ قضا پر مامور کیا، اور حجابت کے عہدے پر صالح الامین
 اور اس کے بعد حنیف سمرقندی کو مقرر کیا۔

بنو العباس میں سفاح اور منصور کے بعد اس وقت تک جتنے خلیفہ ہوتے
 آئے ہیں اُن میں سب مستعین اور معتضد کے سب کے باپ خلیفہ تھے۔

خلافت مکنتی باللہ

ابو محمد کنیت، علی بن احمد معتضد نام اور مکنتی باللہ لقب تھا، ماں ام ولد تھی چھوٹی
 نعت تھا اور اُس کو لوگ خاضع کہتے تھے، معتضد کی وفات ہوتے ہی اس کی بیعت
 کی گئی، اور وزیکشنبہ ۱۳۰۔ ذی القعدہ ۱۵۰ میں مدینۃ السلام میں اس کا انتقال
 ہوا، ۳۱ سال اور ۶ ماہ کی عمر پائی تھی، بعض روایتوں میں ہے کہ اس کی عمر اس سے
 زیادہ تھی ۶۰ سال اور ۱۹ روز اُس نے حکومت کی۔

حلیہ یہ تھا، نحیف الجسم، گندمی رنگ، پیچھے آنکھیں، دائرہ خوبی اور سر کے
 بال دراز اور خوبصورت تھے، چہرہ حسین اور باغ از مناسب تھا۔

کسی طرف ظاہر نہیں ہوتا تھا، اسی دوران میں لوگ دمشق کے اطراف و جوانب غوطہ اور دوسرے مقامات سے آکر قزملی جماعت میں شریک ہوتے رہے اور اُسکے قوت بازو بن گئے تھے، مصری فوج نے بھی اُس سے ساز و باز کر لیا، جب طبع کی فوج مقابلے کے لیے حریف کے سامنے آئی تو کوکنار دیکھ کر بہت مشہور مقامات میں جو دمشق سے ایک دن کے فاصلے پر تھے غرہ رجب سال رواں میں کھمان کی لڑائی ہوئی، قزملی مارا گیا، اور مصریوں کو بھی شکست ہوئی، جماعت قرامطہ نے قزملی کے بھائی ابو الحسن کے ہاتھ پر بیعت کر کے ازمنہ نو دمشق کا محاصرہ کیا، اور شب و روز اہل دمشق کے ساتھ سرگرم پیکار رہنے لگے۔ دمشق کے حاکم نے شہر کو قرامطہ کے حوالے کیا، اور رعایا کو اُن کے حال پر چھوڑ کر دوسری جگہ چلا گیا، قزملی نے بھی اسی سال روز یکشنبہ ۱۳۔ رجب کو وہاں سے کوچ کیا، اور حمص پہنچ کر حمیران ہوا، یہاں سے اپنی جمعیتوں کو شہر حلب کی طرف جو دمشق کے تحت تھا روانہ کیا، ان لوگوں نے وہاں پہنچ کر شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔

یہ خبر سن کر مکتفی اپنی افواج کو لیے مدینۃ السلام سے نکلا اور ابو الاعز خلیفہ بن مبارک بن خلیفہ سلمیٰ کو مقدمۃ الجیش بنا کر روانہ کیا، وہ یہاں سے چل کر شہر حلب کے سوا دیں پہنچا، قزملی نے ایک دستہ فوج کا اُسکے مقابلے پر بھیجا، ابو الاعز کی فوج قزملی سے زیادہ تھی، یہ واقعہ ۲۰۔ رمضان سنہ رواں میں پیش آیا۔

جب جنگ پھڑپی تو مکتفی کی افواج نے کشتوں کے شیشے لگائے اور بے شمار قرامطہ کو گرفتار کیا، اور جو بیچ رہے تھے اُن میں باہم بھڑپڑ چکی تھی، قزملی نے ایسے زلفا کو چھوڑ دیا اور روپوش ہو کر کوفہ کی راہ لی۔ والیہ جو ولایات رجبہ اور سقنی الفرات کے ماتحت تھا اُس کے والی نے قزملی کو گرفتار کر لیا، اُس وقت قزملی کے رفقاء میں صرف چار یا پانچ آدمی ساتھ رہ گئے تھے، وہ مکتفی کے پاس رہنے بھیجا گیا، اور روز دوشنبہ ۲۶ محرم سنہ مذکور میں اُسکے سامنے پیش کیا گیا۔ اسی سال روز دوشنبہ یکم ربیع الاول کو مکتفی لباس فاخرہ میں آراستہ ہو کر با جاہ و جلال قزملی اور اُس کے اسیر زلفا کو ساتھ لیے ہوئے مدینۃ السلام میں داخل ہوا کچھ روز کے بعد محمد بن سلیمان بھی بقیۃ افواج اور قرامطہ اسیروں کیساتھ

جوشام میں ایک ایک کر کے گرفتار کئے گئے تھے آہنچا،
پرائی عید گاہ کے متصل اور مدینۃ السلام سے شرفی جانب ایک پرفضا بیتلا
اور ہموار میدان خاصکرتیا رکھا گیا تھا، ۲۳۔ ربیع الاول سنہ جاری میں قرمطی اور
اُس کے ساتھیوں کے خون سے میدان لالہ زار بنایا گیا، قرامطہ نے عام خلقت
کو تباہ کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا، اس لئے فوج و شادمانی کا یہ اہم واقعہ تھا
عام و خاص سب لوگوں نے بھی خوشیاں منائیں۔

قرامطہ نے شام میں طولونی افواج کے پر خچے اڑا دیئے تھے، اس وجہ سے
محمد بن سلیمان کو مصر کی طرف بڑھنے اور فتح کرنے کا اچھا موقع اٹھ آیا، روزِ بخشنہ یکم ربیع الاول
۲۹۲ھ میں وہاں پہنچ کر اُس نے آل طولون کی رہی ہستی قوتوں کو مٹا دیا اور اُن کی
شیرازے کو منتشر کر کے اس حکومت کا خاتمہ کر دیا، آل طولون کی کل ۷۷ سال پانچ ماہ
اور سات روز تک حکومت رہی۔

۲۹۳ھ میں بنو کلب میں ایک اور قرمطی جس کی کنیت ابو غانم تھی شام کے
نواح میں نمودار ہوا، اُس کی تحریک نے زور پکڑا اور روز بروز اُس کے پیروں بڑھتے
گئے اور اذرعات، بصری، حوران، اور بقیۃ کے اطراف میں جو دمشق کے ماتحت
علاقے تھے پھیل گئے، یہ لوگ یہاں کے باشندوں کو لوٹے، خون ریزی اور قید کرتے
ہوئے طبریہ کی طرف جو بلادِ اردن میں واقع تھا چلے گئے، اور اس شہر میں بزورِ دھم
ہو کر کثرتِ افواج، رعایا اور یہاں کے سردار جعفر بن ناعم کو تہ تیغ کیا۔

یہ سن کر خلیفہ نے حسین بن ہمدان تغلبی کو اُس کے مقابلے پر بھیجا، ایک مشہور
مقام خندف پر جو دمشق کے ماتحت تھا اُس کا قرامطہ سے مقابلہ ہوا، دونوں میں خوب
معرکہ اڑایا، ہونٹیں، ایک دوسرے پر فتح پانے کی کوششیں کرتا رہا، آخر حسین اپنے
حریفوں پر غالب آیا، اور اُن کو کھلے میدان میں شکست دی، یہ واقعہ اسی سال شبان کا ہے
جس کی طرف بنو کلاب کے ایک شاعر نے اپنے شعر میں اشارہ کیا ہے۔

لولا حسین یوم وادی خندف، وخیلہ ورجلہ لوتشف

نفس امیر المومنین المکتفی

اگر خندف کے معرکہ میں سوار اور پیدل فوجوں کو لے کر حسین مقابلہ نہ کرتا تو امیر المومنین کتنی

کی روح کو شکس نہ ہوتا

یہ نظم طویل ہے، کہنے والے نے اس واقعے کے ہیرو، معرکے کے تمام حالات اور شام میں قراقرط کے کارناموں کو مفصل بیان کیا ہے۔

قرمطی ہزیمت اٹھا کر ہیت چلا گیا، اور دہان کے باشندوں کو قتل کر کے شہر میں آگ لگا دی، پھر دہان سے ناحیۃ البحر کی طرف روانہ ہوا۔ کتنی نے چند سہ سالاروں کو اس کے تعاقب میں بھیجا، جن میں محمد بن اسحاق بن کنداجیق اور موسیٰ خازن ملقب بہ فحل بھی تھے، شاہی افواج نے باغیوں کا حاصہ کر لیا، یہ حالت دیکھ کر بنو کلب میں تشویش پیدا ہو گئی اور ان کو اپنی جانوں کے لئے پڑ گئے، آخر ان میں ایک آدمی اٹھا اور دھوکا دے کر قرمطی کو جان سے مار ڈالا، اور اسی رات کو غنچ مشی کے نیچے دبا کر سب کے سب غائب ہو گئے۔

بنو کلب کا ایک سردار جس کی کنیت ابو ذؤبیہ قرمطی کے سر اور دونوں تھیلیوں کو کاٹ کر محمد بن اسحاق بن کنداجیق کے پاس لایا، جس نے ابو ذؤبیہ کو ان تمام حالت کے ساتھ دربار شاہی میں بھیج دیا، اور ۵ شوال سنہ جاری میں دربار خلافت میں سر پیش ہوا۔

ذکر یہ کہ ہمدانی کی بغاوت بنو کلب اور دوسرے قبائل میں سالاروں میں شروع ہوئی تھی، ایک مشہور مقام صوآر کا یہ رہنے والا تھا جو قادیسیہ سے براہِ خشکی عرضاً جازیل کے فاصلے پر واقع ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ شخص جس قرمطی کا ہم نے اوپر بیان کیا ہے اس کا باپ تھا۔ اس کی تحریک شام میں ظاہر ہوئی تھی اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ مضافات کوفہ میں تحریک قراقرط کا بانی اور عبداللہ کی بغاوت سے پہلے تھا، بہر حال وہ اس سال ۱۰۰ ذی الحجہ کو مصلیٰ کوفہ میں آیا، اس وقت کوفہ میں اسحاق بن ابراہیم، اور اسحاق بن عمران حاکم تھے، رعایا اور شاہی ملازمین نے اس کا مقابلہ کیا مگر اس نے انھیں شکست دے کر بہتوں کو قتل کر ڈالا۔

اسحاق بن عمران نے دربار خلافت سے کمک مانگی، خلیفہ نے راتوں متضد نیز بشر افشینی، اور جنی صفوانی دو خادموں کی سرکردگی میں کوفہ فوج روانہ کی ہوا۔

کے قریب پہنچ کر غنیم سے مقابلہ ہوا مگر نتیجہ برعکس نکلا۔ دشمن نے فوج کے بڑے حصے کو تباہ کر دیا، یہ واقعہ آخر ذی الحجہ میں رونما ہوا۔

ایکے بعد دوسرے قافلے آئے والے حاجیوں کے قافلوں کی کہیں کہیں تباہی کا سب سے پہلے خراسانی قافلہ کو واقعہ کی منزل پر جا کھیرا، یہ قافلہ بہت بڑا تھا اس کو لوٹ کر قافلہ کی دوسری منزل کی طرف بڑھا اس کا نام عقہ تھا، اس نے یہاں شاہی قافلہ پر چھاپا مارا، مبارک فوجی، اور ابو العشار احمد بن نصر عقبی قافلہ سالانہ تھے، آخر انڈر شاہی سرحد کا حکم تھا، قمر مطی نے ان دونوں سردار، تمام امر اور عوام کو قتل کر کے یہاں سے تیسرے شاہی قافلہ کی طرف جو بہر کے مشہور تھا طبع میں پڑا ہوا تھا گیا اور اس کو بھی تاخت و تاراج کیا، یہ علاقہ ریگستان میں تعلیمیہ اور شقوق کے درمیان واقع ہے، قافلہ میں افیس مولدی، احمد بن سیاء، نزار اور وسالار قافلہ اور ہر ملک اور ہر طبقے کے لوگ تھے، قافلہ کے پچاس ہزار سے زیادہ آدمیوں کو اس نے قتل کیا اور اس سے پہلے دوسرے قافلوں میں جس قدر خول، ریزیاں کی تھیں ان کے مقتولین کی تعداد علاوہ ہے۔

یہ خبر سن کر قادیسیہ سے وصیف بن صوارنگین خزری اور قاسم بن سہیل کی سرکوبی کے لیے جنی شیبان کی ٹڈی دل فوج لے کر روانہ ہوئے، اس مہم میں امرا بھی شریک ہو گئے تھے، کوفہ اور بصرہ کے درمیان آدم ایک مشہور جگہ پر جہاں قافلہ لانی لینے کے لیے ٹھہر کر رہتے تھے روز یکشنبہ ۲۴۔ ربیع الاول ۲۹۴ھ میں طغیان کا مقابلہ ہوا، اور گھسان کی لڑائی ہوئی، انجام کار کربہ کی جماعت نے ہزیمت اٹھائی، اور نام باغی بہ زور گرفتار کئے گئے، قمر مطی بھی اسیر ہوا انکے کئی زخم کاری لگے تھے وہ جاں بزنہ ہو سکا دوسرے روز اس نے دم توڑ دیا۔ اس کی لاش اونٹ پر اندھ کر مدینۃ السلام بھیج دی گئی، اور تمام قیدی اور مقتولین کے سر بھی روز دو شنبہ ۲۹۔ ربیع الاول سنہ مذکور میں وہاں روانہ کئے گئے۔

خلافت مقتدر

ابو الفضل کینت، جعفر بن احمد معتضد نام اور مقتدر لقب تھا، بعض لوگوں کا

خیال ہے کہ اُس کا نام اسحاق ہے، وہ متوکل کے ہم شکل تھا اس لیے اُس کا نام بھی جعفر ہو گیا، اُس کی ماں ام ولد بھی، روم کی باشندہ اور شعب نام تھا، روز یکشنبہ ۱۳۔ ذی القعدہ ۲۹۵ھ میں اُس کی بیعت لی گئی۔

اس کی خلافت کو چار مہینے گزرے تھے کہ اہل دفتر اور سپہ سالاروں کی ایک جماعت نے جس میں حسین بن حمدان بن حمدان تغلبی، وصیف بن صدار گمین خزری، محمد بن داؤد بن جراح، اور علی بن عیسیٰ سرداران لشکر اور ممتاز اہل دفتر تھے، اُسے معزول کر کے عبد اللہ بن المعتز کی بیعت لی۔ اس سلسلہ میں حسین بن حمدان، عباس بن حسن کے ہاتھ سے مارا گیا، اور فاطمہ بنت معتدی بھی جو ابن حمدان کی مدد کو آیا تھا مقتول ہوا۔ عام لوگ مقتدر کو معزول سمجھ کر ۱۵۔ ربیع الاول روز شنبہ ۲۹۶ھ کو ابن المعتز کی بیعت کرنے لگے، ایک رات دن اسی طرح حالت گزری تاہم مقتدر دار الخلافہ سے نہ جدا کیا گیا اور نہ تخت خلافت سے اتارا گیا، چند خاص شاہی غلاموں نے ابن المعتز کی جماعت سے مقابلہ کیا اور لڑکر انھیں اُلٹے پاؤں پر گاندہ بھاگنے پر مجبور کیا، اس ہنگامہ میں بہت سے لوگ کام آئے اور ابن المعتز گرفتار ہو کر قتل کیا گیا، جس سے مقتدر کے لیے مطاع صاف ہو گیا، مگر کچھ روز کے بعد مقتدر پھر معزول کیا گیا اور تخت خلافت سے اتار کر نصف محرم ۳۰۱ھ میں دار الخلافہ سے جلا وطن کیا گیا، اور اُس کے بھائی قاہر کی بیعت لی گئی کہ وہ تخت پر جلوہ افروز ہوا اور خلافت کی امانت اُس کے سپرد کی گئی۔

مقتدر کے معزول کرنے میں جو لوگ سامی تھے اُن میں ابو الہیجا عبد اللہ بن حمدان بن حمدان، انازوک معتدی، سربر آوردہ سپہ سالار اور فوج کے ممتاز آدمی تھے، مونس خادم بھی بادل ناخواستہ شریک ہو گیا تھا، مگر پیدل فوج کے چند آدمیوں نے مزاحمت کی اور گھوڑوں میں گھس کر نازوک کو جان سے مار ڈالا، اور زور زور سے مقتدر کا نام پکارا، اسی ہنگامہ میں ابو الہیجا بھی مارا گیا۔

مقتدر کے متبعین اور خاص لوگوں نے پھر اُس کی بیعت کی، دوبارہ اُس کو تخت پر بٹھایا اور از سر نو لوگوں سے بیعت لی گئی، اور بظاہر تمام رکاوٹیں دور کر دی گئیں یہ واقعہ اس سال کی، ۱۱۔ محرم روز دوشنبہ کا ہے۔

مگر گچہ روز کے بعد مقتدر اور مونس خادم کے تعلقات سخت کشیدہ ہو گئے، مونس مصل چلا آیا اور فوج کے بڑے حصہ کو ملا کر مدینۃ السلام پر حملہ کرنے کو بڑھا، مقتدر بھی اپنی وفادار فوجوں کو لیے ہوئے مقابلہ کے لیے نکلا مگر مدینۃ السلام سے باہر شامیہ کے قریب مقتدر مارا گیا، یہ واقعہ ۲۷۴ شوال روز چہار شنبہ ۲۷۴ء کا ہے اس وقت اس کی عمر ۳۲ سال ایک ماہ اور ستروہ روز کی تھی۔

اس کا حلیہ یہ تھا، قد میانہ ذرا چمکا ہوا، آنکھیں جھوٹی، گندم گون رنگ، خوبصورت چہرہ، داڑھی خوشنما اور سرخی مائل تھی، بچپن میں اسے حکومت ملی تھی، اس لیے نہایت سادہ لوح، عیش پسند اور نا آزمودہ کار تھا، سلطنت کے حالات سے بے خبر رہتا تھا، امراء و وزراء اور اہل دفتر امور سلطنت انجام دیتے تھے، وہ خود کسی معاملہ میں گروہ کشائی نہیں کر سکتا تھا، تدبیر اور سیاست کے اوصاف سے بالکل بے بہرہ تھا، عورتیں، خدام اور دوسرے لوگ سلطنت کے معاملات میں بہت زیادہ دخل ہو گئے تھے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے ملک میں بد نظمی پھیل گئی تھی، حکومت کے خزانوں میں جس قدر دولت اور ساز و سامان تھا سب صاف چور کیا تھا جس کی وجہ سے خزانہ برباد ہونے لگیں، حالات بالکل بگڑ گئے، اور خلافت کے بہت سے رسوم مٹ گئے۔ (مسعودی کہتے ہیں) ہمارے زمانہ شکستہ ایک جو طبع کی خلافت کا عہد ہے بجز جعفر متکفل اور جعفر مقتدر کے اس نام کا کوئی خلیفہ نہواہ اور بنو عباس میں نہیں گزرا ہے، اور ان دونوں کا قتل بھی ماہ شوال ہی میں واقع ہوا۔

اس کتاب کے گزشتہ صفحات میں ہم نے بیان کیا ہے کہ متکفل ۳۔ شوال روز چہار شنبہ ۲۷۴ء میں مقتول ہوا تھا، اس وقت کسی قسم کا فتنہ برپا نہیں ہوا اور نہ تلواریں نیام سے برہنہ کی گئیں، مگر مقتدر ۲۔ شوال روز چہار شنبہ کو اپنی ہی طرفدار جماعت کے خاص غلاموں کے ہاتھوں سے مارا گیا، یہ بھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ اسے خود اس کے باپ معتقد کے غلاموں نے قتل کیا۔

مقتدر کی وفات اور اس کے دور حکومت میں وہ باتیں پیدا ہو گئی تھیں جن کی مثال تاریخ اسلام میں نہیں ملتی ہے۔

اول یہ کہ وہ اتنی عمر میں خلیفہ بنایا گیا، کہ تمام خلفاء اور سلاطین اسلام میں جلوس

کے وقت اتنی عمر کسی کی نہ تھی جس وقت اُسے حکومت ملی ہے اُس کی عمر تیرہ سال دو ماہ اور تین روز کی تھی۔

دوم اُس نے پندرہ روز کم پکیں برس تاکہ حکومت کی، اس سے پہلے کسی بادشاہ اور خلیفہ اسلام نے اتنی مدت تک حکومت نہیں کی ہے۔

سوم اُس نے اپنے دور حکومت میں بارہ وزرا مقرر کئے، جن میں بعض نے دوبارہ اور بعض نے سب بارہ وزارت کی خدمات انجام دیں، اس سے پہلے کسی عہد میں وزیر کی تعداد اس حد تک نہیں پہنچی ہے،

چارم اس کے عہد میں معاملات اور نظم و نسق میں عورتیں بہت زیادہ ذیل ہو گئی تھیں، اس کی ماں کی خادمہ مثل فہرمانہ مشہور تھی، اور ہر خاص و عام کے مظالم کی تحقیقات کے لیے اجلاس کرتی تھی، اس کے دربار میں وزیر، میشرشی، قاضی اور اہل علم حاضر ہوتے تھے۔

پنجم اُس کے زمانہ اسلام میں حج بیت اللہ ملتوی ہو گیا تھا، اور کسی کو حج کرنے کا موقع نہیں ملا، کیونکہ ابوطاہر سلیمان بن بہرام جہانی قرمطی جو بچوں کا حاکم تھا۔ ذی الحجہ روز دوشنبہ کو مکہ معظمہ پہنچ چکا تھا، اسلام کی تاریخ میں ہجر اس سال کے اور کبھی حج ملتوی نہیں کیا گیا تھا، ان باتوں کے علاوہ اس کے عہد میں اور بہت سے واقعات ظہور پذیر ہوئے۔

مقتدر نے عباس بن حسین کو جس طرح مکتفی کے عہد میں وزارت کے عہدہ پر تھا قائم رکھا، مگر جب عباس مارا گیا تو حسب ذیل لوگوں کی طرف بہ ترتیب ذیل وزارت منتقل ہوئی۔

علی بن محمد بن موسیٰ بن فرات، محمد بن عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان الملقب بہ دق صدرہ، علی بن عیسیٰ بن داؤد بن جراح، علی بن محمد بن فرات (دوبارہ وزیر بنایا) حامد بن عباس، علی بن محمد بن فرات (سہ بارہ وزیر بنایا گیا) عبد اللہ بن محمد بن عبید اللہ خاقانی عبد اللہ کو وزارت اُس وقت ملی تھی جب اُس کا باپ محمد بن عبید اللہ زندہ تھا مگر بیٹے کو عہدہ وزارت پر فائز ہوئے بارہ روز گزرے کہ باپ کا انتقال ہوا، اُس کی وفات روز دوشنبہ وقت عصر ۲۲۔ ربیع الاول کو اور بقول بعض ۲۳۔

اوائل میں ہوئی، اس وقت تک عبداللہ آخری شخص تھا کہ باپ کی زندگی میں وزارت کے عہدہ پر سرفراز کیا گیا۔

اس کتاب کے گزشتہ واقعات کے ضمن میں ان لوگوں کا تذکرہ ہم کر چکے ہیں جنہیں باپ کی زندگی میں وزارت ملی تھی ان کے نام یہ ہیں۔

ابوسلمہ حفص بن سلیمان خلّال، عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان عباس بن حسن بن ایوب، یقینہ اشخاص جو مقتدر کے عہد میں وزیر بنائے گئے تھے ان کے نام حسب ذیل ہیں۔

احمد بن عبید اللہ خصیبی، علی بن علی (دوبارہ وزیر بنایا گیا) ابو علی بن محمد بن علی بن مقلہ، سلیمان بن حسن بن مغلّہ بن جراح (علی بن علی کا ابن عم تھا) عبید اللہ بن محمد کلّاذانی، حسین بن قاسم بن عبید اللہ بن سلیمان بن وہب، فضل بن جعفر بن موسیٰ بن فرات،

مقتدر کی انگشتی میں دو المقتدر باللہ،، کندہ تھا۔

منصب تصا پر جن لوگوں کا تقرر عمل میں آیا ان کے نام یہ ہیں،

محمد بن یوسف بن یعقوب، مشرقی سمت اور کرخ کے لئے مقرر کئے گئے تھے، ترقی کر کے قضا، القضاۃ کا درجہ حاصل کیا، جب ان کی وفات ہوئی تو ان کے صاحبزادہ عمر بن محمد بن یوسف کو یہ عہدہ عطا کیا گیا، اور تقریباً ہی سمت شرقی اور کرخ کے لئے عمل میں آیا، مینۃ المنصور اور ماتحت علاقہ جات کے لیے یہ لوگ بہ ترتیب ذیل مقرر کئے گئے۔

عبد اللہ بن علی بن ابی الشوارب، ان کے صاحبزادہ محمد بن عبد اللہ، عمر بن حسن (اشبانی کے نام سے مشہور تھے بعد کو ان کا عہدہ توڑ دیا گیا) حسن بن عبد اللہ بن ابی الشوارب، عمر بن محمد بن یوسف۔

محابت کے عہد کے پرہیزگار سوسن مولیٰ، نصر قشوری، یاقوت اور رائق کے دو بیٹے ابراہیم اور محمد مقرر کئے گئے۔

(مسعودی کہتے ہیں) اہم حوادث اور غیر معمولی واقعات جو مقتدر کے

عہد میں رونما ہوئے ان کی کوئی مثال پیشتر اسلام میں نہیں ملتی ہے۔ اس لیے اہم

واقعہ یہ ہے کہ ابو طاہر سلیمان بن حسن بن بہرام جہانی حاکم بحرین چار سو سوار جن کی سواری میں چار سو گھوڑیاں تھیں، اور پانچ سو آدمیوں کی پیدل پلیش کے ساتھ احصاء (بحرین میں واقع ہے) سے بصرہ پہنچا، اور شب کے وقت شہر میں گھس کر سبکدوشی، اُس کے رفقاء اور رعایا میں جس جس سے اس کا سامنا ہوا قتل کرتا گیا، یہ واقعہ شبِ پُنجشنبہ ۲۵ یا ۲۶ - ربیع الاول ۳۸۵ھ اور بقول بعض شبِ دوشنبہ ۲۴ ربیع الاول کا ہے، ابو طاہر کی جماعت چھ راتوں میں احصاء سے بصرہ پہنچ چکی تھی، لوگ خوف سے بھاگ بھاگ کر ابلہ مفتوح، شطوط، انہار، جزائر، اور دوسرے مقامات میں چلے گئے تھے، شہر میں سترہ روز گھر کر جو کچھ مال سمیٹ سکی اُس کو لے کر اپنے گھروں کو واپس آگئی، پھر حجاج کے قافلوں کو جو مکہ معظمہ سے واپس آ رہے تھے تعلبیہ کے قریب ہسیر کے نوح میں جا کر روکا، اُس وقت یہ جماعت پانچ سو سوار اور چھ سو پیدل آدمیوں پر مشتمل تھی، اُس کے قافلہ کے سردار، خواص اور عوام لوگوں کے خون سے زمین کو رنگین کر کے ابو الہیجا عبداللہ بن محمد بن حمزہ امیر قافلہ، احمد بن محمد بن شمر دین ممتاز حضرات اور ہر طبقہ کے بہت سے مرد اور عورتوں کو گرفتار کر لیا، شمسہ اور تمام مال و اسباب جس کا شمار و اندازہ کسی طرح نہیں کیا جاسکتا تھا لوٹ لیا، یہ واقعہ یکشنبہ ۱۹ محرم ۳۸۵ھ کا ہے۔

۳۸۵ھ میں ابو طاہر نے حجاج کے قافلوں کی جو جگہ کے لئے گھروں سے نکلے تھے ناکہ بندی کی، اس وقت بھی اُس کی جماعت کی تعداد پانچ سو سوار اور چھ سو پیدل آدمیوں پر مشتمل تھی، قافلہ کے بعض آدمیوں پر اُس کا داؤں چل گیا، مگر باقی لوگ کوفہ اور مدینۃ السلام سے واپس چلے گئے، ابو طاہر نے بھی کوفہ کا رخ کیا، یہاں اس کا اُن بڑے لوگوں سے مقابلہ ہوا جو دربارِ خلافت سے جنگ کے لئے بیٹھے گئے تھے، جن میں یہ لوگ تھے، جعفر بن ورقاء ثنیانی، جبن صفوانی، خادم مولیٰ ابن صفوان غفیلی، شامی سرحد اور انطاکیہ کا حاکم ثعلبی، خادم دلفی طریفی، سکری خادم، اسحاق بن شیرین سکری، ان کے علاوہ فون کے سردار ان تھے، اُس نے ان لوگوں کو بھی شکست دی، بے شمار آدمیوں کو قتل کیا، اور حتی صفوانی کو لوگوں کے ساتھ گرفتار کر لیا، یہ واقعہ اسی سال یکشنبہ ۱۰ ذی القعدہ کا ہے۔

کوفہ سے مال و اسباب اور اپنے اہل خانہ ان کو لے کر احسا واپس چلا گیا، اور کوفہ ایک شخص کے حوالہ کر گیا، جس کا نام اسمعیل بن یوسف بن محمد بن یوسف المعروف بہ اخصہ صاحب یا مہر بن ابراہیم بن موسیٰ بن عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب تھا۔

ابوطاہر کے مقابلہ کے لیے ابوالقاسم یوسف بن ابی سبلح اپنی افواج لیکر واسط سے روانہ ہوا یہ آذربائیجان، ارمینیہ، اتران، بلیقان وغیرہ ممالک کا حاکم تھا بارگاہ خلافت سے یہ واسط بھیجا گیا تھا تاکہ فوجی تیاریاں کر کے بحرین کی طرف فوج روانہ کرے، ابھی یہ واسط میں تیاریاں کر رہا تھا کہ کوفہ پر حاکم بحرین کی جرحطائی کی خبر ملی، وہ فی الفور اس کے مقابلہ کے لیے نکل کھڑا ہوا، ابوطاہر آگے بڑھ کر ایک مقام پر جو خورنق کے نام سے مشہور تھا اتر آ، اور اس پر اپنا قبضہ کیا، ابن ابی سلاج بھی دو سہرے روز ابوطاہر کے پاس ہی پاس ایک مقام پر آ ٹھہرا جو بین النہرین کے نام سے مشہور تھا، اور قریہ حروراء کے متصل واقع تھا، اسی حروراء کی طرف خراج کے فرقہ حروریہ کی نسبت کی جاتی ہے، الغرض ابوطاہر اس قریہ اور کوفہ کے درمیان حائل ہو گیا تھا۔

۹۔ شوال روز شنبہ ۳۲۵ھ کو دو جماعتوں میں موکرہ کارزار گرم ہوا۔ ابن ابی سلاج گرفتار ہو گیا، اس کی فوج کے پرچھے اڑا دیئے گئے اور تیس ہزار سے زیادہ سوار اور سیدل آدمی کام آئے، اس کے علاوہ اس کی فوج کا متد بہ حصہ راستہ ہی سے جدا ہو گیا تھا اور ایک حصہ ابھی پیچھے رہ گیا تھا، حاکم بحرین کے تقریباً دو ہزار آدمی مار گئے جن میں زیادہ تر سیدل تھے۔

ابوطاہر کوفہ سے انبار آیا، اور اس کو اپنے قبضہ تصرف میں لایا، ساتھ کے کچھ لوگ دریائے فرات کو پھانڈ کر مشرقی سمت میں جا پہنچے، اور انبار کے سپہ سالار اور اکابر لوگ مثلاً حارثی، یرغوث، ابن ہلال، محمد بن یوسف حروری کو قتل کر دیا، یہ واقعہ اس سال شنبہ ۳۔ ذی قعدہ کا ہے۔

ابوطاہر نے دریائے فرات پر ایک پل بنایا، اور اپنی جمعیت نیز اہل خانہ ان کو ہمیں چھوڑ کر حموراء کے ایک دستہ کے ساتھ انبار سے گزرتا ہوا شاہی دربار تک

جانا چاہا اور زبانا کہ جو ایک جھوٹی نہر تھی بڑھتا چلا گیا، یہ نہر عفر قوق مشہور
بھاڑی سے ایک فرسخ کی بلندی پر ہے، اور مدینۃ السلام سے اسکی مسافت
ایک دن سے بھی کم ہے۔

مونس خادم، انصر حاجب المعروف تشوری، اور ابوالہیجا و عبد
بن حمدان (جو ابن ابی سلج کے مقابلے سے پہلے چھوٹ چکا تھا اور اس کے ساتھ
قیدی بھی رہا ہو چکے تھے جن کے نام ہم نے اوپر دیے ہیں اور دربار خلافت
تمام شاہی لشکر اسی نہر پر رہا تھا، جب انھیں ابوطاہر کے نزدیک آنے کی اجازت
ہوئی تو نہر کا پل کاٹ دیا، یہی نہر دونوں فریقوں کے درمیان حد فاصل
گئی، ابوطاہر کی پیدل فوج کے چھ آدمی پانی میں اتر آئے تھے مگر ان پر دوسرے
سمت سے پتھروں کی بوجھلڑی پڑنے لگی، یہ واقعہ اسی سال ۱۲- اور ۱۳- ذی
حجہ، چار و ناچار اس نے آواز واپس جانے کی ٹھہرائی۔

مونس نے اپنے غلام یلیق کو تقریباً تین ہزار اور بقول بعض سات ہزار
فوج کے ساتھ قصر ابن ہشیرہ کے راستہ پر مستقر کیا، جو کوفہ جاتے ہوئے راہ
میں ملتا ہے، یہ لوگ فرات کے جس سرسور کو عبور کر کے براہ خشکی روانہ ہوئے۔
اور راستہ کتر کے ابوطاہر کی جمعیت تک پہنچنے کی کوشش کی، بعض ممتاز آدمیوں
نے پانی میں اتر کر ابوطاہر کے بنائے ہوئے پل کو جلا ڈالا، جس کے جل جانے
سے وہ نہر کی مشرقی سمت میں رہ گیا، اور اس کی جماعت نہر کی غریب جانب
تھی، اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ خود اسی نے نہر کو عبور کر کے پل کاٹ
دیا تھا، جب اس نے یلیق کی آمد کی خبر سنی تو ایک جھوٹی کشتی میں دس آدمیوں
کے ساتھ دریا کے فرات کو طے کیا۔ جس میں اس کے تین بھائی بھی تھے بقول
لوگ تیر کر فرات کے پار ہو گئے، اور بھاگ کر اپنی جماعت سے جا ملے، ابوطاہر
کے دو بھائی ابوالعباس فضل اور ابویقوب یوسف اپنی جماعت ہی میں تھے
جب انھیں یلیق کے نزدیک آنے کی خبر ملی اسی وقت انھوں نے ابن ابی
کوفہ قوق کو قتل کر دیا۔

یلیق آہنچا اور ان لوگوں سے سرگرم پیکار ہوا، مگر اس کے بہت سے آدمی

مارے گئے، خود اُس کی جان بچ گئی، مگر وہ مجید شکستہ خاطر ہو گیا، یہ واقعہ اسی سال روز چہار شنبہ ۱۹ - ذیقعدہ کا ہے۔

ابو طاہر تمام سامان اور اسباب لے کر شہر ہیت آیا، اور اُس کا محاصرہ کیا، میں اُس وقت وہاں موجود تھا، بلاد شام سے آکر ٹھہرا تھا اور مدینۃ السلام جانے کا ارادہ کر رہا تھا۔

اُس نے انبار کی جانب ہیت سے کچھ فاصلہ پر مقام فہم بقیہ میں تمام رفقا کے کئی جتھے کر دیئے تھے، یہ سب کے سب مسافت طے کر کے یہاں آکر اُس سے مل گئے، روز یکشنبہ ۸ - ذی الحجہ سنہ مذکور میں ہیت کے لوگوں نے اُس کا مقابلہ کیا، شام کو یاروں بن غریب الخال، ابو العلاء سعید بن حمدان، یونس غلام مہمئی اور دوسرے اکابر بھی وہاں پہنچ گئے تھے، جن کے آنے سے جنگ شدید شعلے اور بھڑک اٹھی، شہر نیاد کی دیواروں سے جنگ ہونے لگی، دفعۃً غنیم کے کئی قلعہ شکن آلات میں آگ لگی، جس کی وجہ سے وہ لشکر گاہ کو واپس گیا، دوسرے روز دوشنبہ کی صبح کو وہ رجبہ مالک بن طوق کے ایک گوشہ کی طرف روانہ ہوا، کوچ سے پہلے علی الصباح اُس کی لشکر گاہ سے آگ کے شعلے بلند ہونے لگے، ہم لوگوں کو گمان ہوا کہ اُس نے دوبارہ جنگ کا ارادہ کیا ہے مگر وہ دراصل اسباب و سامان کو آگ کی نذر کر رہا تھا کیونکہ اُس کے پاس بار برداری کے وسائل کی کمی تھی اور سامان اور کنبہ کے لوگ بہت تھے۔

جب یہ رجبہ پہنچا، اُس وقت یہاں کا حاکم ابو جعفر محمد بن عمرو بن قنبلہ تھا، اُس نے شہر کو بڑبڑ شہر فتح کیا اور وہیں مقیم ہو گیا، یہ جگہ شام کی طرف ہے اور پھر قرقیسیا کو جو جزیرہ کی سمت میں واقع ہے فتح کیا، یہاں سے اُس نے جماعت کی ٹولیاں بنا کر اطراف و آکناف میں روانہ کیں، اور فوج کا ایک ایک دستہ جس بن علی بن منبر ثقفی اور معاذ اعرابی کلابی کی سرکردگی میں کفر تونا، اس العین، اور نصیبین کی طرف روانہ کیا، جس نے قبائل تغلب اور غمر کے بدوؤں اور شہریوں سے مقابلہ کیا۔

اس سے پہلے سیلمان حلی کو لشکر کی رسد کے لیے کفر تونا بھیجا تھا، یہ شخص اس جماعت میں نہایت متعشف اور اُن کے مذہب سے پورا واقف تھا، میں نے

اس جماعت کے ایک سے زیادہ بلعین اور واقف کار لوگوں سے گفتگو کی ہے مگر علم تجربہ، عملی تدبیر اور جنگی سیاست میں جو بلعین کا عام وصف ہے کسی کو اس سے بڑھ کر نالائق نہیں پایا، پہلے یہ ابو ذر کرایا بحرانی کی جماعت میں شریک تھا مگر بعد کو ابوسعید جنبالی اور انس کی اولاد سے جا ملا۔

فوج کا ایک اور دستہ جس میں کم و بیش دو ہزار آدمی تھے رقبہ بھیجا جو رجب سے تیس فرسخ کے فاصلہ پر تھا، یہ دستہ بھی حسین بن علی بن سبیرہ اور معاذ کلابی کی سرکردگی میں روانہ ہوا، روز کیشنبہ ۲۲ - جمادی الاول سلسلہ کو دو دنوں رقبہ پہنچا، اُس وقت یہاں کا امیر محم غلام جنی صفوانی تھا، سہ شنبہ اور چہار شنبہ ۲۵ - جمادی الاول کو طرفین میں لڑائیاں ہوئیں، چہار شنبہ کو کچھ دن باقی تھا کہ اُس کی فوج رجب سے واپس چلی گئی، جانبین کے کچھ آدمی مارے گئے، جس میں رقبہ کے آدمی زیادہ تھے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حاکم بحرن نے جب وہ رجب میں تھا اس امر پر غور کیا، کہ شہر سلمہ جو فلسطین میں ہے اور دمشق ان دو مقامات میں سے اسے کہاں جانا مناسب ہے، مگر اُس نے اپنے ملک واپس جانے کو ترجیح دی، جس کے کئی اسباب تھے، جن کو ہم نے اس گروہ کے واقعات کے سلسلہ میں دوسری جگہ بیان کر دیا ہے۔ حکیم شعبان سلسلہ کو وہ رجب سے روانہ ہوا اور براہِ خشکی اور براہِ دریائے فرات اُس نے مسافت طے کی، رجب میں تقریباً سات ماہ تک اُس نے اقامت کی، یہاں سے چل کر دوبارہ ہیئت آیا اور اب کی اُس نے خشکی اور دریائی راستوں سے اُس پر چلے گئے، طرفین میں زور و شور کی معرکہ آرائیاں ہوئیں، جب اُس نے اس شہر پر پہلی بار حملہ کیا تھا تو اُس کے پاس کشتیاں نہیں تھیں، الغرض وہ یہاں سے بھی روانہ ہوا، اور کوثرہ اور قادسیہ کے نواح میں آیا، یہاں رسد فراہم کر کے بصرہ کے بیرونی حصوں کو طے کرتا ہوا بحرین واپس چلا گیا، یہ واقعہ آخر محرم اور اوائل صفر ۳۱ھ کا ہے۔

اسی سال چھ سو سوار اور نو سو پیدل فوج لے کر مکہ و منظمہ کی طرف بڑھا اور - ذی الحجہ دو شنبہ کو یہاں پہنچا، یہاں کا حاکم محمد بن اسمعیل معروف بہ ابن مخلب تھا، عاملہ شہر، عوام حجاج اور وہاں کے باشندے اُس کے مقابلہ میں صف آرا ہوئے،

مگر جب ظہیف غلام ابن حاج مقتول ہوا تو اس کے لئے میدان خالی کر دیا گیا۔ ظہیف مکہ کے با اثر لوگوں میں تھا اور اس پر کافی اعتماد کیا جاتا تھا، لوگوں نے تلواریں لے کر خانہ کعبہ میں پناہ لی، تاہم وہ خوں ریزی اور قتل عام سے باز نہیں آیا۔ یہ لوگ اس کردہ کے با تقویٰ بیلد الحرام اور تمام شہروں میں مارے گئے تھے، ان کی تعداد میں اختلاف ہے، اور اس میں افراط و تفریط کی گئی ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ تمام مقتولین کی تعداد تیس ہزار تھی، بعض لوگ اس سے کم اور بعض اس سے زیادہ بتاتے ہیں، دراصل یہ تمام تعداد ظن اور تخمینہ پر مبنی ہے، اس وقت شمار کا کوئی قاعدہ نہ تھا، بہت سے لوگ وادیوں میں، کچھ پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور کچھ جنگلوں میں پناہ اور سخت تکالیف اٹھا اٹھا کر ہلاک ہو گئے تھے، جن کا کوئی شمار نہیں ہو سکا۔

اُس نے بیت الحرام کے دروازے جن پر سونے کے پتر چڑھے ہوئے تھے توڑ ڈالے، خانہ کعبہ میں چاندی کی جینی محرابیں، جتنے یمنی مہرے، جتنے جھاڑ اور سونے چاندی کے جتنے منظرے، اور تازیانات تھے، جن سے بیت الحرام ہر وقت آراستہ رہتا تھا ان تمام چیزوں پر قبضہ کر لیا، حجر اسود کو اکھاڑ کر اس کی جگہ اتنا گہرا کر دیا کہ تقریباً گہنی تک ہاتھ چلا جاتا تھا، اور پھر کعبہ کا غلاف اتار اور ان تمام سامانوں کو پچاس اونٹوں پر بار کیا، اس دار و گیر اور قتل عام کے وقت جن لوگوں نے بیت الحرام میں پناہ لی تھی ان کی وجہ سے بعض چینیس کوٹ سے بچ گئیں، یہ واقعہ روز شنبہ ۱۲ ذی الحجہ ۱۰۶ھ کا ہے، اس کی فوج مکہ منظمہ میں آٹھ روز تک مقیم رہی، روزانہ صبح کو شہر میں داخل ہوتی تھی اور شام کو واپس باہر آتی تھی، بالآخر قتل و غارت کرتی ہوئی مہفتہ کے روز مکہ سے روانہ ہوئی، مگر راستے میں قبیلہ ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن مزاحم ہوا، قبیلہ کے لوگ تنگنائیوں، گھاٹیوں، اور پہاڑیوں میں پھیلے پڑے تھے، ہتھوروں اور خنجروں سے وہ تلوہ آور ہوئے، اور اس کو آگے بڑھنے سے روک دیا، فوج راستہ معمول گئی، تین دن تک پہاڑوں، اور وادیوں میں بھٹکتی پھری، اس بادیہ نوردی میں بہت سے مرد و زن نے جو گرفتار تھے اُس کی قید سے نجات پائی۔

اس وقت اس جماعت کے انواع و اقسام کے مال و اسباب سے تقریباً ایک لاکھ اونٹ لدے تھے، قبیلہ ہذیل نے بہت اسباب و سامان اور ہزاروں اونٹ اُس سے چھین لیے، غنیمت نے ہذیل کے ایک سیاہ فام غلام کو جس کا نام زیاد تھا مان دی تھی جس کی مکافات میں اُس نے ان لوگوں کو راستہ بتایا تو وہ تنگنا یوں سے نکل کر اپنے ملک واپس گئے۔

(مسعودی کہتا ہے) ہم خلیفہ راضی باللہ کے تذکرے کے ضمن میں آئندہ اس گروہ کے فوجی دستوں کی پیش قدمیاں، اور دیگر واقعات جو اس کے عہد میں رونما ہوئے ہیں اس کتاب میں بیان کریں گے۔

مضافات ملک فارس میں شہر بفسیاء کا باشندہ حسین بن منصور معروف بہ حلاج کے قتل کا واقعہ ۲۴۔ ذی قعدہ ۳۰۹ھ کو ظہور پذیر ہوا، اس کے سو کوڑے لگائے گئے، دونوں ہاتھ پاؤں کاٹے گئے، سر تن سے جدا کیا گیا، اور لاش جلاد دی گئی، یہ تمام واقعات پولیس کی جماعت کے روبرو قید خانہ کی تفصیل پر انجام پائے، (یہاں قید خانے کو عرف میں منرف کہتے ہیں) اس کی نسبت جو جو مذہبی باتیں ہر جگہ بیان کی جا رہی تھیں اُن کی وجہ سے وہ نہایت خطرناک تھا اُس کے متبعین اور پیروؤں کی تعداد بہت تھی۔ حلاج تصوف اور الوہیت کی باتیں کرتا تھا، حلاج کے مسلک و مذہب کے متعلق جو روایتیں ہمارے نزدیک صحت کی حد تک پہنچی ہیں یا جو کچھ خود اس نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے، ان باتوں کو ہم نے ”ارباب لعل و رؤساہ لعل“ کے تذکرہ کے ذیل میں دوسری کتابوں میں بیان کیا ہے۔

خلافت قاہرہ باللہ

ابو المنصور کینیت، قاہرہ باللہ لقب، اور محمد بن احمد معتضد نام تھا، اسکی ماں ام ولد تھی اور قبول نام تھا، روز پنجشنبہ ۲۸۔ شوال ۳۲۲ھ میں اس کی ولادت ہوئی، روز چارشنبہ ۵۔ جمادی الاول ۳۲۲ھ میں وہ معزول ہوا، اُس کی آنکھیں نکالی گئیں اُس وقت اس کی عمر ۳۶ سال اور چند ماہ کی تھی، اس سے پہلے کسی خلیفہ اور بادشاہ کا کی آنکھیں نکالی نہیں گئی تھیں، ایک سال چھ ماہ اور ۶ روز اس نے حکومت کی۔

اُس کا حلیہ یہ تھا، رنگ گورا، جس پر سرخی چھائی ہوئی تھی، قد میانہ، خوش اندام، آنکھیں خوبصورت، گھٹن کی دائری اور زبان میں لکنت تھی، وہ قتل و غول ریزی میں جلد باز اور نہایت تند مزاج، اس کے عہد میں آمدنی کم تھی تاہم مال اندوختہ کرنے میں حریص تھا، اس کی توجہ لوگوں کی تادیب و تربیت میں بہت کم صرف ہوتی تھی، معاملات کے انجام سے بے فکر اور نہایت متکون مزاج اور مخبوط الحواس تھا، آبا و اجداد کے نقش قدم پر چلنا چاہتا مگر سوء تدبیر اور ناقص سیاست کے سبب عاجز رہتا تھا۔

اس نے وزارت کے عہدے پر حسب ذیل لوگوں کو بے ترتیب مقرر کیا، ابوعلی محمد بن مقلہ، ابو جعفر محمد بن قاسم بن عبد اللہ، ابو العباس احمد بن عبد اللہ، جیسوی اُس کی انگشتی میں عبارت "والقاہر باللہ"، کندہ تھی۔ منصب قضا پر عمر بن محمد بن یوسف بن یعقوب اور حجابی کے عہدے پر علی بن المہدی، بدغرشی، فارس بن زنداق، محمد بن یاقوت اور سلامہ موئن معروف اشخیج کو مقرر کیا۔

خلافت راضی باللہ

ابو العباس کنیت، راضی باللہ لقب اور محمد بن جعفر متقہ نام تھا اس کی اہل ام ولد تھی اور ظلم کے نام سے یاد کی جاتی تھی، روز پنجشنبہ ۱۰ جمادی الاول ۳۱۸ھ میں اُس کی بیعت لی گئی، روز شنبہ ۱۶۔ ربیع الاول ۳۱۹ھ میں مدینہ اسلام میں وفات پائی، اس وقت اس کی عمر ۳۲ سال اور چند ماہ کی تھی، ۶ سال دس ماہ اور دس روز تک اس نے حکومت کی۔

اس کا حلیہ یہ تھا، گنہمگوں رنگ، خوبصورت آنکھیں، مخروطی شکل، پتیلے رخسار سے، قصیر القامہ، اور نحیف الجثہ تھا، مزاج میں سخاوت تھی، ادبیات اور اچھے اشعار سے بہت شغف تھا، امرا و اعیان سلطنت میں پھوٹ ڈال کرتا تھا، امور سلطنت میں اس کا استبداد حد سے بڑھ گیا تھا جس کی اصلاح و تغیر ہجر اسکے کوئی نہیں کر سکتا تھا۔

وزارت کے عہدہ پر محمد بن علی بن مقلہ اور اس کے بیٹے ابو الحسن علی بن محمد کو مقرر کیا، دونوں اس عہدے سے مخاطب کئے جاتے تھے اور مراسلات میں بھی دونوں کے نام جاری ہوتے تھے، ان کے بعد حسب ذیل لوگ برترتیب اس عہدہ پر مامور کئے گئے۔

ابو علی عبد الرحمن بن علی بن داؤد بن جراح، ابو جعفر محمد بن قاسم کرخی، ابو اسحاق سلیمان بن حسن بن محمد بن جراح، ابو الفضل فضل بن جعفر بن فرات، ابو عبد اللہ احمد بن محمد بریدی، سلیمان بن حسن بن محمد، اور اس کی انگشتی میں عبارت بعد ازیں باقیہ کندہ تھی۔

منصب قضا پر عمر بن محمد بن یوسف یحراں کے دو بیٹے یوسف اور حسن کو اور عیادت پر محمد بن یاقوت اور پھر اپنے مولیٰ ذکی کو مقرر کیا۔

منجملہ اہم حوادث کے جو اس کے عہد میں رونما ہوئے ایک یہ ہے ۳۳۳ھ میں بزمانہ حج حجاج اپنے گھروں سے کوچ کر چکے تھے، ان کی مزاحمت میں ۲۸۰۰ شوال کو سلیمان بن حسن قرطبی حاکم بحرن، نوسو ار اور نوسو آدمیوں کی پیدل فوج لے کر احسا سے روانہ ہوا، جابرہ میں جو احسا سے تین دن کے فاصلے پر ہے فوج کے دھیمہ کئے، ایک حصہ پر ابو عبد اللہ حسین بن علی بن سبیر ادمعاذ کلانی کو متعین کر کے حجاج کے پہلے قافلہ کی تلاش و جستجو میں مکہ کی طرف روانہ کیا، اور دوسرے حصہ کو خود لے کر قادسیہ کی جانب بڑھا تا کہ قافلہ شمسہ کا جز نہشتم کے غلام کو لو کی سیارست میں تھا متقابلہ کر سکے۔

ابن سبیر زبالہ اور عقبہ کے نواح میں خوارزمی قافلہ اور دیگر کئی قافلوں سے نبرد آزما ہوا، شاذان اور ابن حاتم وغیرہ قافلوں کے سردار تھے، انھیں اور قافلوں کے ہمت سے آدمیوں کو گرفتار کیا، اور کچھ لوگ اس کے ہاتھ سے قتل ہوئے، یہ واقعہ اس سال کی ۱۷ ذی قعدہ کا ہے۔

بقیۃ السیف شکست خوردہ لوگوں نے عذیب کی راہ لی، مگر انھیں معلوم نہ تھا کہ اُدھر قرطبی ان کے مقابل ہے، لولو منہشتم کا غلام لوگوں کو لے کر قادسیہ پہنچا، چہر شنبہ ۱۹ ذی قعدہ سنہ مذکور میں یہاں قرطبی اسے مدبیر ہوئی، لولو کو لکھول کر

سے لڑا مگر اس کے ساتھیوں کے پاؤں اکھڑ گئے، وہ سخت زخم خوردہ تھا، اُسے
قتولین میں اپنے آپ کو چھپایا، جب رات ہوئی تو چھپتا ہوا کوفہ چلا آیا، اور ابوطاہر
پرے قافلہ پر مسلط ہو گیا۔

ہیار شنبہ کی رات جس کی صبح کو یہ معرکہ پیش آیا، اتنے تارے آسمان پر
وٹے تھے، جس کی مثال اسلام کی تاریخ میں نہیں ملتی ہے، اُس وقت قمر مٹی خٹان
سے قادمیہ آ رہا تھا جس کی مسافت ۶ میل تھی۔

جو لوگ ابن ہبیر سے نہایت اٹھا کر کوفہ واپس آ رہے تھے، اُن کے مقابلہ
کے لیے قمر مٹی آگے بڑھا، عذیب میں اُن سے سامنا ہوا، قرہ نے اپنے قافلہ کیلئے
مان طلب کی، اور زر فدیہ ادا کیا، قمر مٹی نے اس قافلہ کو چھوڑ دیا اور پھر اس سے
نعرض نہ کیا، مگر بقیہ قافلوں پر وہ حملہ آور ہوا، کچھ لوگوں کو قتل اور بعض آدمیوں کو گرفتار
لیا، اس معرکہ میں اُسے اس قدر سامان و اسباب انواع و اقسام کے ہاتھ آئے جن کا
شمار و اندازہ نہیں ہو سکتا تھا۔

اس نے راضی بانڈ کے عہد میں بھی فوج کے دودستے کوفہ اور واسطہ کے
نواح میں روانہ کئے تھے، مگر ایسی نتیجہ خیز جنگ نہیں ہوئی جو قابل تذکرہ ہو، قمر مٹی
اس کے بعد سے برابر احسا و بلاد بحرین میں رہنے لگا یہاں تک کہ ۳۲ھ بروز دوشنبہ
۱۷ رمضان کو اُس کا طائر روح قفس غمضری سے پرواز کر گیا، اس وقت اُس کی عمر
۳۸ سال کی تھی، اس کی پیدائش ۹۱ھ میں ہوئی تھی، اور جب اس کا باپ ابوسعید جہانی
۳۲ھ میں مارا گیا ہے اُس وقت قمر مٹی کی عمر ۶ سال کی تھی۔

باپ کے مرنے کے بعد اس کی فوج ۹ سال تک بیکار پڑی رہی، رمضان ۳۳ھ
میں ابوطاہر نے اس کی کمان اپنے ہاتھ میں لی۔

(مسعودی کہتے ہیں) ہم نے یہ تمام محاربات، و فتال، قمر مٹی کے تمام واقعات،
مضافات کوفہ میں قرامطہ بغلیہ کے حالات، سلسلہ میں اُن کا کوفہ پر غلبہ، بغلیہ
کی وجہ تسمیہ اور اُن کے نزدیک اس نام کی مذہبی اہمیت، ان تمام باتوں کو شرح لمبٹ
کے ساتھ اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے، قرامطہ بغلیہ کے سرداروں کے نام یہ تھے،
سود بن حرت، علی بن موسیٰ بن اخن، عبدان بن ربیع، اقطب بن قریط، معروف بن

ابن ابی السید، ابن الاعمی، ابو ذر، جوہری وغیرہم، قبائل بنوذہل اور بنو رفاعہ کے عوام اسی جماعت کے پیرو تھے۔

اس جماعت کا طفوف، جنیلار اور تل فخار کے نواح میں قبیلہ بنو ابن نفس پر حملہ آور ہونا، اور شکست دے کر اُس کے تمام افراد کو اپنے تصرف میں لانا، ہارونی بن غریب الخال اور صفانی غلام نصر شوری کا اس جماعت سے مقابلہ کرنا، اور اس جماعت کے کچھ لوگوں کا مقتول ہونا، کچھ لوگوں کا قید کیا جانا اور کچھ لوگوں کا سلیمان بن حسن سے جب وہ ہیت سے بلد البحرین واپس جارہا تھا مل جانا وغیرہ کو ہم نے اپنی دوسری کتابوں میں بیان کیا ہے۔

اس جماعت کے لوگوں کو سلیمان کے لشکر میں آجمن کہتے تھے کیونکہ انہیں اکثر لوگ آجام یعنی جنگلوں اور کوہ کے علاقہ طفوف میں رہا کرتے تھے۔

غلام معروف بہ زکری جب بلاد اصفہان کے شہانان عجم کی اولاد سے تھا اُس کے حالات اُس کا سلسلہ میں قرامطہ کے پاس آنا، ابوطاہر کا سلسلہ میں حکومت اُس کے حوالہ کرنا، تمام قرامطہ کا اس پر اتفاق کرنا، اُس کا عجیب و غریب مراسم اور طریقوں سے لوگوں کو بھانسننا، ابوطاہر کے بہنوئی ابو حصص ابن زرتان کو قتل کرنا، عقل و ادب میں سب سے زیادہ لائق اور کامل تھا، بنو سلیمان اور سرداران لشکر کو قتل کرنا، آجمن کی تعداد سات سو تک بیان کی جاتی ہے، لشکر میں بری عادتوں اور قبیح خصلتوں کا مزید ہونا، جن کی مثال جب سے ابوسعید اور اُس کی اولاد ان مالک پر مسلط ہوئی اس قوم کے لشکر میں کبھی دیکھی اور سنی نہیں گئی، آخر یہ باتیں اُس شخص پر زوال آنے سے معدوم ہوئیں، لوگوں نے اُن خرافات کو ترک کیا، اور اپنی مذہب و خصلتوں سے توبہ کی۔ اس شخص کا مخالف کے جبل و تدابیر سے مقتول ہونا، پھر حکومت کا ابوطاہر کے پاس آنا، اصحاب مغرب کے اخبار، ان کے محاربات، ان میں سے بعض لوگوں کا یمن میں آنا، تمام لوگوں کا جن کا ذکر ہم کرچکے ہیں ایک بات پر متفق ہو کر اس کی اطاعت کرنا، ایک کلمہ ہونا، اور اسی پر سب کا اڑے رہنا، ابوسعید حسن بن بہرام جنابی کے حالات، شہان فارس سے اس کی نسبت و اتصال، اُس کا اس تحریک میں مرتبہ، بھڑوں میں اُس کے آئے کی کیفیت، منہ مسمار کے ساتھ قطیف میں اُس کی سرگزشت، باد یہ بنو کلاب میں

اُس کی آمد، ابو زکریا بحرانی کا بنو کلاب کو ابھارنا، ابوسعید اور ابو زکریا کا باہمی قضیہ، ابوسعید کا ابو زکریا کو گرفتار کرنا، ابو زکریا کا ابوسعید کے ہاتھ سے مارا جانا، ابوسعید کا بحرین کے تمام شہروں پر فتح پانا، جن کے باشندے پوری قوت اور ساز و سامان سے آراستہ تھے۔ ان شہروں میں ایک قطیف ہے، یہاں علی بن مسار اور اُس کے بھائی آباد تھے، ان کا تعلق خاندان عبد القیس سے تھا، ابوسعید نے علی کو مار ڈالا۔

دوسرا شہر زارہ ہے، یہاں خاندان حسن بن عوام آباد تھا اس کا تعلق قبیلہ ازد سے تھا، تیسرا شہر صفوان ہے، یہاں بنو حفص آباد تھے، یہ خاندان عبد القیس سے تعلق رکھتا تھا، چوتھا شہر طبرستان اور پانچواں احسا ہے، یہاں بنو سعد آباد تھے جن کا تعلق قبیلہ تمیم سے تھا،

چھٹا شہر جو تاتا ہے، یہاں خاندان عریان بن ہشیم ربعی آباد تھا، عریان کا ذکر علی بن محمد نے اپنے اشعار میں بھی کیا ہے، علی بن محمد اپنا انتساب ابو طالب کی طرف کرتا ہے، یہ رنج کا حاکم تھا، بصرہ میں اُس کی تحریک کا آغاز ہوا، وہاں جانے سے پہلے جب یہ بحرین کے تمیم، کلاب، نیر، اور دوسرے قبائل میں اپنی تحریک کی اشاعت کر رہا تھا تو عریان نے قبائل عبد القیس، بنی عامر بن صعصعہ، محارب بن خصفہ بن قیس بن عیلام وغیرہم کے ساتھ اپنے درپے چلے کر کے بحرین اور اُس کے نواح سے اس کو نکال دیا، اور اُس کے ساتھ کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔

جس دقت علی بن محمد کی نظر صمدان میں ایک مشہور پرند پہ پڑی اس نے چند اشعار پڑھے، جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

ایا طائر الصمان مالک مضرًا
تأسیت بی احرعاق افک عائق

اے طائر صمدان تو اکیلا کیوں ہے؟
میری تو نے افتدال ہے یا ترے محبوب کی راہ میں
کوئی مانع حائل ہے؟

اس نظم کے اور چند اشعار حسب ذیل ہیں۔

عَلَيْهَا الْكَلَامَةُ إِلَيَّ أَدْعُو الْبَطَارِقُ
عَلِمْتُ عِثَاقَ الْخَلِيلِ أَنْ لَمْ أَدْرِ بِهَا

ایسے بہادر و مسلح دزرہ پوش سرداروں
مجھے عمدہ گھوڑے سوار ہونے کو
سے نہ ملوں جو خود بھی شہسوار ہوں۔
نہ ملیں اگر میں اُن کے ذریعہ

علیہا رجال من تميم وقصرها
اور ان گھوڑوں پر تميم کے جانمردوں اور ان عالی مرتبہ
و جتو قضا سعد و فی جذباتها
اور ان سخت و قبیحہ سجدہ لوگ، اور اسکے پہلوؤں میں
وان لہ اجمع عامر و محاسرا یا
اگر میں قبائل عامر اور محارب پر علی الصبح حملہ کر کے
ایحب بنی العریان انسی فو امری
کیا عریان کا میری بابت خیال ہے کہ میں اپنے
شہسواروں کو بھول جاؤں گا۔

کلب بن ربیع کے محترم اور راستیاز لوگ۔
مما یرو فیض من کلاب عواقب
قبائل نمیر کے شہر، انکا سلاسل کلاب سے ملتی ہے
محطة حنطب او یعقی العواقب
انکو ذیل کر سکوت اس کہ کو انویش میں بھی جیسے ہوا ہی نہیں ہو
غدا انزال الروم و ملوت عاقب
جس روز کہ روم کی لڑائی جاری تھی اور موت
سانے حاکم تھی۔

ایک اور شہر بڑا عباس میں قبیلہ عبد القیس کا ذکر کرتا ہے
ایحب بن عبد القیس انی نسیتها
کہ قبیلہ عبد القیس سمجھا ہے کہ میں اسے بھول گیا ہوں
ولست بنا سیم ما ولا نادر کانسیلی
میں اسکو بھول سکتا ہوں اور نہ اکی عداوت چھوڑ سکتا ہوں
ساتواں شہر تاجر ہے، بحرین کا یہ سب سے بڑا شہر ہے یہاں عیاش بخاری کا قبیلہ
آباد تھا، جو اپنی شوکت اور ساز و سامان کی فراوانی میں مشہور تھا، معتقد نے ابو سعید عباس
بن عمر غنوی کو ابو سعید کے مقابلہ پر بصرہ سے سجنہ بھیجا، لوگ اس مقام کو افان کہتے تھے،
یہ پانی لینے کی منزل تھی، اور یہاں بہشت کھجوروں کے درخت تھے،
عباس کا ارادہ تھا کہ مقام اعیان سے جو پانی لینے کی ایک منزل تھی کوچ کر کے
وہاں جلد پہنچے، مگر ابو سعید بڑا طاہر و پیشتر و ہاں جا پہنچا۔
سجنہ کا طول پانچ میل ہے، وہ بصرہ سے ۷ روز کی مسافت پر ہے اور سال دریا
پر ایک شہر قلیف ہے اس سے وہ دوروز کے راستہ پر ہے، قلیف سے دریا ایک میل
پر واقع ہے، سجنہ کا ایک ساحل شہر ہے جو عنک کہلاتا ہے، عنک کے متعلق
راجز کا ایک شعر ہے۔

طعن غلام لہو یحناک یا لسمک
ولہ یعلل بخیا شہو عنک
جب عباس سجنہ کی نصف مسافت طے کر چکا، ابو سعید نے آدمیوں کو بھیج کر
جس قدر پانی کے خزانے عباس کے پیچھے گزر چکے تھے اُن کو مٹی ڈال کر دھوا دیا، پانی کے

یہ مقامات سنجہ کے بلند حصہ میں تھے اور راستہ نہایت تنگ تھا۔

ابوسعید کے پاس قبائل کلاب، عقیل، اور بحرین کے سات سو سوار اور پیدل جمعیت تھی، اور عباس کی فوج میں سات ہزار آدمی تھے جس میں بصرہ، ضبہ، اور بحرین کے ہمارے جوہرین رضا کارانہ داخل ہو گئے تھے، ان کے علاوہ اور لوگ بھی تھے جن کا نام عباسی گرفتار ہو گیا، اور اُس کے ساتھ کے بہت سے آدمی کام آئے، اور بجز شریک کے کوئی اپنی جان نہ بچا سکا، یہ واقعہ رجب ۲۸ء کا ہے۔

ابوسعید نے پے در پے فوج کے دستے شمار روانہ کئے، یہ عمان کا ایک قصبہ ہے اس قصبہ میں وہ فاتحانہ داخل ہوا، بحرین اور عمان کے درمیان ریگستانی علاقہ ہے جو دس دنوں میں طے ہوتا ہے اس کے بعض مقامات میں پانی کھاری ملتا ہے۔ اس نے فوج کا دوسرا دستہ بلا دقلج کی طرف بھیجا، اس کی مسافت یہاں سے تین دن کی ہے، تیسرا دستہ یربن روانہ کیا، اس کی مسافت بھی یہاں سے اسی قدر ہے۔ یہ شہر سب سے زیادہ خوشگوار اور بہت آباد تھا، یہاں عمارتیں بکثرت تھیں، نخلستان اور اشجار کی بہتات تھی، فوجی دستہ نے اس شہر کے باشندوں کو بے نام و نشان کر کے چھوڑا، اب اس شہر میں ایک بھی باقی نہیں رہا۔ یربن کے متعلق حریر کا ایک شعر ہے۔

فعلت الذکب اذ حید المسیرینا یا عبد یارین من باب الفراءین
سوار جب ہمیں تیز لے چلے تو اُن سے کہا انہیں کجا یربن اور کلاب الفراءین

ابوسعید کے قتل کا واقعہ یہ ہے کہ جب وہ عمان سے دریائی راستہ سے ہو کر بدخلی کے مقابلہ کے لیے آیا، تو اُس نے دو عقبی خادموں کو گرفتار کر کے اپنی خدمت خانہ میں رکھا، ان خادموں نے ذی قعدہ سنہ ۳۰ء میں جب وہ حاکم میں تھا اُس کو قتل کر ڈالا، اور اُس کے چند خاص قطیفی رفقا کو بھی ہلاک کر دیا، جن کے نام یہ ہیں ہنہر کے بیٹے حران اور علی، نصیر کے بیٹے بشر اور ابو جعفر (یہ دونوں ابوسعید معروف بہ ابن جنان کے بیٹوں کے اموں تھے) اور محمد بن اسحاق۔

قطیف میں ابوسعید کے آغاز دعوت سے لے کر بحرین کے تمام شہر اور آخر میں حجر کے فتح ہو جانے اور اس کے مقتول ہونے تک کل مدت ۲۴ سال ہوتی ہے۔ ہم نے کتاب و مخزن الدین و سر العالمین، میں ارباب مذہب و رؤسا ملت کا

مذکورہ کیا ہے اور ان کے خیالات اور مذاہب ظاہر کئے ہیں، اس ضمن میں ان لوگوں کے خیالات بھی لکھ دیئے ہیں جنہوں نے اس گروہ کی مخالفت اور تردید کی تھی، یا انہوں نے اس کے اقوال نقل کئے تھے۔

سنہ ۶۰ میں جب اصہبان میں اس کی دعوت کا آغاز ہوا اور اس دعوت کی جو غرض و غایت تھی، اس کو ظاہر کرتے ہوئے ہم نے بیان کیا ہے کہ یہ لوگ شریعت کے ظاہر حصہ کو تسلیم کرتے ہیں مگر معانی میں تاویل کے قائل ہیں، جب وہ کسی کو دعوت دیتے ہیں تو بوقت عہد سخت ہدایتیں کرتے ہیں کہ کتاب اللہ کی جو تاویلیں بیان کی جائیں انکو پرشیدہ رکھنا ہوگا، اور بعض لوگ بوقت عہد اپنے پیروؤں سے کہتے ہیں کہ ہم جو کچھ کتاب اللہ کی تاویل، اور تاویل کی تاویلیں بیان کرتے ہیں ان کو چھپانا ہوگا۔

وہ جن حدود اور مراتب تک ان چیزوں کی تبلیغ کرتے ہیں اپنی اصطلاح میں اس کو رطلع، کہتے ہیں، علاوہ اس کے دعوت میں اسرار و رموز اور سیاسی اغراض اور تحریکات مضمر ہیں۔

اسلامی فرقوں میں معتزلہ، شیعہ، مرجئیہ، خوارج اور نابہ کے حالات اوپر گزر چکے ہیں، ان فرقوں کے متکلمین نے مسائل مذکورہ اور مخالفین کی تردید میں متعدد کتابیں تصنیف کی ہیں، ان مصنفین کے نام یہ ہیں۔

۱۔ ابن بن رباب خارجی، زرقان غلام ابراہیم بن سيار النظام، محمد بن شبيب صاحب النظام، عباد بن سلمان صيمري صاحب ہشام بن عمرو فوطی صاحب ابی الہندیل محمد بن الہندیل عبدی علف بصری، محمد بن عیسیٰ بن غوث صاحب حسین بن محمد سنجار، ابو عیسیٰ محمد بن مارون وراق، احمد بن حسن بن سہیل مصمعی معروف بہ ابن اخی زرقان۔ جن لوگوں کو ہم نے دیکھا ہے ان کے نام یہ ہیں، ابو علی محمد بن عبد الوہاب جبالی، ان کی ایک کتاب ہے جس میں مختلف مسائل بیان کئے ہیں، قائلین تنازع، فرقہ خوارج اور دوسرے باطنی فرقوں کی تردید کی ہے) ابو القاسم بلخی، ابو الباس عبد اللہ بن محمد ناکی حسن بن موسیٰ نوختی، (کتاب الاراد والدیانات، اور دوسری کتابوں میں غلاہ اور باطنیہ کی تردید کی ہے، اور مختلف مسائل بیان کئے ہیں) ابو محمد عبد اللہ بن محمد خالدی ابو الحسن بن ابی بشر اشعری بصری کلابی، ان کے علاوہ جو لوگ ہیں ان میں سے کسی نے اس

گروہ کے مذاہب کو بیان نہیں کیا ہے۔
 جن لوگوں نے اُس کے مذاہب کی تمام باتیں بیان کی ہیں اور اُن کی تردید کی ہے اُن کے نام یہ ہیں، قدامہ بن یزید نعمانی، ابن عبدک جرجانی، ابن الحسن بن زکریا جرجانی، ابو عبد اللہ محمد بن علی بن زرام جلائی کوفی، ابی جعفر کلابی۔
 بخلاف اس کے دوسرے لوگ اس قسم کی باتیں بیان کرنا نہیں چاہتے ہیں بلکہ جو واقعات ہم بیان کر چکے ہیں انکے منکر ہیں اور اعتراف سے گریز کرتے ہیں۔
 محمد بن علی شلمغانی کا تب معروف یہ ابن ابی عزاز کے قتل کا واقعہ روز شنبہ یکم ذی قعدہ ۳۲۲ھ کو پیش آیا، اُس کے دونوں ہاتھ پاؤں کاٹے گئے سترن سے جدا کیا گیا، اور مجلس شرطی کے روبرو غربی جانب اس کی لاش جلائی گئی۔
 بیان کیا جاتا ہے کہ اس شخص نے نئی نئی باتیں ایجاد کی تھیں، اور ایسے اقوال بیان کئے تھے جن کے ماننے والے بکثرت ہو گئے تھے، اُس کے پیروؤں میں ایک شخص ابن ابی عون جو ابن خنم کا تب کے نام سے مشہور تھا وہ بھی اسی طرح اُس کے ساتھ قتل کیا گیا۔
 شلمغانی نے رسالہ مذہبہ، کتاب الوصیہ، کتاب الغیبہ، کتاب التسلیم اور دوسری کتابوں میں اپنے اقوال اور اپنی بابت جو کچھ لکھا ہے اُن کو ہم نے ”کتاب المقالات فی اصول الدیانات“ میں مذاہب شیعہ اور خلاۃ شیعہ کے ذکر کے سلسلہ میں بیان کیا ہے۔

خلافت متقی باللہ

ابو اسحاق کینت، متقی باللہ لقب، اور ابراہیم بن مقدر نام تھا۔ اس کی ماں ام ولد تھی اور غلوب نام تھا، روز پنجشنبہ ۲۱۔ ربیع الاول ۳۲۹ھ میں اس کی بیعت لی گئی، اور روز شنبہ ۲ صفر ۳۳۳ھ میں وہ معزول ہوا، اور اُس کی آنکھیں نکالی گئیں، اُس وقت اُس کی عمر تیس سال اور چند ماہ کی تھی، تین سال دس ماہ اور بیس روز تک تخت خلافت پر متمکن رہا، حلیہ یہ تھا، رنگ گورا اور نکھر ہوا آنکھیں کنبی، اور بال بھورے تھے، وہ اس وقت تک (۳۴۵ھ) زندہ ہے، اور لوگوں کی خیر و شر

معلوم ہوتا ہے کہ وہ باعزت زندگی بسر کر رہا ہے۔

اس نے وزارت کے منصب پر حسب ذیل لوگوں کو بہ ترتیب مقرر کیا، سلیمان بن حسن بن مخلد، ابوالحسن احمد بن محمد بن میمون، ابوجعفر محمد بن قاسم کرخی، پھر ابوالحسن علی بن عیسیٰ بن داؤد بن الجراح نے امور سلطنت انجام دیئے اور اُس کے بھائی عبدالرحمن بن عیسیٰ کی طرف سے میم نے وزارت کی خدمات انجام دیں، بقیہ وزراء کے نام یہ ہیں، ابوالسجاست محمد بن احمد قرطبی، ابوالعباس احمد بن عبداللہ اصہبانی، ابوالحسن علی بن محمد بن علی بن مقلہ۔ اس کی انگشتی میں املتقی باللہ کندہ تھا۔

منصب قضا پر خرقی کو اور حجابت کے عہدہ پر سلامہ، موتن مولیٰ معروف بہ انخی نمج، بدر خزشی اور احمد بن خاقان کو بہ ترتیب مقرر کیا۔

اس کے عہد میں سب سے اہم حادثہ جس کی کوئی مثال بنو عباس کے کسی خلیفہ کے عہد میں نہیں ملتی ہے، یہ تھا کہ ابوالحسن بریدی افواج لیکر باغشکی و دریا ۲۱ جادی ۲۱۰ھ میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا، متقی اور اس کے ہمراہ محمد بن رائق نے پایہ تخت سے بھاگ کر موصل کی راہ لی، خاص دار الخلافہ اور امرا کے مکانات تاخت و تاراج کئے گئے اور حرم شاہی کی ناموس ریزی کی گئی، ان سخت ہنگامہ آرائیوں میں تقریباً دس ہزار یا اس سے زیادہ آدمی قتل ہوئے، اور دریا میں ڈبوئے گئے۔

خلافت تکفی بائد

ابوالقاسم کنیت، مستکفی باللہ لقب، اور عبداللہ بن علی کنیت نام تھا، اس کی ماں ام ولد رومیہ تھی اور غصن نام تھا۔

قریب سندھ کے مقابل ایک مقام میں نہر عیسیٰ کے کنارے پر واقع ہے، یہاں جس وقت متقی کی آنکھیں نکالی جا رہی تھیں اس کی بیعت لی گئی اور درختینہ ۲۲ جادی ۲۱۰ھ میں ۳۳ سالہ میں وہ معزول ہوا اور اس کی بھی آنکھیں نکالی گئیں، اس وقت اس کی عمر ۴۸ یا ۴۳ سال اور چند ماہ کی تھی، اُس نے ایک سال دو ماہ اور ۲۸ روز تک حکومت کی، اس کا رنگ گورا تھا، چہرہ خوبصورت اور تنگ دہن تھا، اس پر بڑھاپے کے آثار ہویدے تھے، اس کے عہد میں امور سلطنت کا نظم و نسق ابوجعفر محمد بن شہریار اکاتب قوزطن ترک کے

ہاتھیں تھا، ابو الفرج احمد بن محمد سامری نے ۷۷۴ھ روز تک وزارت کی خدمت انجام دی، پھر وہ معز ول کیا گیا، یہ آخری شخص ہے جسے ہمارے وقت تک ہنویاس کے دو میں وزارت کا منصب عطا کیا گیا تھا، بعد کو شیرازی ابو الفضل بن عبد الرحمن کے نام سے مراسلات جاری ہونے لگے اور ب سے آخیں اس شیرازہ کی معاملات میں دخیل ہو کر نظم و نسق کرنے لگا اس کی انگشت ستری میں مسئلہ تکلفی با نذر کردہ تھا۔

نصا کے عہد پر ابن ابی شوارب اور ابن ابی موسیٰ ہاشمی مقرر کئے گئے اور حجابت کے عہد پر احمد بن خاقان مغلج تعین کیا گیا۔

خلافت مطیع

ابو القاسم کنیت، مطیع لقب اور فضل بن بکر مشہد برائے نام تھا، اسکی ماں ام ولد تھی، مقبل کی باشندہ اور مشعل نام تھا، روز عیشہ ۲۲ یتادی الآخرہ ۳۳۲ھ میں اسکی بیعت لی گئی۔

اسکی خلافت کو پانچ سال گزرے تھے کہ ذی الحجہ ۳۳۹ھ میں جواسور واپس لاکر بیت الحرام پر اصلی جگہ پر نصب کیا گیا، اس کتاب میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ مقتدر کے عہد خلافت کے آخر میں جواسور مکہ و مدینہ کمال لایا تھا، اور کتاب مروج الذهب و معادن الجواہر میں جواسور کی تاریخ بایام جاہلیت لکھی ہے کیونکہ قبائل ہجر آئے وہ عاملی اور خزاعہ میں اسکی گردش ہوئی، اور کتب و فتوح میں جگہ سے بٹایا گیا اور بعد واپس لاکر رکھا گیا، نیز کہ اور بیت الحرام کے حالات پر روشنی ڈالی ہے۔ مطیع کے معاملات اور دربار کے نظم و نسق کی نگرانی ابناک احمد بن بویہ دہلی معروف

پر معز الدولہ اور اس کے کاتب کے ہاتھوں سے۔

بہار زمانہ ۷۷۴ھ میں خلافت اور وزارت کے فرائض سنبھالے ہیں مدت چھ عرصہ عراق باہر اور سرزمین شام میں کرتے ہیں اسلئے ان لوگوں کی خبریں اور ان کے حالات اس طرح بہر تک پہنچتے ہیں اسی طرح لکھے جاتے ہیں۔

(ابو الحسن علی بن حسین بن علی سودی کہتے ہیں کہ حقیقی، متکلفی، اور مطیع کے اطلاق درستیاً کی طرف نہیں کی تھی کیونکہ یہ لوگ وہ سب کے ہاتھوں کلمہ تیلیان ہوئے تھے، اور ان کا کوئی ملک نہ تھا نہیں جاتا تھا۔

ان خلفاء کے زمانہ حکومت میں سلفیت کے متہد دشمن کل کچھ وہ ستوں کے نتیجے میں آگئے

ہیں، اور ان لوگوں کو مال اور ادویوں کی فراوانی سے فخرمندی کے اظہار کا موقع مل گیا ہے

خلفا کیلئے اب صرف دعا اور مراسلات امیر المؤمنین کا لقب رکھا ہے، خاص دربار کی حالت

یہ کہ لوگوں اور سلطنت کے انعام سے یہ خطی الامانہ میں اعلیٰ مطلب و خود بخود را کر نہیں بلکہ وہ صرف اپنی
جاؤں کی سلامتی پر خوش اور اعلیٰ کے لقب پر قانع ہیں اور عام لوگوں کی حالت یکجہاں ایسی ہے جیسی
سکنہ بن فلیب نے شاہ دارا شہرانی دارا بن دارا شاہ یا بل کو قتل کر کے طوائف الملوک کے
زمانے میں لوگوں کی حالت کر دی تھی اور یہ حالت اور شیر بن یاکب شاہ کے ظہور تک قائم تھی
جس علاقہ پر جو غالب آیا اس کی مخالفت اور طاعت خود کرتے تھے اور ان میں مزید کی طلب پر ہمیشہ ہمت
غرض آبادیاں کم نہ تھیں اس کے مطلع ہو گئے، شہر کے شہر آ کر گئے اکثر جیسے حکومت سے جدا ہو گئے،
اور اسلامی سرحدوں اور شہروں پر وہ بھی اور دوسرے ملک کے لوگ غالب آ گئے ہیں۔
اس کتاب میں چند روایات اور حالات لکھے گئے ہیں، اور ایام انبی کے فقہ و حادثے،
شرق و غرب شمال و جنوب کی رودادیں، اور قدر محاربات اور جنگات و دغا ہوں کے تھکے گوش و سوا
اور وضع کیا تھ کہ کتاب اخبار الزمان میں ایام الزمان میں بیان کیا ہے اس کتاب میں
گزشتہ اقوام قدیم تسلیم، اور پرانے ملکات تذکرہ ہے، اور بعد کی اس تصانیف میں مذکورہ بالا بیان
بیان کی گئی میں ابھی نام یہ ہے۔

کتاب الاوسط مروج الفہم سے ماہی الجوان فی الزمان طر فاجری فی الدہر السوائف، ذخائر العظم، ماہری
فی سالف الدہور، نظم الجوان فی تدبیر الملک العسکر، کتاب الاستدکار لما جری فی سالف الاثمار۔
یہ کتاب ان تصانیف کے بعد لکھی گئی ہے اور مذکورہ بالا تصانیف سے افادہ کی گئی ہے، اس کے
علاوہ ہاری اور کتابیں ہیں اس کتاب میں ہم نے اپنی تصانیف کا خلاصہ لکھا ہے، تاکہ ان تصانیف کی یہ یادگار
ثابت ہو، اور اس کتاب کے ذریعہ لوگ ہماری دوسری تصانیف پر مطلع ہوں۔

اس کتاب میں اس کتاب کی تکمیل سے پہلے اس کا ایک حصہ ہمارے قلم سے نکل چکا تھا، مگر بعد کے ایام میں
نہایت مصدق باتوں کا اضافہ کر دیا ہے، اس لیے مجھے پہلے نسخے کے ہی نسخہ قابل اعتماد ہے۔
علی حسین مسعودی نے فسطاط مصر میں بزائے خلافت طبع و بزمانہ قسطنطین بن لاری بن سل
بادشاہ روم مطابق سن ۳۱۵ ہجری بمطابق سن ۹۲۷ مکتوب بن فلیب ہی و مطابق سن ۹۲۷ اور شیر بن یاکب
مطابق سن ۹۲۷ نے دجبر بن شہر یاب بن کسری ابرویدہ آخری شاہ فارس اس کتاب کی تالیف سے فراغت پائی۔
بجائے خداوند کار ساز کے لطف و احسان سے یہ کتاب التنبیہ والاشراف تمام ہوئی۔
ستائش و نیایش اسی ایک ذات کے لیے ہے۔

خطائے طباعت

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۳۹	۶	صبیحہ	صبیحہ	۲۵	۲۴۵	زرتشت زرتابی دلف	زرتشت زرتابی دلف
۷	۱۶	ثعلبی	ثعلبی	۶	۲۴۶	ماہانیہ	ماہانیہ
۸	۲۱	ادس	ادس	۱۱	۲۴۹	زمانے میں	زمانے سے
۶۳	۱۶	بماذ	بماذ	۱۵	۲۵۰	دقش	دقش
۶۵	۱۶	عربوں	عربوں	۶	۲۵۱	سامرائے	سامرائے
۱۰۷	۲۲	سامان	×	۸	۲۵۳	عمر	عمرو
۷	۲۲	بازی کی	بازی کی	۲۰	۲۵۶	بے نوابان	بے نوابان
۱۱۳	۱۷	ہی ہیں	ہی	۲۲	۲۶۷	قردان	قردان
۱۲۳	۱	تشم	تشم	۷	۷	ارون	ارون
۱۲۳	۱۸	لمحزونہ	لمحزونہ	۷	۷	مانخت	مانخت
۱۲۱	۱۹	ملکا	ملکا	۲۷	۲۶۸	نہ بھی اس سے ساز	نہ بھی اس سے ساز
۱۲۲	۲۲	باشمط	باشمط			دبا کر لیا جب طغ کی	دبا کر لیا جب طغ کی
۷	۷	ید	ید			فرج مقابلے کے لئے	فرج مقابلے کے لئے
۱۲۹	۹	تکلم	تکلم			حریف کے سامنے آئی	حریف کے سامنے آئی
۱۵۸	۲۲	اقبر	اقبر			قرمیلوں نے اسپر	قرمیلوں نے اسپر
۱۸۱	۱۱	انہوں نے	انہوں نے			کیا، کناکر۔	کیا، کناکر۔
۲۰۳	۱۰	جو بھاگ گئے کوہ تو	جو بھاگ گئے کوہ تو			ابوالاعز	ابوالاعز
		پہنچ رہا۔	پہنچ رہا۔			۱۵	۱۵
		شاداب	شاداب			۱۹	۱۹
		کاظاب	کاظاب			۲۰	۲۰
		بھروسہ	بھروسہ			۲۲	۲۲
		بھروسہ	بھروسہ			۲۳	۲۳
		بھروسہ	بھروسہ			۷	۷

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۲۷۰	۲	ہیرو	بہادر	۲۸۲	۱۸	کے تذکرہ کے ذیل	کے تذکرہ میں
۵	۵	ناصیۃ البحر	ناحیۃ البحر			میں دوسری کتابوں	بیان کیا ہے۔
"	۷	ملقب	مشہور			میں بیان کیا ہے	
۲۷۶	۱۳	کشمردن	کشمرد و غیرہ	۲۸۳	۱۷	منہشیم	منہشیم
"	۱۸	داؤں	داؤ	"	۲۲	قعدہ	القعدہ
"	۲۳	سرداراں	سردار	۲۸۶	۹	آجین	آجین
۲۷۷	۱۰	ایک مقام	اُس مقام	۳۸۷	۱۸	حسن کا	جن کا
۲۸۲	۹	کا باشندہ	کے باشندے	"	۱۹	الفک	الفک
"	۱۰	ذی قعدہ	ذی القعدہ	۲۹۱	۱۶	غلاہ	غلاۃ
"	۱۲	یہاں قید خانے کو	اس قید خانے کو	"	۲۳	کتبی	کرتی
"	"	سرف کہتے ہیں	سرف کہتے تھے	۲۹۳	۵	مستکفی	امستکفی
"	۱۲	وہ نہایت خطرناک	یہ بڑے سر کے کا	۲۹۴	۲۵	سناش	سنالیش
"		نٹھا۔	دن نٹھا۔	"	"	"	"

کتابخانه

جامعہ اسلامیہ اسلامیہ

[illegible]

۱۔ ہمارے دل میں جو کچھ ہے اس کی وجہ سے
 ۲۔ ہمارے دل میں جو کچھ ہے اس کی وجہ سے
 ۳۔ ہمارے دل میں جو کچھ ہے اس کی وجہ سے
 ۴۔ ہمارے دل میں جو کچھ ہے اس کی وجہ سے
 ۵۔ ہمارے دل میں جو کچھ ہے اس کی وجہ سے
 ۶۔ ہمارے دل میں جو کچھ ہے اس کی وجہ سے
 ۷۔ ہمارے دل میں جو کچھ ہے اس کی وجہ سے
 ۸۔ ہمارے دل میں جو کچھ ہے اس کی وجہ سے
 ۹۔ ہمارے دل میں جو کچھ ہے اس کی وجہ سے
 ۱۰۔ ہمارے دل میں جو کچھ ہے اس کی وجہ سے

کتابخانه جامعہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

[illegible]

ایک کتب خانہ کی بنیاد رکھیں اور اس میں کتب کا انضمام کر کے ایک کتب خانہ بنائیں۔
ایک کتب خانہ بنائیں اور اس میں کتب کا انضمام کر کے ایک کتب خانہ بنائیں۔
ایک کتب خانہ بنائیں اور اس میں کتب کا انضمام کر کے ایک کتب خانہ بنائیں۔

ہندوؤں کی قوم کا نشان یا پانچ نلے
ہندوؤں کی قوم کا نشان یا پانچ نلے

عبد بنوری
۶۔ تمنا بول پو پو
۷۔ چٹا بھابھ
۸۔ دھانی زرخیز اور لکڑی کا ستابی
عبد بنوری کی سہیلی خدیجہ

